بسم اللہ الرحمن الرحیم

نجات کا منصوبہ

قرآن یا بائبل

ترتیب و تزئین

ابو عبداللہ الرحیلی

چیئرمین بورڈ آف گورنرز

ورلڈ اسلامک تھیولوجیکل آرگنائزیشن

ناشر

شعبہ دعوت و اصلاح مرکز الدعوۃ والارشاد زرین روڈ ملتان پاکستان

اشاعت فنڈ 25/- روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نجات کا منشور

قرآن یا بائبل

(ترتیب وتدوین)

ابو عبداللہ اریحائی

چیئرمین بورڈ آف گورنرز

ورلڈ اسلامک تھیولوجیکل آرگنائزیشن

(کینیڈا)

ناشر

اشاعت فنڈ 25/= روپے

بائبل کا ایک نرالا اور عجیب معاملہ

اصولاً" کسی کتاب یا تحریر کا اصل تشخص اس وقت تک قائم رہ سکتا ہے جب تک وہ اپنی ابتدائی صورت اور زبان و الفاظ میں محدود ہو۔ لیکن جب وہ اس دائرہ سے نکل کر تراجم و تشریح کی حدود میں داخل ہوگی تو اس کی بنیادی حقیقت اور تشخص ختم ہو جائے گا پھر اس کو اس نام اور عنوان سے تعبیر نہیں کرسکتے بلکہ اسے اس کا ترجمہ یا تشریح یا حاصل کلام کہیں گے۔ مگر "ہماری بائبل" اور اس کے معتقد اس اصول اور ضابطہ کے پابند نہیں۔ جب ان سے اصل متن مفقود ہوگیا صرف تراجم ہی باقی رہ گئے اور ان میں سے بھی رد و بدل اور کمی بیشی کا نمایاں عمل دخل ہوگیا تو انہوں نے تراجم ہی کو اصل نام اور عنوان دے دیا۔ اب عبرانی اور آرامی کے لاطینی' یونانی' انگلش اردو وغیرہ تراجم سب کے سب بائبل ہی کہلاتے ہیں جو کہ سراسر اصول کے خلاف ہے اس کے بعد بائبل کے مختلف اور رنگا رنگ کے عنوان بھی نمودار ہو گئے۔ مثلاً یہ کیتھولک بائبل ہے' یہ آرتھوڈکس ہے' یہ کنگ جیمس ورشن ہے اور یہ نیو کنگ جیمس ورشن' یہ نیو انٹرنیشنل ورشن ہے۔ یہ ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن اور یہ نیو ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن۔ پھر یہ کیتھولک ایڈیشن ہے اور یہ دوسرا اور یہ ورشن فار انڈیا ہے' یہ کرسچین کیمونٹی بائبل اور یہ نیو انگلش بائبل وغیرہ وغیرہ بیسیوں عنوانات میں۔ پھر جیسے ان کے نام اور عنوان الگ الگ ہیں' اسی طرح ان کا اندرون کھاتہ بھی ایک دوسرے سے جدا ہے۔ کسی سے کوئی آیت نکال دی گئی ہے اور کسی سے کوئی'

عنوانات

باب اول

تدوین قرآن 1
وحی کی ضرورت 1
عقل انسانی 1
حواس خمسہ 2
وحی الٰہی 3
عالمگیر وحی 5
تعارف وحی 5
قرآن مجید 6
تدوین و حفاظت 7
دَور رسالتؐ 1 نبوت تا 11 ہجری 7
حفظ و کتابت قرآن 8
دَور صدیقؓ 11 تا 13 ہجری 11
جمع و ترتیب 11
سورتوں کی ترتیب 13
دَور عثمانیؓ 25 تا 35 ہجری 14
اختلاف قرأت 14
حقیقت 15
اتفاق قرأت 16
دَور حجاج بن یوسف 65 تا 115 ہجری 17
اعراب 17
نقاط 18
رسم الخط 18
ادوار مابعد میں سہولتیں 19
رموز اوقاف 19
تعداد آیات 19
تعداد حروف 20
متن سے باہر سہولتیں 20
دعوت فکر 21

باب دوم

شکوک و شبہات اور مغالطے 23
سابقہ آسمانی کتب 23
مشنری جارحیت 24
دفاع 25
مغالطوں کا مواد 26
تاویلات 27

قرآن میں تصرف عثمانیؓ

مغالطہ نمبر 1 — 28

مصحف علیؓ — 29

مصحف عبداللہ بن مسعودؓ — 30

وحی میں آمیزش مغالطہ نمبر 2 — 30

حقیقت — 31

ینابیع الاسلام مغالطہ نمبر 3 — 34

اُمّی نبیؐ مغالطہ نمبر 4 — 36

اُمّی مسیحؑ — 38

اَبدی چیلنج — 39

مخاطبین قرآن — 41

عرب — 42

یہودی — 43

مسیحی — 43

عہد حاضرہ — 43

کٹ حجتیاں — 45

سفر سرمایہ ظفر ہے — 46

کاہنوں کا کلام — 47

عیسائی استاد — 47

ممکنہ انفرادی خصوصیت — 48

تشدد سے حفظ قرآن — 49

اسلام کا پھیلاؤ — 51

ترغیب انکار حدیث — 55

روایات پر بائبل کی گواہی — 56

کیا قرآن مصدق بائبل ہے؟

مغالطہ نمبر 5 — 58

توریت اور مسیحؑ کی گواہی — 59

ہدایت کس میں؟ — 60

موجودہ بائبل اور عہد نبوت — 60

نور اور ہدایت — 61

شک مٹانے کا حکم — 63

انجیل سے فیصلہ کا حکم — 64

توحید — 64

بشارات — 65

مرتد کی سزا — 65

قصاص و دیت — 65

سنگسار — 65

سود سے ممانعت — 65

سؤر کا گوشت حرام — 66

مئے نوشی سے ممانعت — 66

رشوت سے ممانعت — 67

طلاق کی اجازت — 67

قرآن نگران مگر کس کا؟ — 67

مسیحی مشنریوں کو قرآنی جواب — 68

اسلام نیا دین نہیں	69
عقائد درست کرو	70
قیامت کا دن	73
خبردار	75
اتمام حجت	75
گھمنڈ	76
اندرونی حالت	77
اہل اسلام کو خطاب	77
فراڈ سے بچو	78
مسلمانوں کو تلقین	79
اسلحہ سے غافل کرنا	82

باب سوم

بائبل اور توہین رسالت	84
بائبل خداوند خدا	84
توہین رسالت	87
بائبل کے فحش مضامین	92
تبصرہ	99

باب چہارم

قرآن اور ناموس رسالت	102
وضاحت	104
آدم علیہ السلام	104
نوح علیہ السلام	108
ابراہیم علیہ السلام	111
لوط علیہ السلام	115
اسحاق علیہ السلام	117
یعقوب علیہ السلام	118
یوسف علیہ السلام	119
موسیٰ علیہ السلام	124
ہارون علیہ السلام	127
داوٗد علیہ السلام	130
سلیمان علیہ السلام	134
ایوب علیہ السلام	142
زکریا علیہ السلام	144
مسیح ابن مریم علیہ السلام	148
مسیح کا بائبل میں شجرہ نسب	152
توہین مسیح کا قرآنی رد	154

باب پنجم

تحریف بائبل کی کہانی بائبل کی زبانی	161

تدوین توریت دَور موسیٰ	161	یرمیاہ نبی	182
بنی اسرائیل اور عہد کا صندوق	163	حزقی ایل نبی	183
نصیحتیں	163	یوایل نبی	184
پیشین گوئیاں	164	عاموس نبی	184
صندوق کی اشیاء	165	میکاہ نبی	185
دَور یشوع	166	صفنیاہ نبی	185
قاضیوں کا دَور	167	بخت نصر کا حملہ	186
دَور سموئیل	167	توریت پھر غائب ہو گئی	187
دَور داؤد علیہ السلام	169	یروشلم کی دوبارہ آبادی	188
دَور سلیمان علیہ السلام	169	تجدید توریت	189
توریت گم ہو گئی	170	شاہ انطاکس کا حملہ	190
بنی اسرائیل میں تفریق		توریت پر ایک اور حادثہ	191
اور بت پرستی	171	یہودہ مکابی کا جہاد	191
دَور یوسیاہ اور توریت	173	رومیوں کا قبضہ	192
تبصرہ	174	رومیوں کے مظالم	193
یوسیاہ سے بخت نصر تک	178	توریت اور طالمود	193
خبردار کرنے والے	178	محافظین توریت	195
حنانی نبی	179	کاہن عیلی اور اس کے بدکار بیٹے	196
ایلیاہ نبی	179	سموئیل نبی کے لالچی بیٹے	197
میکایاہ نبی	180	چار سو جھوٹے نبی	197
زکریاہ نبی	180	یسعیاہ کا اعلان	197
یسعیاہ نبی	180	یرمیاہ کا اعلان	198

حزقی ایل کا اعلان	199
صفنیاہ کا اعلان	200
ملاکی کا اعلان	201
مسیحؑ کی گواہی	201
انبیاء صغرٰی اور انبیاء کبرٰی	202

باب ششم

بائبل کا اعتراف تحریف	204
اضافہ کا ثبوت	205
گمشدہ کتب بائبل	206
پروٹسٹنٹ بائبل کتاب مقدس	207
کاتھولک بائبل کلام مقدس	208
نظریہ لا خطا کلیسیا	209
کاتھولک بائبل کا دفاع	211
تحریف پر کاتھولک بائبل کی گواہی	212
جائزہ کتب عہد عتیق	214
اسفار خمسہ	214
یوشع	214
قضات	215
راعوت	215
سموئیل	215
ملوک	216
اخبار	216
عزرا اور نحمیاہ	216
طوبیاہ	217
یہودیت	217
استیر	218
ایوب	219
مزامیر	219
امثال	220
جامع	221
نشید الاناشید	221
حکمت	221
یشوع بن سیراخ	222
اشعیا	224
ارمیا	224
مرثیے	225
باروک	225
حزقیال	225
دانیال	225
انبیاء صغرٰی	226
مکابین	226

جائزہ اناجیل اربعہ	227
انجیل مسیح	228
پولوس کے خطوط	230
باقی خطوط	231
مکاشفہ	232
بائبل کے تراجم	232
مختلف ورژن	233
تحریف کا تازہ ترین شاہکار	235
قدیم ترین نسخے	237
روح القدس کے الہام کا بہانہ	240
دعوت فکر	242

اناجیل کی بریکٹ

اناجیل کی سینکڑوں بریکٹ زدہ آیات کے متعلق شاید کوئی یہ کہنے لگے کہ کسی آیت کا بریکٹ میں ہونا اس کے جعلی یا الحاقی ہونے کا ثبوت نہیں بلکہ ممکن ہے انجیل نویسوں نے کسی اور غرض کے لیے ان آیات کو بریکٹ میں درج کر دیا ہو۔ مگر یہ بات بالکل درست نہیں' اس لیے کہ کئی بریکٹ شدہ آیات بعض نسخوں سے بالکل خارج کر دی گئی ہیں' حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ مشکوک آیات وہ ہیں جن سے مسیحیت کے مرکزی مسائل و عقائد وابستہ ہیں مثلاً مسیح کی الوہیت' خدا کا بیٹا ہونا' مصلوب ہو کر پھر دوبارہ زندہ ہونا' موروثی گناہ اور مسئلہ تثلیث وغیرہ۔

باب اول

تدوین قرآن

وحی کی ضرورت

اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اس کائنات رنگ و بو میں جب سے انسان نے شعور کی آنکھ کھولی ہے اس کو اس کائنات ' مختلف مخلوقات اور انسان کے تناظر میں چند ایک ضروری اور بنیادی قسم کے سوالات کا سامنا ہے ان سوالات کا صحیح حل دریافت کیئے بغیر انسانی زندگی کی گاڑی ایک قدم بھی نہیں چل سکتی۔ چونکہ انسان کو فہم و شعور اور عقل کی نعمت گراں بہا سے نوازا گیا ہے اور یہی عقل و خرد انسان کو اشیاء کی اصل حقیقت اور ماہیت جاننے پر آمادہ رکھتی ہے چنانچہ وہ اس عظیم الشان کائنات اور اپنی تخلیق کے مقاصد کو جاننا چاہتا ہے کہ اس عظیم الشان کائنات کا بنانے والا کون ہے؟ کیا یہ کائنات خود بخود معرض وجود میں آئی ہے؟ یہ کائنات ہمیشہ یونہی رہے گی یا اس کا کوئی انجام بھی ہے؟ انسان کو کس نے تخلیق کیا ہے؟ انسان کی تخلیق کا مقصد کیا ہے؟ انسان کی یہی زندگی اول و آخر ہے یا اس زندگی کے بعد اسے کسی اور زندگی سے دوچار ہونا ہوگا؟ قارئین ان سوالات کے علاوہ اور بھی کئی ایک ضمنی قسم کے سوالات ہیں جو قریباً" ہر اس انسان کے قلب و ذہن میں پیدا ہوتے ہیں جو اس رنگا رنگ کائنات اور چمنستان کائنات کے گل سر سبد یعنی "حضرت انسان" پر ذرہ برابر بھی غور فکر کرتا ہے

عقل انسانی

قارئین عقل انسان کا بنیادی اور خصوصی وصف ہے یہی عقل ہی دوسری تمام مخلوقات پر اس کے تفوق کا باعث ہے انسان نے آج اپنے ماحول اور معاشرہ کو جس

حیرت انگیز طور پر بدل کے رکھ دیا ہے وہ انسان کی عقل کا ہی کارنامہ ہے اشیاء کا صحیح ادراک اور تمام تر علوم و حکیمانہ افکار و نظریات کے پیچھے اصل قوت عقل کی ہی کارفرماہوتی ہے مگر عقل کی اس تمام تر اہمیت اور حیثیت کے باوجود عقل کو اشیاء کا ادراک حاصل کرنے کے لیئے ہمیشہ "حواس" کا سہارا لینا پڑتا ہے کیونکہ جب تک "حواس" کسی خارجی مہیج کے بارے میں کوئی اطلاع یا تاثرات عقل تک نہیں پہنچائیں گے اس وقت تک مجرد عقل کسی شے کو اپنے احاطہ ادراک میں نہیں لا سکتی چونکہ "حواس" سے مراد اس کی مشہور پانچ "حسیّں" ہیں جن کی وساطت سے عقل خارجی کائنات سے واقفیت حاصل کرتی ہے مثلاً" قوت باصرہ (دیکھنے کی حس) قوت سامعہ (سننے کی حس) قوت شامہ (سونگھنے کی حس) قوت ذائقہ (چکھنے کی حس) قوت لامسہ (چھونے کی حس)

حواس خمسہ

اس لیئے "حواس خمسہ" فی نفسہٖ کوئی اہمیت نہیں رکھتے ان کی حیثیت محض ایک آلہ کار کی ہے کیونکہ جب تک "عقل" کا عمل دخل ساتھ نہ ہو تو محض "حواس خمسہ" کسی شے کا ادراک نہیں کرسکتے "حواس" کا کام محض خارجی مہیج کے تاثر کو (جس طور پر وہ مہیج اس عضو حس پر اثر انداز ہو رہا ہوتا ہے) دماغ تک اعصابی لہروں کے ذریعے پہنچانا ہوتا ہے چنانچہ اس لحاظ سے "اعضاء حس" محض ایک آلہ کے طور پر کام دیتے ہیں پھرہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ انسانی "حواس" ایک حد کے اندر محدود ہیں انسان کی آنکھ ایک حد تک دیکھ سکتی ہے جو چیزاس کی حد سے باہر ہوگی اس کو یہ آنکھ دیکھ نہیں سکے گی اور اگر پختہ یقین کئے بغیر عقل انسانی کوئی فیصلہ کرے گی تو مغالطہ لگنے کی وجہ سے غلطی کا قوی

امکان ہے اسی طرح کان بھی ایک حد تک سن سکتے ہیں اگر اپنی حدود سے باہر کی آواز کو سننے کی کوشش کریں گے تو وہاں بھی غلطی کا قوی امکان ہے اسی طرح بے شمار معاملات ہیں جو انسان کی عقل سے بالا تر ہیں اور ان کا احاطہ کرنا انسان کی عقل سے بعید تر ہے اور عقل انسانی کے ٹھوکر کھا جانے کا احتمال ہے "حواس" کے دھوکہ کھا جانے کی مثالیں ہمارے روز مرہ کے مشاہدات میں بھی آتی رہتی ہیں مثلاً" سراب کی صورت میں دُور پڑی ہوئی ریت کا پانی کے دریا کی صورت میں نظر آنا یا کسی تیز رفتار گاڑی 'ٹرین وغیرہ میں دوران سفر درختوں اور بعض دوسری چیزوں کا اگر قریب ہوں تو پچھلی طرف دوڑتے ہوئے اگر دُور ہوں تو ایک دائرے میں گھومتے ہوئے دکھائی دینا

پھر "حواس" کی تمام تر تگ و تاز محض اس مادی کائنات تک ہے "حواس" کو کسی چیز کا ادراک اس وقت تک نہیں ہوگا جب تک وہ چیز خارج میں موجود نہ ہو جس طرح آئینہ کے سامنے جب تک کوئی چیز نہیں آئے گی اس کا عکس آئینہ میں نظر نہیں آئے گا اسی طرح "حواس خمسہ" کو بھی کسی چیز سے باخبر ہونے کے لیئے اس بات کی ضرورت پیش آتی ہے کہ وہ چیز مادی طور پر خارج میں موجود ہو مادہ سے ماوراء کسی حقیقت کا ادراک "حواس" کے بس کی بات ہی نہیں ہے

وحی الٰہی

قارئین اس مقام پر پہنچ کر انسان وادی حیرت و استعجاب میں سرگرداں ہو جاتا ہے اور بظاہر حقیقت تک پہنچنے کا کوئی راستہ اپنے اندر نہیں پاتا ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ کا انسانوں کی رہنمائی کے لیئے وحی کے ذریعہ سے ہدایت فراہم کرنا خود فطرت انسانی کا تقاضہ تھا انسانی شخصیت روح اور جسم کے مجموعہ کا نام ہے اب جس خالق کائنات نے انسان کے

جسم کی ضروریات کا اس کائنات میں اس قدر فراوانی سے سامان فراہم کیا ہے اس رب کائنات سے یہ بات کیسے ممکن ہو سکتی ہے کہ وہ انسان کی روحانی ضروریات کے لیئے بندوبست ہی نہ کرے اور اسے اس کی پیدائش' تخلیق کائنات کا مقصد اور زندگی بسر کرنے کا طریقہ بتانے کی بجائے جہالت و گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں بھٹکنے کے لیئے چھوڑ دے

حیرت کے اس گھپ اندھیرے میں ہدایت و رہنمائی کے روشن چراغوں کا ایک طویل سلسلہ ہر زمانے میں اور ہر دَور پر محیط دکھائی دیتا ہے یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں خالق و مالک کائنات اللہ رب العالمین نے انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے سلسلہ میں منتخب کیا ہوتا ہے اور جن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ خود انسانوں کی رہنمائی فرماتے ہیں یہ منتخب کردہ اعلیٰ کردار کے حامل افراد "رسول یا نبی" کہلاتے ہیں اور علم کا وہ ذریعہ جس سے اللہ تعالیٰ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کا سامان فراہم کرتے ہیں "وحی" کہلاتا ہے

"وحی الٰہی" عقل انسانی کو "حواس" کی حدود سے باہر نکال کر ایسے امور کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے جو اس کے محدود "حواس خمسہ" کی رسائی سے بالاتر ہوتے ہیں پس "وحی الٰہی" عقل انسانی کے خلاف نہیں ہے بلکہ "عقل انسانی" کے لیئے روشنی کا ایک مینار ہے تاکہ انسان ان چیزوں کا ادراک کر کے جو اس کی عقل سے بالاتر ہیں اپنے مستقبل کی راہ (صراط مستقیم) متعین کر سکے قرآن مجید میں ابوالبشر آدم علیہ السلام کے واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی عقل فطری و بشری کمزوری کی وجہ سے شیطانی وسوسہ سے دھوکہ کھا گئی اور وہ جنت سے نکال دیئے گئے تب آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے وحی کے ذریعے چند کلمات سیکھے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر کے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لیا

گویا فطری کمزوری کا علاج "وحی الٰہی" سے کیا گیا انسان کی روحانی پرورش کا سامان بھی وحی الٰہی میں ہے اگر صرف عقل کے ذریعے ہی انسان کو اپنی تمام تر مشکلات کی گرہ کشائی کرنا پڑتی تو انسان عقل کی کمزوری کی وجہ سے ٹھوکریں کھا کر ہلاکت کے اتھاہ و عمیق گڑھے میں گرا پڑا رہتا پس "وحی الٰہی" زندگی کے ہر شعبہ میں انسان کی رہنمائی کے لیئے ضروری ہے تاکہ انسان ہر قسم کی لغزشوں' گمراہیوں اور ٹھوکروں سے محفوظ و مصئون رہ کر جادہ صواب پر گامزن رہے

عالمگیر وحی

آخری رسول "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل "وحی الٰہی" ضرورت کے مطابق ایک قوم یا علاقہ کے لیئے کسی ایک "نبی یا رسول" پر نازل ہوتی رہی جوں جوں وقت گزرتا گیا اقوام عالم کے میل جول میں جغرافیائی رکاوٹیں ختم ہو گئیں اور تمام دنیا سمٹ کر ایک قصبہ کی شکل اختیار کر گئی تو وحدت نسل انسانی کے لیئے ایک "عالمگیر وحی" کی ضرورت تھی تب وہ "عالمگیر وحی قرآن مجید" کی شکل میں "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر نازل ہوئی

تعارف وحی

وحی ایک وہبی (اللہ کی طرف سے عطا کردہ) امر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ رسالت (وحی الٰہی بھیجنے) کے لیئے کسے چننا ہے" (انعام ۲۵) منکرین رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے انکار کی ایک وجہ یہ بھی بیان کرتے تھے کہ "ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک اسی طرح کی رسالت ہم کو نہ ملے جو اللہ کے رسولوں کو دی گئی" (انعام 125) تو اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں وحی کو

کسبی (محنت مشقت' ریاضتیں اور چلے وغیرہ کاٹ کر بزعم خود رسالت و نبوت کے مقام و مرتبے تک پہنچ جانا) کی بجائے وَہبی امر کہہ کر ان منکرین کے باطل خیال کی تردید کر دی قرآن مجید کے بقول اللہ تعالیٰ کی اپنے رسول اور نبی کے ساتھ ہم کلامی کی تین صورتیں ہیں "اور کسی بشر کے لیئے ممکن نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے مگر وحی کے ذریعے' یا پردہ کے پیچھے' یا کوئی فرشتہ بھیج کر پس اپنے حکم سے جو چاہے (مذکورہ بالاذرائع سے) وحی بھیجے" (شوریٰ 51) سلسلہ وحی کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید ایک قوی اور امانتدار فرشتہ جرائیل علیہ السلام کے ذریعے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل کی گئی (بقرہ 97 نجم 4 تا 5)

قرآن مجید

خالق کائنات کا آخری عہد نامہ "قرآن مجید" رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں لیلتہ القدر کی متبرک گھڑیوں میں نازل ہونا شروع ہوا (بقرہ 185 قدر 1 تا 3) قرآن مجید کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قریبا" تیئس سال کے عرصہ تک ضرورت اور حالات' واقعات کے مطابق ہوتا رہا کبھی کچھ لوگ خود مسائل چھیڑ دیتے تھے تو قرآن نازل ہوتا تھا کبھی سوالات کے جوابات پوچھے جاتے تو جوابا" قرآن کا نزول ہوتا کبھی معاشرہ میں ایسے مسائل ابھر آتے تھے جن کا جواب دینا ضروری ہوتا تھا اس طرح قرآن مجید ضرورت کے مطابق لوگوں کو پڑھ کر سنانے کے لیئے (بتدریجا") آہستہ آہستہ نازل کیا گیا" (بنی اسرائیل 106) اس انداز تنزیل پر اعتراض کرتے ہوئے "کفار نے کہا کہ اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہیں اتارا گیا (توجوابا" کہا گیا کہ) اس طرح (آہستہ آہستہ) اس لیئے (اتارا گیا) تاکہ اس سے تمہارے دل کو قائم رکھیں اور

(اسی وجہ سے) ہم اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے رہے ہیں اور یہ لوگ تمہارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمہارے پاس اس کا معقول اور خوب واضح جواب بھیج دیتے ہیں" (فرقان 32 تا 33)

تدوین و حفاظت

رب کائنات نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ "ہم نے ہی ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" (حجر 9) دوسری جگہ فرمایا کہ "(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) وحی کے پڑھنے کے لیئے (بوقت نزول قرآن) اپنی زبان کو حرکت نہ دیا کرو کہ اس کو جلد (یاد) کر لیا جائے بے شک اس (قرآن) کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمے ہے جب ہم (وحی) پڑھا کریں تو آپ اس کو (خاموشی سے سنا کریں اور پھر اسی طرح) پڑھا کریں" (قیامہ 16 تا 19) قارئین مذکورہ بالا دونوں حوالے ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے تو اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایسے تمام حفاظتی مراحل کا ذکر کر دیا جائے جن سے گزر کر قرآن مجید موجودہ شکل و صورت میں ہم تک پہنچا ہے

دورِ رسالت ۱ نبوت تا ۱۱ ہجری

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے بارے میں خود فرمایا کہ "بے شک یہ عالی مقام فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بھیجی گئی) بات ہے جو صاحب قوت، مالک عرش (اللہ تعالیٰ) کے پاس بڑے اونچے درجے والا، سردار اور امانتدار (فرشتہ) ہے" (تکویر 19 تا 21)" اور یہ (قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں ہے" (تکویر 25) "اور اس (قرآن) کو شیاطین لے کر نازل نہیں ہوئے یہ کام نہ ان کے لائق ہے اور نہ وہ اس

کی طاقت رکھتے ہیں (بلکہ) وہ (آسمانی باتوں کے) سننے (کے مقامات) سے الگ کر دیئے گئے ہیں" (شعرآء 210 تا 212) "اور بے شک یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے اس پر باطل (شیطان) کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے (بلکہ) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ) کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے" (حم سجدہ 41 تا 42) (جن 26 تا 28)

حفظ و کتابت قرآن

قرآن مجید کی حفاظت کے سلسلہ میں دو طریقے اختیار کیئے گئے تھے اول "حفظ" یعنی زبانی یاد کرنا اور کرانا دوم "کتابت" یعنی ضبط تحریر میں لانا چنانچہ ان دونوں طریقوں کو لازم و ملزوم قرار دیا گیا اس حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے "بلکہ یہ واضح آیات ہیں جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے ان کے سینوں میں (محفوظ)" (عنکبوت 49)

قارئین قرآن مجید مکتوبہ شکل میں نہیں بلکہ صوتی انداز میں نازل ہوا جس طرح اللہ کے حکم سے جرائیل امین علیہ السلام نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآنی آیات پڑھ کر سنائیں اسی انداز میں آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو قرآن کی آیات پڑھ کر سنائیں اور حفظ بھی کرائیں اس طریق حفاظت میں نہ کسی مخصوص رسم الخط کی ضرورت پڑتی تھی نہ حروف کی شکلوں' نقاط اور اعراب وغیرہ کی اور نہ ہی آیات کے ربط میں رموز اوقاف وغیرہ کے بارے میں معلومات کی یہ طریقہ نہایت سادہ اور اہل عرب کی قوت حافظہ کو مدنظر رکھتے ہوئے فطری بھی تھا کسی قرآنی سورۃ کا کوئی حصہ جب نازل ہوتا تو جرائیل علیہ السلام یہ بھی ساتھ بتلا دیتے تھے کہ یہ تازہ نازل شدہ آیات فلاں سورۃ کے فلاں مقام پر پڑھی جائیں گی تب آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقرر کردہ کاتبان وحی میں سے کسی کو بلاتے اور ان آیات کو ان کی جگہ پر

لکھوا دیتے تھے اس طرح قرآن مجید آپ کی حیات طیبہ میں لکھا جا چکا تھا

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کاتبان وحی مقرر فرمائے تھے ان میں معروف "ابوبکر صدیقؓ ، عمربن خطابؓ، عثمان بن عفانؓ، علی بن ابی طالبؓ ، معاویہ بن سفیانؓ ، زید بن ثابتؓ ، ابی بن کعبؓ ، رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی سارا قرآن جمع کر لیا تھا اور ایک رات میں سب پڑھ ڈالتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو فرمایا ایک مہینہ میں (قرآن) ختم کیا کرو" (مسند احمد)

قارئین یہاں پر ایک بات کی وضاحت کرتے چلیں کہ قرآن مجید کی ہر ایک سورۃ خواہ وہ کتنی ہی چھوٹی ہو وہ اپنے مضمون میں ہر پہلو سے مکمل ہے گویا قرآن مجید کی ہر ایک سورۃ اپنے مقام پر ایک مستقل مضمون ، پمفلٹ یا کتاب کی حیثیت رکھتی ہے اس لحاظ سے سورۃ اخلاص ، کوثر اور فاتحہ بھی ایسے ہی ایک الگ کتاب ہے جیسے سورۃ بقرہ ایک الگ اور مستقل کتاب ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "اللہ کی طرف سے (اس کا) رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پاکیزہ صحیفے تلاوت کرتا ہے جو مستحکم کتابوں پر مشتمل ہیں" (البینۃ 2 تا 3) اس آیت میں کتاب کی بجائے کتب (کتابوں) کا لفظ انہی قرآن کی سورتوں کی طرف اشارہ کررہا ہے ان سب سورتوں یا کتابوں کے مجموعہ کا نام قرآن مجید ہے اور وہ خود ایک مکمل کتاب کی حیثیت رکھتی ہے

احادیث صحیحہ میں مذکور ہے کہ ہر سال جرائیل علیہ السلام آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت تک کے نازل شدہ قرآن مجید کی دہرائی کیا کرتے تھے جسے حدیث کی اصطلاح میں "قرآن کا معارضہ" اور آج کل حفاظ کرام کی اصطلاح

میں "قرآن کا دَور" کہا جاتا ہے اور یہ معارضہ ماہ رمضان کے پورے مہینہ میں ہوتا تھا چنانچہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ "رمضان کے مہینے کی ہر رات کو جبرائیل علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور قرآن کا معارضہ (دہرائی) کرتے یہاں تک کہ مہینہ گزر جاتا......اور جس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو یہ معارضہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ تو ماہ رمضان (10 ہجری) میں اور دوسری بار نزول وحی کے خاتمہ (سورۃ نصر کے نزول) پر اور یہ دوسرا معارضہ گویا آپ کے لیئے پیغام اجل تھا" (صحیح بخاری کتاب التفسیر) قارئین اس کا مطلب یہ ہے کہ معارضہ (دہرائی) ہر سال اتنا ہی ہوتا تھا جتنا کہ اس وقت تک قرآن مجید نازل ہو چکا ہوتا البتہ آخری سال میں دوسری بار جو معارضہ ہوا تو وہ پورے قرآن مجید کا مکمل معارضہ ہوا تھا قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نازل شدہ وحی (قرآن) کی تلاوت کا حکم دیا تھا (عنکبوت 45)

علاوہ ازیں نماز کے دوران قرات کرتے ہوئے یا تلاوت قرآن کے وقت یہ کوئی پابندی نہ تھی کہ فلاں سورۃ پہلے پڑھی جائے یا فلاں بعد میں پڑھی جائے البتہ یہ پابندی ضرور تھی کہ کسی ایک سورۃ میں بھی آیات کا ربط و نظم جو بذریعہ وحی کے مقرر کیا گیا تھا اس میں کسی قسم کی تقدیم و تاخیر نہیں کی جا سکتی اس کے علاوہ عہد رسالت میں ہر شخص بلا لحاظ تقدیم و تاخیر قرآن مجید کی مختلف سورتوں کو جمع کرنے اور مصحف کی شکل دینے میں بھی آزاد تھا اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے ایک ہی مصنف کی چند کتابیں ہیں جنہیں کوئی شخص ایک جلد میں اکٹھی کرنا چاہتا ہے تو وہ اس سلسلے میں آزاد ہے کہ جو کتاب چاہے پہلے رکھ لے اور دوسری بعد میں رکھ دے اس سے نہ تو مصنف کی ذات پر کوئی

حرف آسکتا ہے اور نہ ہی مضامین میں کچھ فرق پڑسکتا ہے بعینہٖ یہی صورت عہد رسالت میں قرآن کی سورتوں کو اپنے وقت میں جمع کرنے کی تھی

اب دیکھئے کہ جب تک قرآن مجید مکمل طور پر نازل نہ ہو جاتا اس سے پہلے موجودہ سورتوں کی ترتیب سے قرآن کو یکجا کرنا محال تھا پھر جب آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری سورۃ نازل ہوئی تو ساتھ ہی پیغام اجل آ پہنچا تو باوجودیکہ قرآن لوگوں کو حفظ ہو چکا تھا وہ نمازوں میں اور انفرادی طور پر تلاوت کرتے ہوئے قرآن کو پڑھتے اور سنتے تھے نیز کاتبان وحی کے علاوہ دیگر متعدد افراد نے بھی اپنے طور پر متفرق سورتوں کی شکل میں ایک سوچودہ (۸۶ مکی اور ۲۸ مدنی) سورتیں اپنی ترتیب سے لکھ رکھی تھیں لیکن مکمل قرآن یکجا کر کے امت کے حوالے کرنے کی مہلت ہی نہ مل سکی تھی

دور صدیقؓ ۱۱ ہجری تا ۱۳ ہجری

قارئین دَور رسالت میں اگرچہ سارا قرآن مجید حفظ اور مکتوبہ شکل میں موجود و محفوظ تھا لیکن وہ اس طور پر متفرق تھا کہ چند آیات اور سورتیں کسی صحابیؓ کے پاس ہیں تو چند کسی دوسرے کے پاس مگر چونکہ حفظ اور متفرق سورتوں اور آیات کی شکل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے پاس قرآن مجید لکھا ہوا موجود تھا اس لیئے متفرق آیات اور سورتوں کو یکجا کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی

جمع و ترتیب

لیکن جب خلافت صدیقؓ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ یمامہ ہوئی تو اس میں سات سو سے زیادہ حافظ قرآن اور قرآء صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہو گئے تو اس بات کا اندیشہ محسوس کیا جانے لگا کہ حافظ قرآن صحابہ اور ان صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم اجمعین کے (جن کے پاس متفرق طور پر قرآن مجید کی آیات اور سورتیں لکھی ہوئی تھیں) اس طرح رفتہ رفتہ دنیا سے اٹھ جانے کے سبب سے کہیں ایسا نہ ہو کہ قرآن مجید کی کچھ آیات یا سورتیں ضائع ہو جائیں چنانچہ ان اندیشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے سب سے پہلے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ قرآن مجید کے ہی متفرق و منتشر اجزاء جو آیات اور سورتوں کی شکل میں متعدد افراد نے اپنے پاس لکھ رکھے ہیں انہیں خلافت کی زیر نگرانی یکجا کر کے لکھا جائے

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورتحال اور اپنا مشورہ خلیفہ بلا فصل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ جس کام کو آخری نبی محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے نہیں کیا وہ میں کیسے کروں؟ لیکن جب عمر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو ایک جلد میں محفوظ کرنے اور اسے سرکاری تحویل میں رکھنے کی مصلحت سمجھائی تو خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اس کے قائل ہوگئے اور اس خدمت یعنی متفرق و منتشر آیات و سورتوں کو ایک جلد میں یکجا کرنے کا کام زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا گیا جنہوں نے بیشتر وحی کی کتابت کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ان کے حکم سے سرانجام دیا تھا جب ان سے اس کام کا ذکر کیا گیا تو یہ کام انہیں (بوجہ بھاری ذمہ داری) پہاڑ اٹھانے سے بھی بڑا معلوم ہوا لیکن جب انہیں قرآن مجید کی حفاظت کے اس خاص پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی تو زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ نے میرا سینہ اس کام کیلئے کھول دیا جس کے لیئے اللہ تعالیٰ نے ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروق رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں کو کھول دیا تھا (یعنی اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے اس کام کے لیئے سینے کھول کر حفاظت قرآن کا خود بندوبست

کیا) چنانچہ وہ اس کام کیلئے تیار ہو گئے اور اس کام کو نہایت محنت اور جانفشانی سے سرانجام دینا شروع کردیا لوگوں کے پاس محفوظ کھجور کے درخت کی چھالوں ' پتھر کی چپٹی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن جمع کرتے رہے اب یہ مصحف جو "بین الدفتین" میں لایا گیا پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس رہا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس پہنچا لیکن ان کی شہادت کے بعد ان کی بیٹی ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلا گیا (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب جمع القرآن)

سورتوں کی ترتیب

ایک اہم مسئلہ سورتوں کی ترتیب کا تھا اس سلسلہ میں ترتیب نزول کی بجائے اس بات کا زیادہ لحاظ رکھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کن سورتوں کو ملا کر پڑھا کرتے تھے علاوہ ازیں لمبی سورتوں کو پہلے درج کیا گیا اور بتدریج چھوٹی سورتوں کو بعد میں درج کیا گیا اس ترتیب کو "ترتیب تلاوت" کا نام دیا گیا اور یہی ترتیب آج تک قائم ہے سورتوں کے نام عہد رسالت میں ہی آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کردیئے تھے نام رکھنے میں اکثر اس سورۃ کے اہم یا غالب مضمون کا اعتبار بطور پہچان کیا گیا اس لیئے سورۃ بقرہ کو اس میں موجود "ذبح بقرہ" کے واقعہ کی وجہ سے "سورۃ بقرہ" کہا گیا سورۃ یوسف میں چونکہ یوسف علیہ السلام کا قصہ مذکور ہے اس لیئے اسے "سورۃ یوسف" لکھا گیا کبھی "اسماء سورۃ" میں کسی خاص وصف کو سامنے رکھا گیا جیسے "سورۃ فاتحہ" میں ایک وصف "شفا" ہے اس لیئے اس کو "سورۃ شفاء" بھی نام دیا گیا اسی لحاظ سے ایک سورۃ کے متعدد نام بھی مقرر ہوئے کبھی سورۃ کے اول کلمہ کا لحاظ کر کے ہی نام رکھ دیا گیا مثلاً" سورۃ نون کو "ن" سورۃ صاد کو "ص" سورۃ حامیم کو "حم" کہا گیا

اسی طرح احادیث میں باقی سورتوں کے نام بھی بتائے گئے ہیں

دَورِ عثمانیؓ ۲۵ ہجری تا ۳۵ ہجری

آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہولت کے لیئے عرب کے ہر قبیلہ کو اپنے اپنے لہجہ اور رسم الخط میں پڑھنے اور لکھنے کی اجازت دے رکھی تھی کیونکہ نزول قرآن کے وقت یہ سہولت مد نظر رکھی گئی تھی کہ لوگ اپنی زبان موڑنے پر توجہ دینے کی بجائے زیادہ توجہ اس کے حفظ پر دیں اور یہ رعایت بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش پر دی گئی تھی چنانچہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھ کو ایک ہی محاورے پر قرآن پڑھایا میں نے اس سے تقاضا کیا اور برابر زیادہ قراء توں (محاوروں) پر پڑھنے کے لیئے تقاضا کرتا رہا تا آنکہ سات قراء توں کی اجازت ملی (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

اختلاف قرأت

قارئین اس ضمن میں صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں مذکور ہے کہ ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ نماز میں "سورۃ فرقان" پڑھ رہے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب ان کی تلاوت سنی تو دیکھا کئی حروف اس قرأت سے بدلے ہوئے پڑھ رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرأت سکھائی تھی وہ بے چین ہو گئے تاہم ہشام رضی اللہ عنہ کے نماز ختم کرنے تک صبر کیا اور پوچھا کہ تم یہ سورۃ اس طرح کیوں پڑھ رہے تھے ہشام رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی پڑھائی ہے اس جواب پر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے گلے میں چادر ڈال لی اور انہیں کھینچ کر نبی

علیہ السلام کے پاس لے آئے اور کہا کہ ہشام رضی اللہ عنہ سورۃ فرقان ایسے نہیں پڑھتا جیسے آپؐ نے مجھے سکھلائی ہے نبی علیہ السلام نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے چھوڑ دو پھر ہشام رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ مجھے یہ سورۃ پڑھ کر سناؤ ہشام رضی اللہ عنہ نے پڑھ کر سنائی تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ سورۃ یوں ہی نازل ہوئی ہے پھر عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اب تم سناؤ عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر بھی آپؐ نے یہی فرمایا کہ یوں ہی نازل ہوئی تھی پھر فرمایا بے شک یہ قرآن سات محاوروں (قراءتوں) میں اترا ہے جو محاورہ تم کو آسان معلوم ہو اسی طرح پڑھ لو (بخاری کتاب التفسیر)

حقیقت

قارئین قرأت کے اختلاف کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ عربوں کے مختلف قبیلے بعض حروف کو مختلف طریق سے ادا کیا کرتے تھے مثلاً" بعض "ک" کو "گ" بولتے تھے اسی طرح جس طرح آج کل لاہور کے اصلی باشندے "ڑ" کو "ر" کہتے ہیں (یعنی چڑی کو چری) اور ہوشیار پور کے رہنے والے "واہیات" کو "باہیات" کہتے ہیں اب رہا یہ سوال کہ ایک ہی قبیلہ اور ایک ہی مقام کے لوگوں میں یہ لب و لہجہ یا الفاظ کا اختلاف کیسے ممکن ہے؟ تو کیا آپ دیکھتے نہیں کہ ایک ہی قبیلہ یا برادری کے ایک ہی مقام پر رہنے والے بعض گھرانوں میں بچے اپنے باپ کو "ابا" کہتے ہیں تو بعض دوسرے گھرانوں میں "ابو" کہا جاتا ہے اسی طرح بعض بچے اپنے باپ کے بھائی کو "چاچا" کہتے ہیں اور بعض دوسرے "چاچو" تو بالکل اسی انداز کا اختلاف الفاظ اور لب و لہجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ میں واقع ہو گیا تھا

اتفاق قرأت

قرآن کی شیرازہ بندی تو دَورِ صدیقؓ میں ہو گئی تھی لیکن قرأت کے اختلاف کا مسئلہ ابھی باقی تھا قاری اور حفاظ مختلف مراکز و مقامات پر لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینے کے لیئے خلافت کی طرف سے بھیجے جاتے تھے پھر جو لوگ ان حفاظ و قرآء کرام سے مختلف محاوروں میں قرآن سیکھتے تو وہ اپنے اساتذہ کی قرأت پر اس قدر متشدد ہو جاتے کہ دوسروں کی قرأت کو غلط قرار دے دیتے اسی طرح کا ایک واقعہ دَورِ عثمانیؓ میں پیش آیا "حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ شام اور عراق کے مسلمانوں کے ساتھ آرمینیا اور آذربائیجان فتح کرنے کو لڑ رہے تھے حذیفہؓ اس سے گھبرا گئے کہ ان لوگوں نے قرآن کی قرأت میں اختلاف کیا اور عثمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے اے امیر المؤمنین اس سے پہلے کہ مسلمان یہود اور نصاریٰ کی طرح قرآن میں اختلاف کرنے لگیں اس امت کی خبر لیجیئے یہ سن کر عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا کو کہلا بھیجا کہ اپنا مصحف ہمارے پاس بھیج دیں ہم اس کی نقلیں اتار کر پھر آپ کو واپس کر دیں گے حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھیج دیا عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن عاص اور عبدالرحمن بن (حارث بن) ہشام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا انہوں نے اس کی نقلیں تیار کیں عثمان رضی اللہ عنہ نے تینوں قریش کے آدمیوں (عبداللہ، سعید اور عبدالرحمن) سے یہ بھی کہہ دیا کہ اگر تم میں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ میں (جو انصاری تھے) قرأت کا اختلاف ہو تو قریش کے محاورے (قرأت) کے موافق لکھنا اس لیئے کہ قرآن انہی کے محاورے پر نازل ہوا خیر انہوں نے ایسا ہی کیا جب مصاحف تیار ہو چکے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کا مصحف ان کو واپس کر دیا پھر ان مصاحف میں سے ایک ایک مصحف کو تمام

(صوبوں کے) مراکز میں بھیجا پھر ان کے سوا جتنے مصاحف الگ الگ صحیفوں میں لکھے ہوئے تھے انہیں (سیاہی دھوکر) جلادینے کا حکم دیا (تاکہ اختلاف سرے سے ہی ختم ہو جائے)(صحیح بخاری کتاب التفسیر باب جمع القرآن) عثمان رضی اللہ عنہ کی اسی دُور اندیشی کا ثمرہ ہے کہ آج کرۂ ارض پر قرآن مجید کے ایک جیسے نسخے موجود ہیں اور ان میں ذرہ برابر بھی اختلاف نہیں پایا جاتا

دَور حجاجؒ بن یوسف 65 ہجری تا 115 ہجری

نزول قرآن کے وقت عربی زبان ایسے کوفی رسم الخط میں لکھی جاتی تھی جو "زیر زبر پیش" وغیرہ حرکات (اعراب) کے بغیر لکھا جاتا تھا نیز یہ رسم الخط قلیل النقط (بہت تھوڑے نقطوں والا) بھی تھا مثلاً "ج ح خ" تینوں حروف ایک ہی طرح لکھے جاتے تھے

اعراب

جہاں تک قرآن کا تعلق اہل زبان عربوں سے تھا تو ان کو اعراب کی بالکل ضرورت نہ تھی وہ اعراب کے بغیر ہی اس کو پڑھ سکتے تھے ان کو "لِمَاَ اور لَمَّا" کا فرق معلوم تھا لیکن غیر عرب نو مسلم عربی زبان سے نا آشنا تھے ان سے قرآن مجید پڑھتے وقت غلطیاں سرزد ہونے کا امکان بہت زیادہ تھا اس لیئے حجاج بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن کو صحیح طور پر پڑھنے کے لیئے ان غیر عرب نومسلموں کی سہولت کے لیئے 86 ہجری میں قرآنی الفاظ کو اعراب کی علامت سے ظاہر کر دیا جو آیات قرآنی کے تلفظ میں پوشیدہ اور ان کا جزو لاینفک تھیں

قارئین حجاج بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے قرآن میں اضافہ نہیں کیا تھا بلکہ اسی کے تلفظ کو اعراب کے ذریعے ظاہر کر دیا کیونکہ جب ہم کوئی جملہ یا لفظ زبان سے ادا

کرتے ہیں تو اعراب اس کا لازمی حصہ ہوتے ہیں مثلاً" اعراب حجاج بن یوسف نے لگوائے" آپ اس فقرہ کو زبان سے ادا کریں یا اعراب کے بغیر کاغذ پر لکھ دیں اعراب اس کا لازمی حصہ ہیں چنانچہ آپ اس فقرہ کا تلفظ یوں ادا کریں گے کہ "اَعْرَابْ حَجَّاجْ بِنْ یُوْسُفْ نِے لَگْوَایے" اگر آپ اہل زبان ہیں تو اعراب کی ادائیگی میں غلطی نہیں کریں گے خواہ اس فقرے پر اعراب نہ بھی ہوں لیکن غیر اہل زبان سے غلطیوں کا امکان بہت زیادہ ہے

نقاط

بعض مؤرخین کہتے ہیں نقاط لگانے کا کام غیر عرب نومسلموں کی سہولت کے لیئے علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے حلقہ خاص کے ساتھی "ابوالاسود دیئلی" نے عہد صحابہؓ ہی میں سرانجام دے دیا تھا "ابوالاسود دیئلی" کی وفات 69 ہجری میں ہوئی تھی جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے حروف پر نقاط لگانے کا کام تو 69 ہجری سے پہلے مکمل ہو گیا تھا البتہ اعراب لگانے کا کام حجاج بن یوسف رحمتہ اللہ علیہ نے 86 ہجری میں سرانجام دیا

رسم الخط

قارئین رسم الخط تو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اصلاح پاتا چلا جاتا ہے چنانچہ حروف تہجی آج بھی وہی ہیں مگر ان کی کتابت حسین تر ہو گئی ہے جو کوئی رسم الخط اسلام کے دور اول میں مروج تھا اس دور کے لوگ اس رسم الخط میں قرآن مجید کو اسی صحت اور روانی کے ساتھ پڑھ سکتے تھے جس طرح کہ آج ہم موجودہ اصلاح یافتہ صورت "خط نسخ اور خط نستعلیق" کو روانی سے پڑھ لیتے ہیں

اَدوار مابعد میں سہولتیں

بعد کے اَدوار میں بھی دو طرح کی سہولتیں غیر عرب نو مسلموں کی خاطر دی گئیں ایک قرآنی متن کے اندر سہولتیں دوسری قرآنی متن سے باہر سہولتیں قرآنی آیات کے متن کے اندر جو غیر عرب نو مسلموں کو سہولتیں دینے کے لیئے کام ہوا تو ان میں سرفہرست یہ ہیں

رموز اوقاف

یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت معانی اور مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے کس مقام پر ٹھہرنا ضروری ہے اور کس مقام پر اگلی عبارت کو ساتھ ملانا ضروری ہے یاد رہے کہ یہ صرف ترجمہ اور مفہوم کو مدنظر رکھتے ہوئے "رموز اوقاف" کی سہولت دی گئی ورنہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی ہر آیت پر وقف کرتے تھے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اس لیئے اہل عرب کو "رموز اوقاف" کی ضرورت نہیں تھی قرآنی آیات کے متن میں جابجا "ط ' ج ' صلے ' وقف ' م" وغیرہ باریک قلم سے لکھے ہوئے حروف اسی "رموزاوقاف" کی سہولت برائے تفہیم ترجمہ کی نشاندہی کرتے ہیں تاکہ مثال کے طور پر "اٹھومت بیٹھو" جیسے فقرات میں یہ متعین کیا جاسکے کہ اٹھنے کا حکم اور بیٹھنے کی ممانعت ہے یا اٹھنے کی ممانعت اور بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے

تعداد آیات

قارئین قرآن کی آیات کی تعداد میں اہل کوفہ ' اہل شام ' اہل بصرہ ' اہل مکہ اور اہل مدینہ کا اختلاف ہے اختلاف کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ایک گروہ بعض کو آیات قرآنی کہتا ہے اور دوسرا گروہ ان آیات کو قرآن میں داخل نہیں سمجھتا بلکہ اختلاف اس وجہ

سے ہے کہ جس گروہ کے نزدیک نبی علیہ السلام نے قرآنی آیات میں جس جگہ وقف کیا تھا تو اس گروہ نے اس کو ایک آیت تسلیم کرلیا اور جس گروہ کے نزدیک اس مقام پر نبی علیہ السلام کا وقف کرنا بدلائل ثابت نہ ہوا بلکہ وصل ثابت ہوا تو انہوں نے اس قرآنی آیت کو "وقف" کی وجہ سے دو آیات نہیں بلکہ ایک ہی آیت سمجھا

تعداد حروف

اسی لیئے حروف آیات قرآنی کے شمار کرنے میں بھی اختلاف ہوا چنانچہ یہاں بھی اختلاف کا یہ سبب ہوا کہ بعض نے حروف تشدید میں سے ایک حرف کو دو حرف اور بعض نے ایک حرف شمار کیا اسی لیئے مجموعی طور پر حروف کی گنتی میں اختلاف ہوا ورنہ قرآنی آیات کے حروف اپنی جگہ پر وہی قائم ہیں نہ کم نہ زیادہ

متن سے باہر سہولتیں

دَور صحابہؓ میں قرآن کے متن کی تقسیم پاروں کی بجائے سات احزاب (منزلوں) میں تھی لیکن بعد میں متن آیات قرآنی سے باہر سہولتیں یہ رکھی گئیں کہ قرآن مجید تیس پاروں میں تقسیم کرکے ہر پارے کے پہلے والے ایک دو الفاظ کو متن سے باہر پیشانی پر بطور ٹائیٹل لکھ دیا گیا پھر ہر پارے کو چار حصوں میں تقسیم کرکے "الربع ' النصف ' الثلثۃ" لکھ دیا گیا اسی طرح ہر سورۃ اور ہر پارے کے رکوعات نمبر اور اس رکوع میں موجود آیات کی تعداد بھی لکھ دی جاتی ہے جبکہ سعودی عرب سے شائع ہونے والے قرآن مجید کے بعض نسخوں میں بجائے چار کے ہر پارے کو آٹھ احزاب (حصوں) میں تقسیم کردیا گیا ہے

قارئین یہ نقاط 'اعراب' اوقاف 'پاروں کی تقسیم' رکوعات اور آیات کے نمبر

وغیرہ سب بعد کی باتیں ہیں جو قرآن مجید کے موجودہ نسخوں میں درج ہیں ان کی سہولتوں اور فوائد سے انکار نہیں لیکن ان کی شرعی حیثیت کچھ نہیں سوائے غیر عرب مسلمانوں کو قرآن کی تلاوت میں سہولت مہیا کرنے کے تاکہ وہ تلاوت قرآن کرتے ہوئے الفاظ کو غلط نہ پڑھیں اس لیئے اب دنیا کا ہر مسلمان حروف تہجی جان لینے کے بعد قرآن مجید کو با آسانی پڑھ لیتا ہے اور اس سے تسکین پاتا ہے

دعوت فکر

حفاظت قرآن کے متعلق عظیم الشان وعدہ الٰہی اس حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا کہ جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفین کے سر نیچے ہو گئے قارئین واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر دور میں علماء کا ایک جم غفیر جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہا ہے جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی قاریوں نے طرز ادائیگی کی حفاظ کرام نے قرآن مجید کے الفاظ و عبارت کی ایسی حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے لے کر آج تک اس میں تحریف اور تغیر تبدل نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گن لیئے کسی نے آیات شمار کیں تو کسی نے حروف تک کی تعداد بتلا دی حتیٰ کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ تک کو شمار کر ڈالا آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور گھڑی ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظ قرآن کی موجود نہ رہی ہو

ذرا اندازہ لگائیں نو، دس سال کا بچہ جسے اس کی مادری زبان میں دو، تین پاروں کے مساوی کوئی اور رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی ضخیم کتاب قرآن مجید جو متشابہات (الفاظ میں ملتی جلتی آیات) سے لبریز ہے کس طرح فرفر سنا دیتا ہے پھر کسی

باب دوم

شکوک و شبہات اور مغالطے

قارئین قرآن مجید حفظ و تدوین کے بعد جس طرح تواتر سے منقول ہوا ہے اور جس طرح مسلمانوں نے اسے ہر دَور میں حفظ کیا اور لکھ کر مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک اس کی اشاعت کی تو فلاسفہ قدیم اور فلاسفہ جدید نے قرآن میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیئے بہت زور مارا مگر قرآن مجید کے سامنے ٹھہر نہ سکے قرآن مجید کے کسی ایک مضمون اور کسی ایک اصول کا مقابلہ نہ کرسکے نہ فلسفہ قدیم قرآن میں سے کچھ گھٹا سکا نہ فلسفہ جدید اس میں کچھ بڑھا سکا کیونکہ قرآن مجید ایک ایسی مکمل کتاب ہے کہ اس میں اب کسی دخل کی گنجائش ہی نہیں قرآن مجید کے تحفظ کی یہ واضح دلیل ہے

سابقہ آسمانی کتب

توریت ' زبور اور انجیل قرآن مجید کے نزول سے پہلے اپنے اپنے دَور نزول میں بھی آسمانی اور ہدایت سے بھرپور کتابیں تھیں لیکن یہودی اور مسیحی علماء نے ان کتابوں کو صحیح طور پر محفوظ کرنے میں کوتاہی کی (اگلے ابواب میں بائبل کے حوالے سے تفصیلی مضمون شائع کیا جارہا ہے) تراجم کی کثرت اور مترجمین کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے ان کے پاس کوئی ایک مستند نسخہ نہ رہ سکا نیز نئے عہد نامے کی تکمیل عہد نامہ عتیق (پرانا) کے بغیر نہیں ہوتی اور کتاب اعمال کے بغیر اناجیل اربعہ کے مضامین ناقص رہ جاتے ہیں حواریوں کے خطوط اتنے ہی ضروری ہیں جیساکہ خود اناجیل پھر مسیحی فرقوں کے اختلافات نے بائبل کو اور بھی زیادہ نقصان پہنچایا بائبل کی اصلاح کے لیئے جو کوشش کی گئی وہ بالآخر بائبل کی ترمیم اور تنسیخ پر منتج ہوئی کبھی حواشی آیات بن گئے تو کبھی آیات کو حواشی قرار

باب دوم

شکوک و شبہات اور مغالطے

قارئین قرآن مجید حفظ و تدوین کے بعد جس طرح تواتر سے منقول ہوا ہے اور جس طرح مسلمانوں نے اسے ہر دَور میں حفظ کیا اور لکھ کر مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک اس کی اشاعت کی تو فلاسفہ قدیم اور فلاسفہ جدید نے قرآن میں شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لیئے بہت زور مارا مگر قرآن مجید کے سامنے ٹھہر نہ سکے قرآن مجید کے کسی ایک مضمون اور کسی ایک اصول کا مقابلہ نہ کر سکے نہ فلسفہ قدیم قرآن میں سے کچھ گھٹا سکا نہ فلسفہ جدید اس میں کچھ بڑھا سکا کیونکہ قرآن مجید ایک ایسی مکمل کتاب ہے کہ اس میں اب کسی دخل کی گنجائش ہی نہیں قرآن مجید کے تحفظ کی یہ واضح دلیل ہے

سابقہ آسمانی کتب

توریت ' زبور اور انجیل قرآن مجید کے نزول سے پہلے اپنے اپنے دَور نزول میں بچی آسمانی اور ہدایت سے بھرپور کتابیں تھیں لیکن یہودی اور مسیحی علماء نے ان کتابوں کو صحیح طور پر محفوظ کرنے میں کوتاہی کی (اگلے ابواب میں بائبل کے حوالے سے تفصیلی مضمون شائع کیا جارہا ہے) تراجم کی کثرت اور مترجمین کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے ان کے پاس کوئی ایک مستند نسخہ نہ رہ سکا نیز نئے عہد نامے کی تکمیل عہد نامہ عتیق (پرانا) کے بغیر نہیں ہوتی اور کتاب اعمال کے بغیر اناجیل اربعہ کے مضامین ناقص رہ جاتے ہیں حواریوں کے خطوط اتنے ہی ضروری ہیں جیساکہ خود اناجیل پھر مسیحی فرقوں کے اختلافات نے بائبل کو اور بھی زیادہ نقصان پہنچایا بائبل کی اصلاح کے لیئے جو کوشش کی گئی وہ بالاخر بائبل کی ترمیم اور تنسیخ پر منتج ہوئی کبھی حواشی آیات بن گئے تو کبھی آیات کو حواشی قرار

دے دیا گیا

بائبل کا طالبعلم جب بائبل کی اس حیثیت پر غور کرتا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ "بائبل" پادریوں کی مساعی ' مسیحی حکومتوں کے دینی رجحان ' مشنریوں کی صدیوں کی دوڑ دھوپ کے باوجود محفوظ نہ رہ سکی کروڑوں ڈالر اور پونڈ اس کی خدمت کے لیئے صرف کیئے گئے بڑی بڑی مسیحی حکومتیں صف بصف اپنے بھرپور مادی وسائل کے ساتھ "بائبل" کی خدمت کے لیئے میدان میں اتریں لیکن کوئی مفید نتیجہ برآمد نہ ہو سکا بلکہ شبہات اور زیادہ ہو گئے "بائبل" کی حیثیت آثار قدیمہ سے زیادہ نہ رہی

مشنری جارحیت

مسیحی سینٹ پالی مشنری اداروں اور مبشران اناجیل نے "بائبل" کی صحت ' حقانیت 'صداقت اور سچائی ثابت کرنے کی ناکام کوششوں کے بعد جھنجلا کر "دین اسلام" کے خلاف انتقامی انداز اختیار کیا اور صدیوں کی مادی اور نظریاتی جنگ نے عصبیت کی صورت پیدا کردی سینٹ پالی مسیحی مشنوں نے منادی شروع کردی کہ "قرآن مجید" بھی غیر محفوظ ہے اس جنگ میں "شیعہ حضرات" سے ان کو بھرپور مدد ملی کیونکہ خلافت اسلامیہ کے ابتدائی دَور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت نے صلیب کی پجاری ومحافظ سپرپاور "رومن ایمپائر" اور آگ کی پجاری 'مجوسی سپرپاور "فارس" (ایران) کی نظریاتی اور جنگی قوت کو "اللہ کی مدد" سے پاش پاش کر دیا تھا اس لیئے "شیعہ حضرات" اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آباء واجداد کی مجوسی سلطنت "فارس" اور صلیبی سلطنت "رومن ایمپائر" کی تباہی وبربادی کے دکھ کی بھڑاس آج تک اس طرح نکال رہے ہیں کہ جس مجاہد صحابیؓ' جرنیل 'سفیر اور خلیفۃ المسلمین نے مجوسی اور صلیبی سلطنتوں کے خلاف

"جہاد فی سبیل اللہ" میں حصہ لیا یا حمایت و معاونت کی اسے جھوٹی اور من گھڑت کہانیوں کی آڑ میں بُرا بھلا کہہ کر مسیحیوں سے دوستی کا حق ادا کیا جارہا ہے اسلام کے خلاف مشترکہ مفاد کی وجہ سے "تحریف قرآن" کا شوشہ چھوڑ نے کیلئے اہل تشیع کے لٹریچر و کتب میں اس قسم کا مواد واقعی موجود بھی تھا روافض کا سنجیدہ طبقہ گواس مواد کو غالبا" بطور تقیہ ناپسند کرتا ہے لیکن ان کی اساسی کتب میں جو مواد موجود ہے اس کی وجہ سے انہیں مجبورا" تسلیم کرنا پڑتا ہے اس لیئے سینٹ پالی مسیحی اور اہل تشیع کے اہل قلم حضرات "حفاظت قرآن" کے خلاف اس جنگ میں ہم دوش کھڑے ہیں

دفاع

ائمہ حدیث کی دُور اندیشی اور علم الرجال کی حقیقت پسندی نے ان تمام مساعی کو ناکام بنادیا جو سینٹ پالی مسیحیوں اوراہل تشیع نے آج تک کیں کیونکہ جن آثار و روایات پران کا انحصار تھا وہ "محدثانہ تنقید و تحقیق" کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے نہ ہی اس تواتر کا مقابلہ کرسکتے ہیں جو قرآن مجید کو ہرؔدور میں حاصل رہا ہے قارئین قرآن مجید کی حفاظت کے تذکرہ میں "فن حدیث اور آئمہ حدیث" کی مفید مساعی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا سینٹ پالی مسیحی اور اہل تشیع کے مواد کو جب تک اس کی اصلی صورت میں نہ دیکھا جائے قدیم وجدید معترضین کے پیدا کردہ شبہات کا صحیح علاج نہیں ہو سکتا یاد رہے کہ ائمہ حدیث میں قدیم سے دو ذہن آرہے ہیں ایک ذہن تو احادیث کے قبول اور جمع کرنے میں پوری چھان پھٹک سے کام لیتا ہے محض نسبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ناقل و راوی کے نام سے مرعوب نہیں ہوتا جب کہ دوسرا گروہ وہ ہے جن کی یہ خواہش ہے کہ ہر قسم کا مواد جمع کردیا جائے احادیث کے مجموعے اس طرح مرتب ہوں کہ

ان میں ضعیف ' مقطوع اور مرسل روایات سب آجائیں ماہرین جرح و تعدیل کی تحقیق کے بعد غلط اور صحیح ' مستند اور غیر مستند میں فرق خود بخود واضح ہو جائے گا ان حضرات نے اپنی تصانیف میں جو مواد جمع کیا اس کی اسنادی حیثیت کو وہ خوب سمجھتے تھے لیکن انہوں نے وضع و تخلیق کے ذخائر من و عن اس لیئے جمع کر دیئے تاکہ اگر نقاد کسی چور (وضاع) پر تنقید کریں تو اس کے ساتھ ہی چوری کا مال بھی برآمد ہو جائے اور یہ رطب ویابس سے معمور ذخیرہ بطور شہادت پیش کیا جاسکے

مغالطوں کا مواد

قارئین! مخالفین قرآن و اسلام جتنے اعتراضات اس وقت کرتے ہیں ان کا انحصار اہل تشیع کے لٹریچر کے ساتھ ساتھ انہیں موضوع ضعیف اور غیر مستند روایات پر ہے جن کا اسلام میں کچھ بھی اعتبار نہیں "جلال الدین سیوطیؒ کی اتقان ' دُرِ منثور ' خصائص کبریٰ ' شرح الصدور ' وغیرہ میں ضعیف اور موضوع (من گھڑت) روایات کی بڑی تعداد موجود ہے (قصہ "تلک الغرانیق العلٰی" زمین کا بیل کے سینگ پر ہونا ' بیل کا مچھلی پر ہونا اور اس کے ہلنے سے زلزلہ آنا یا جوج ماجوج کا ایک کان ایسا اور ایک کان ایساہونا زہرہ کا قصہ وغیرہ) ان روایات سے بلا تحقیق استدلال کرنا اعتقادی اور عملی بدعات میں مبتلا کر دیتا ہے محدثانہ تفاسیر میں گو بدعات اور غلو تو نہیں تھا لیکن قصص کے بیان میں صحت اسانید کا خیال نہ رکھا گیا اور آثار میں اسرائیلیات کا کافی ذخیرہ قرآن مجید کی تفاسیر میں آگیا

اس سے عام قاری کو تکلیف یقینا" ہوتی ہے ناواقف پورے ذخیرہ روایات کو حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ لیتا ہے اس سے استدلال کرتا ہے نزاع بڑھتا ہے اور ناواقف آدمی لاعلمی کی وجہ سے اڑ جاتا ہے اس لیئے وثوق کامل سے یہ بات ذہن نشین

کرلینی چاہیئے کہ اس قسم کی کتابوں کی روایات محدثانہ تنقید و تحقیق کے بغیر قابل قبول نہیں خصوصاً" جب صحیح احادیث یا اخبار متواترہ کے خلاف ہو صحیح احادیث کا انکار حقائق سے چشم پوشی کے مترادف ہے آج کے انکار سے گزشتہ واقعات بدل نہیں سکتے

تاویلات

کچھ جدید نام نہاد مفسرین نے قرآن مجید کے مفہوم کی تحریف میں پورا زور صرف کیا تاویلات کے وہ کرشمے ظاہر کیئے کہ شیطان بھی حیران ہوا ہو گا نام نہاد مفسرین نے حقائق کو بدلنے میں ایڑی چوٹی کا زور خرچ کیا کبھی لغت کا سہارا لیا کبھی حدیث کو تاریخ کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی تو کبھی حدیث کے شرعی حجت ہونے سے انکار کیا یہ سب اس لیئے تھا کہ دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریحات پر اعتماد نہ رہے اور قرآن مجید کو تاویلات کی سان پر چڑھا کر حسب منشاء خرافات کے لیئے راستہ صاف ہو جائے ان مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے انہوں نے اپنے فلسفی اور ملحدانہ نظریات کے تابع قرآن مجید کو کرنے کی کوششیں کیں چنانچہ جس جگہ آیات قرآنیہ ان کے نظریات کی تردید کرتیں وہاں انہوں نے نہ تو محاورہ اہل زبان کی نہ قواعد صرف و نحو کی نہ اقوال سلف صالحین" کی اور نہ ہی تشریحات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کی بلکہ تاویل کرکے اپنے نظریات کی ترویج کے لیئے راہ ہموار کی

معتزلہ کی تفاسیر اس بات کا ثبوت ہیں اس کے علاوہ ان سے بھی بڑھ کر "آنریبل سرسید احمد خان" "غلام احمد پرویز" کی تفاسیر کو ملاحظہ کرلیں کہ جس میں "معجزات انبیاء علیہم السلام" "ملائکہ" جن اور شیطان" نعماء جنت" عقوبات دوزخ کا انکار کیا گیا ہے آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر وحی اور نزول قرآن کو مجنونانہ خیال بتلایا

ہے نیز وجود آسمان اور اثر دعا وغیرہ بہت امور منصوصہ پر مضحکہ کیا گیا ہے (قارئین مذکورہ بالا نظریات کی حقیقت جاننے کے لیئے "مکتبہ دارلسلام وسن پورہ گلی نمبر۲۰ لاہور کی طرف سے شائع کردہ کتاب " آئینہ پرویزیت " مصنف عبدالرحمٰن کیلانیؒ " شیعیت کے تعارف کے لیئے کتاب "حقیقت مذہب شیعہ " اور فرقوں کے تعارف کے لیئے کتاب "اختلاف امت کا المیہ " مصنف فیضؒ عالم صدیقی کا مطالعہ آپ کے لیئے بہت مفید رہے گا) " شیعہ امامیہ " کی طرح "قادیانیوں " نے بھی قرآن مجید کو اپنے خیالات کا ترجمان بنانے کی کوشش کی (قادیانی نظریات وافکار سے آگاہی حاصل کرنے کے لیئے کتاب "محمدیہ پاکٹ بک " شائع کندہ "المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور " کا مطالعہ آپ کے لیئے مفید رہے گا) رہبانیت ' جوگ ' تیاگ ' سنیاس اور جہمی نظریات کے علمبردار صوفیاء نے بھی قرآن مجید سے اپنے افکار و فلسفہ کی حمایت حاصل کرنے کے لیئے طبع آزمائی کی (تصوف کی حقیقت جاننے کے لیئے کتاب "شریعت و طریقت " مصنف عبدالرحمٰن کیلانیؒ ناشر مکتبہ دارالسلام وسن پورہ گلی نمبر20 لاہور کا مطالعہ ضرور کریں) اللہ محققین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ جنہوں نے اس قسم کی تفاسیر میں موجود نظریات کا تعاقب کرتے ہوئے کھرا کھوٹا پرکھا لغو اور بے اصل باتوں کو کھول کر واضح کر دیا تاکہ قرآن مجید کو صاحب قرآن محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین کردہ تشریحات سے سمجھا جاسکے

قرآن میں تصرف عثمانیؓ مغالطہ نمبر1

معترضین اسلام نے چاہا کہ "جمع و تدوین قرآن " کے اصل واقعات کی صورت بگاڑ کر اپنا فائدہ اٹھائیں جھٹ کہہ دیا کہ "عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ " خلیفہ راشد سوم نے قرآن مجید کے نسخہ میں تحریف کروی حالانکہ قارئین جانتے ہیں کہ اسلام میں روزانہ

ملحقہ " ثبوت حاضر ہیں " مکتبہ تعمیر انسانیت غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

پانچ نمازیں فرض ہیں جن میں سے تین نمازوں فجر' مغرب اور عشاء میں باجماعت نماز کے دوران امام قرآن مجید با آواز بلند پڑھتا ہے اور مقتدی اس قرأت کو سنتے ہیں پھر چونکہ ہر شخص مجاز ہے کہ وہ قرآن مجید کے جس مقام سے چاہے اور جتنی چاہے قرأت کرے اس لیئے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے کروڑوں مسلمان سینکڑوں' ہزاروں مقامات پر مختلف سورتوں میں سے قرآن مجید کی قرأت روزانہ کیا کرتے ہیں ایک امام پڑھتا ہے اور بیسیوں سینکڑوں مقتدی قرآن مجید سنا کرتے ہیں امام کے پیچھے اقتداء کرنے والوں میں بھی کثیر تعداد ان مقتدیوں کی ہوتی ہے جن کو خود بھی وہ آیات جو امام دوران "باجماعت جہری نماز" پڑھ رہا ہوتا ہے یاد ہوتی ہیں اور یہ طریقہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے جاری و ساری ہے ہر قصبہ' قریہ اور شہر میں برابر اسی پر عمل درآمد ہو رہا ہے تو قارئین ذرا سوچیں کہ خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے لیئے تو یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ سب مسلمانوں کی زبانوں اور دماغوں میں محفوظ قرآن مجید کے اصل متن اور آیات میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی کر سکتے

مصحف علیؓ

نیز خلیفہ چہارم علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان کے بعد خلیفہ بنتے ہیں مگر انہوں نے بھی اپنے پورے عہد خلافت میں اس مدون شدہ قرآن مجید میں کوئی تبدیلی نہ کی بلکہ قرآن مجید کی انہی آیات کی تلاوت ' دوران باجماعت نماز قرأت اور درس و تذکیر میں کرتے رہے اگر خلیفہ چہارم علی رضی اللہ عنہ کے پاس علیحدہ قرآن والی "روایت" کی کوئی حقیقت ہوتی تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں سب سے پہلا کام ہی یہی کرتے کہ اپنے پاس موجود مرتب کردہ قرآن کی نشرواشاعت کرتے معلوم ہوا کہ

"مصحف علی رضی اللہ عنہ" والی بات ہی غلط ہے ورنہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آئمہ اہل بیت ' بنی ہاشم بالخصوص آل علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیھم اجمعین نے کیوں "مصحف علیؓ" مصحف فاطمہؓ" کو محفوظ نہ رکھا بیشک وہ قرآن اہل تشیع میں ہی مُروّج اور مستعمل ہوتا لیکن پوری دنیائے تشیع میں ان مصاحف کا وجود ہی نظر نہیں آتا

مصحف عبداللہ بن مسعودؓ

قارئین اکثر معترضین اسلام "مصحف عبداللہ بن مسعودؓ ' مصحف علیؓ ' مصحف فاطمہؓ کا ذکر کرکے یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ ان کے پاس ' "مصحف عثمانیؓ" سے ہٹ کر کوئی علیحدہ اپنے اپنے مرتب کردہ قرآن تھے جو عبارات کے لحاظ سے الگ الگ تھے لیکن مقام حیرت ہے "عبداللہ بن مسعود" رضی اللہ عنہ کا اپنا حلقہ درس قائم تھا جہاں ان کے کئی شاگردوں نے "قرآن و حدیث" کی تعلیم حاصل کی توان شاگردوں میں سے کسی نے بھی "مصحف عبداللہ بن مسعودؓ" کو محفوظ نہ رکھا معلوم ہوا کہ یہ صرف دشمنان اسلام کی ہرزہ سرائی ہے جو ان "مفروضہ قرآنوں" کی داستان سرائی کررہے ہیں ورنہ پوری دنیا میں کوئی ایک قرآنی نسخہ بھی ایسا نہیں جو کرۂ ارضی پر دن رات پڑھے جانے والے "قرآن مجید" سے الگ ہو ہمارا مشورہ ہے کہ معترضین پوری دنیا میں گھوم جائیں اور ان مفروضہ قرآنوں یعنی "مصحف علیؓ ' مصحف فاطمہؓ ' مصحف عبداللہ بن مسعودؓ وغیرہ کو تلاش کریں

وحی میں آمیزش مغالطہ نمبر2

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "ہم نے تم سے پہلے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر (اس کا حال یہ تھا کہ) جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو

شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تو جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اللہ اس کو دور کردیتا ہے پھر اللہ اپنی (نازل کردہ) آیتوں کو مضبوط کردیتا ہے اور اللہ علم والا اور حکمت والا ہے" (حج 52) قارئین کچھ معترضین اسلام کا کہنا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں بعض مفسرین قرآن نے ایک روایت نقل کی ہے جس سے شیطان کی طرف سے وحی اور کلام اللہ میں آمیزش اچھی طرح ثابت ہوتی ہے اور وہ یہ کہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ایک بار بت پرستوں کے مجمع میں "سورۃ نجم" کی جب یہ آیت پڑھی کہ "بھلا تم نے لات اور عزیٰ کو دیکھا اور تیسرے منات کو" تو شیطان نے بے ساختہ نبی علیہ السلام کی زبان سے بت پرستوں کو خوش کرنے کے لیئے یہ کلمات نکلوادیئے "تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتھم ترتجیٰ" یعنی یہ (لات، عزیٰ، منات) بڑے بڑے قدآور بت ہیں ان کی شفاعت مقبول ہے" پس مشرکین مکہ خوش ہو گئے کہ آج تو نبی علیہ السلام نے ہمارے معبودوں کی تعریف کی جو اس سے پہلے آپؐ نے کبھی نہ کی تھی چنانچہ نبی علیہ السلام نے جب سجدہ تلاوت کیا تو وہ سب بت پرست مشرکین مکہ بھی سجدے میں گر پڑے جس پر سورۃ حج کی مذکورہ بالا آیت نمبر52 نازل ہوئی معترضین نے کہا اس سے ثابت ہوا کہ جبرائیل علیہ السلام کی شکل میں شیطان آکر آیات بنا کے سنا جاتا تھا

حقیقت

قارئین مذکورہ بالا مغالطے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ نبوت ورسالت کے مرتبہ کو تسلیم نہیں کیا گیا اگر نبوت و رسالت کے الہٰی انتظام سے کوئی باخبر ہو جائے تو اس قسم کا مغالطہ پیدا ہی نہ ہو اس لیئے کہ جب عالم محسوسات کے انتظامات ایسے ہیں کہ کبھی کوئی عیار شخص کسی صدر مملکت یا گورنر کی شکل و صورت اپنا کر امور مملکت میں خلل انداز

نہیں ہو سکتا تھا تو عالم ملکوت (ملائکہ) میں یہ بدانتظامی کس طرح ہو سکتی ہے؟ جب ہماری حس بصارت جو کئی جگہوں پر غلطی بھی کر جاتی ہے مگر پھر بھی وہ کھرے، کھوٹے کو پرکھ لیتی ہے پیتل، سونے اور بلور، ہیرے میں صحیح فرق کر لیتی ہے تو پھر اللہ کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم حقیقت بین کے آگے جبرائیل علیہ السلام اور شیطان لعین کی شکل و صورت میں شک و شبہ پڑنا ممکن ہی نہیں اگر معترض یہ بات کہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام تک پیغام رسانی کے لیئے جبرائیل علیہ السلام کو واسطہ کیوں بنایا براہ راست نبی علیہ السلام تک وحی خود کیوں نہ پہنچا دی تو اس معترض کو سوچنا چاہیئے کہ پھر اللہ تعالیٰ کو انبیاءؑ اور رسولوں کی کیا ضرورت تھی براہ راست خود ہی اپنی مخلوق کے ہر شخص تک وحی کے احکامات پہنچا دیتا مگر ایسا نہیں کیا گیا کیونکہ نبیؑ اور رسولؑ نے وحی کی تعلیم پا کر لوگوں کو خود اس پر عمل کر کے دکھاتے ہوئے "اسوۂ حسنہ" قائم کرنا ہوتا ہے

قارئین وحی کے لیئے الٰہی انتظام پہلے بھی بیان کیا گیا ہے اسے دوبارہ ذہن میں بٹھالیں کہ "اور بے شک یہ (قرآن) تمام جہانوں کے پالنے والے کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اس کو ایک امانتدار فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) لے کر اترا ہے (یعنی اس فرشتہ نے) تمہارے دل پر (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم القاء کیا ہے) تاکہ (لوگوں کو) نصیحت کرتے رہو"(شعرآء 192 تا 194)" اور یہ (قرآن) شیطان مردود کا کلام نہیں ہے" (تکویر 25) بلکہ "بے شک یہ عالی مقام فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے بھیجی گئی) بات ہے جو صاحب قوت مالک عرش (اللہ تعالیٰ) کے پاس بڑے اونچے درجے والا، سردار اور امانتدار (فرشتہ) ہے (تکویر ۱۹ تا ۲۱)" اور اس (قرآن) کو شیاطین لے کر نازل نہیں ہوئے یہ کام نہ ان کے لائق ہے اور نہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں (بلکہ) وہ (آسمانی باتوں

کے) سننے (کے مقامات) سے الگ کردیئے گئے ہیں" (شعراء 210 تا 212)" اور بے شک یہ تو ایک عالی رتبہ کتاب ہے اس پر باطل (شیطان) کا دخل نہ آگے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے (بلکہ) دانا (اور) خوبیوں والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے" (حم سجدہ 41 تا 42)

قارئین مذکورہ بالا آیات کے مقابلہ میں ایک بے اصل قصہ کو جسے سورۃ حج کی آیت نمبر۵۲ کے شان نزول کے طور پر بعض مفسرین نے بلا تحقیق لکھ دیا ہے اور کسی محدث نے صحیح سند کے ساتھ نقل نہیں کیا تو اس قصہ کا کیا اعتبار رہ جاتا ہے جب کہ محققین' مفسرین اور ماہرین جرح و تعدیل نے اس قصہ کی پوری تردید کردی ہے اور کہا کہ یہ قصہ نہ روایتا" قابل قبول ہے اور نہ ہی درایتا" قابل قبول ہے چنانچہ مشہور و قدیم سیرت نگار "ابن اسحاق" نے کہا کہ یہ قصہ زندیقوں کا گھڑا ہوا ہے (تفسیر کبیر امام رازیؒ) مشہور محدث امام بیہقیؒ تک نے کہا کہ یہ قصہ روایتا" بے اصل ہے اس کے راوی مطعون ہیں اور یہ حدیث کی کسی معتبر کتاب میں نقل نہیں ہوا (بحرالمحیط تفسیر ابن حیان اندلسی) محققین کے نزدیک مردود ہے (تفسیر بیضاوی) محققین کہتے ہیں کہ یہ روایت باطل اور من گھڑت (موضوع) ہے (تفسیر کبیر امام رازیؒ) روایت جتنے طریقوں سے آئی ہے کوئی بھی ان میں سے "سند متصل" کے ساتھ نہیں ہے بلکہ منقطع' مرسل یعنی ضعیف ہے (تفسیر ابن کثیرؒ) مزید تفصیل کے لیئے دیکھیے سورۃ حج آیت نمبر52 کے تحت تفسیر ابن کثیرؒ' تفسیر حقانی' تفسیر ماجدی اور تفسیر ثنائی

حالانکہ اگر قارئین آپ غور کریں تو اس آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی سابقہ نبی اور رسول (علیہم السلام) کے خیالات میں اگر شیطان وسوسہ پیدا کرتا تو اللہ

تعالیٰ اس شیطانی وسوسے کو دور کر کے اپنی آیات کو مضبوط کر دیتا تب انبیاء کرام علیہم السلام وساوس شیطانی سے محفوظ رہتے تھے پھر آیت کے مضمون کو سامنے رکھتے ہوئے مداخلت وساوس شیطانی کی بات بھی آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں کی گئی ہے نہ کہ "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیونکہ نزول قرآن کے وقت تو شروع ہی سے حفاظت کا "الٰہی انتظام" کر دیا گیا تھا (حجر 9 قیامہ 16 تا 19) اسی لیئے تو اگلی آیات میں اللہ نے فرمایا کہ "غرض (اس سے) یہ ہے کہ جو (وسوسہ) شیطان ڈالتا ہے اس کو ان لوگوں کے لیئے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں ذریعہ آزمائش ٹھہرائے بے شک ظالم پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں اور یہ بھی غرض ہے کہ جن لوگوں کو علم عطا ہوا ہے وہ جان لیں کہ وہ (وحی) تمہارے رب کی طرف سے حق ہے تو وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل (اللہ کے آگے) عاجزی کریں اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اللہ ان کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے اور کافر لوگ ہمیشہ اس (قرآن مجید) میں شک کرتے رہیں گے یہاں تک کہ قیامت ان (معترضین قرآن) پر اچانک آجائے یا ایک نامبارک دن کا عذاب ان پر آواقع ہو اس روز بادشاہی اللہ کی ہوگی (اور) وہ ان میں فیصلہ کر دے گا تو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے وہ نعمت کے باغوں میں ہوں گے اور جو کافر ہوئے (اسلام سے) اور ہماری (قرآنی) آیتوں کو جھٹلاتے رہے (شکوک و شبہات پیدا کر کے) ان کے لیئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا" (حج 53 تا 57)

ینابیع الاسلام مغالطہ نمبر 3

قارئین یہ مغالطہ بھی ڈالا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی شریعت کو یہودیوں کی کتاب توریت ' مجوسیوں کی مذہبی کتب کے احکامات اور قدیم بت پرست عرب قوم کے اطوار و عادات سے لے کر مرتب کیا ہے جو باتیں سمجھ میں آئیں اور عقل نے قبول کیں ان کو لے لیا اور باقی کو چھوڑ دیا اس طرح جا کر "دین اسلام" تیار کیا اور قوم کے سامنے پیش کر دیا

قارئین پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نظریہ ہی سرے سے غلط اور غیر اسلامی ہے کہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا مذاہب اور اقوام کی مذہبی کتب اور عادات ' اطوار ' رسومات ' رواجات میں سے باتیں اور احکامات منتخب کر کے "دین اسلام" تیار کیا اور قوم کے سامنے پیش کر دیا کیونکہ شریعت تو بذریعہ وحی خالق کائنات اللہ تعالیٰ ہی اپنے انبیاء اور رسل علیہم السلام پر نازل کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شریعت نازل کی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شریعت کے احکامات خود تیار نہیں کیئے بلکہ رب کائنات اللہ تعالیٰ سے شریعت و قانون (دین اسلام) کے احکامات لے کر انسانوں تک پہنچائے کیونکہ کوئی بھی نبی اور رسول علیہم السلام شریعت و قانون ساز نہیں ہوتا بلکہ شریعت و قانون اللہ تعالیٰ سے لے کر انسانوں تک پہنچاتا اور خود اس پر عمل کر کے دکھاتا ہے (شوریٰ 13 نحل 44 بقرہ 38) اب اللہ تعالیٰ کی مرضی کہ وہ جو احکامات اپنے نبیؐ اور رسولؐ کے ذریعے اپنے بندوں تک پہنچائے اور سابقہ شریعتوں کی جس بات کو چاہے باقی رکھے اور باقی منسوخ کر دے (بقرہ 106)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہودی ' مجوسی اور قدیم عرب (بقول معترضین اسلام) یہ سمجھتے تھے کہ "دین اسلام" ان کی مذہبی کتب اور عادات و اطوار کا چربہ ہے تو پھر وہ سب بڑی خوشی سے "دین اسلام" میں داخل ہو جاتے کیونکہ آخر انہیں کے رسوم و

رواجات اور مذہبی احکامات ہی تو (بقول معترضین اسلام) بیان کیئے جارہے تھے پھر ان یہودیوں ' مجوسیوں اور بت پرست عربوں نے "دین اسلام" کے راستے میں رکاوٹیں کیوں ڈالیں؟ اسلام قبول کرنے والوں کو کیوں ستایا؟ قتل کے منصوبے کیوں بنائے ؟ ہجرت پر کیوں مجبور کیا ؟ جنگیں کیوں لڑیں اور آج تک یہودی اور عیسائی "دین اسلام" پر اعتراضات کیوں کر رہے ہیں؟ جب کہ بات (بقول ان کے) گھر کی تھی اور ایک ہی تھی

اُمّی نبی مغالطہ نمبر4

قارئین کرام آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ مغالطہ بھی دیا جاتا ہے جو کہ عہد نزول قرآن میں مشرکین عرب بھی دیا کرتے تھے کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا پڑھنا جانتے ہیں (انعام 106)" یہ قرآن پڑھے لکھے لوگوں کی مدد سے خود لکھ کر اس میں سابقہ قصہ کہانیاں جمع کی ہوئی ہیں" (فرقان 4 تا 5)" غیر ملکی (عیسائی غلام) سے سیکھا ہوا (قرآن) ہے" (نحل 103) اس مغالطے کا جواب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یوں دیا کہ "اور آپ(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اس (قرآن) سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتے تھے اور نہ اسے اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ایسا ہوتا تو اہل باطل ضرور شک کرتے" (عنکبوت 48)

قارئین نزول قرآن سے پہلے چالیس سال تک آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اہالیان مکہ میں ہی گزری تھی سب جانتے تھے کہ اس مدت میں نہ آپؐ کسی استاد کے پاس شاگرد کی حیثیت سے تعلیم حاصل کرنے کے لیئے بیٹھے نہ کوئی کتاب پڑھی نہ کبھی ہاتھ میں لکھنے کے لیئے قلم پکڑا بالفرض اگر ایسا ہوتا تو ان باطل پرستوں کو شبہ نکالنے کی گنجائش رہتی کہ شاید سابقہ مذاہب کی کتابیں پڑھ کر یہ باتیں نوٹ کرلی ہوں گی

اور انہی کو اب آہستہ آہستہ اپنی عبارت میں شامل کر کے سنا دیتے ہیں دوسرے مقام پر رب کائنات نے فرمایا کہ "(ان مشرکین مکہ کو) جب ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی امید نہیں وہ کہتے ہیں کہ (یا تو) اس (قرآن) کے سوا کوئی اور قرآن (بنا کر) لاؤ یا اس میں رد و بدل کر دو کہہ دیں (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کو) کہ مجھ کو اختیار نہیں ہے کہ اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی حکم (وحی) کا تابع ہوں جو میری طرف (اللہ کی طرف سے) آتا ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی (کر کے قرآن میں رد و بدل) کروں تو مجھے بڑے (سخت) دن کے عذاب سے خوف آتا ہے (یہ بھی) کہہ دیں کہ اگر اللہ چاہتا (تو) نہ تو میں یہ (قرآن) تم کو پڑھ کر سناتا اور نہ وہ (اللہ) تمہیں اس (قرآن) سے واقف کرتا (یعنی کہ وحی الٰہی وہبی چیز ہے نہ کہ کسبی) میں اس (نزول قرآن) سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں (اور کبھی ایک کلمہ بھی قرآن جیسا نہیں کہا) بھلا تم سمجھتے نہیں "(یونس ۱۵ تا ۱۶) "وہی (اللہ) تو ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) رسول (بنا کر) بھیجا جو ان کے سامنے اس (اللہ کی طرف سے نازل کردہ) آیتیں پڑھتا اور ان کو پاک کرتا اور (اللہ کی) کتاب اور دانائی (تشریح) سکھاتا ہے اور اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے" (جمعہ 2)

مذکورہ بالا آیت میں واضح کر دیا گیا کہ آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور ان کا پیش کردہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لیئے اُمّی قوم میں سے ایک اُمّی نبیؐ کو اٹھایا تاکہ دنیا والے اچھی طرح جان سکیں کہ قرآن مجید "بنانے" میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھیوں دوست احباب اور باقی لوگوں کی مدد و تائید حاصل نہیں تھی بلکہ یہ قرآن مجید بلاشک و شبہ کلام الٰہی ہے اگر کسی پڑھی لکھی

جماعت ' پشت ہاپشت سے ہزار ہا انبیاء کرام علیہم السلام کی تربیت یافتہ قوم یہود کے کسی فرد کی طرف سے ایسی کتاب پیش کی جاتی تو اس کی وقعت قرآن مجید کے برابر ہرگز ہرگز نہ ہوتی اور پیش کرنے والا شخص "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے کمتر شخصیت قرار دیا جاتا کیونکہ وہ ایک علمی ماحول میں پروان چڑھنے والا پڑھا لکھا شخص ہوتا مگر کمال تو یہ ہے کہ امی لوگوں میں سے ایک امی نبی نے ایساعالیشان کلام پیش کیا جو امی تو کیا بلکہ آسمانی کتابوں کی حامل پڑھی لکھی قوم یہود بھی پیش نہ کر سکی نیز مستشرقین کی اکثریت بھی آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناخواندہ ' غیر تعلیم یافتہ اور غیر پڑھا لکھا ہی مانتی ہے چنانچہ "پروفیسر ہٹی" نے لکھا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم "اَن سکولڈ" یعنی کسی سکول یا مکتب و درسگاہ میں پڑھے لکھے نہیں تھے

اُمّی مسیح

قارئین یہ "اُمّی ہونا" اس میں حیرانی یا تاسف کی کوئی بات نہیں کیونکہ اللہ کا سچا نبی یا رسول علیہ السلام لوگوں سے نہیں بلکہ اپنے بھیجنے والے اللہ تعالیٰ سے بذریعہ وحی جو تعلیم پاتا ہے اور بڑے بڑے پڑھے لکھے دانشوروں ' مفکروں ' فلاسفروں اور عام لوگوں کو علم و دانش سکھاتا ہے تو یہی بات اس نبی یا رسول علیہ السلام کو تمام مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُمّی کا طعنہ دینے والے ذرا انجیل یوحنا کے اس اقتباس پر بھی غور کریں تاکہ انہیں "نبوت و رسالت" کے مقام کا پتہ چلے" اور جب عید کے آدھے دن گذر گئے تو یسوع ہیکل میں جا کر تعلیم دینے لگا پس یہودیوں نے تعجب کرکے کہا کہ اس کو بغیر پڑھے کیوں کر علم آگیا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ میری تعلیم میری نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے کی ہے اگر کوئی اس کی مرضی

پر چلنا چاہے تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائے گا کہ خدا کی طرف سے ہے یا میں اپنی طرف سے کہتا ہوں" (یوحنا 7: 14 تا 17)

اَبدی چیلنج

قارئین بالغرض معترضین رسالت کے بقول اگر "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پڑھے لکھے تھے تو اس سے کون سا طوفان آگیا؟ مخالفین و معترضین رسالت "قوم مشرکین" کو لکھنے پڑھنے سے کس نے روک رکھا تھا؟ وہ مسلمانوں کے ساتھ دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھا سکتے تھے حبشہ تک ان کے تعاقب میں دوڑ دھوپ کر سکتے تھے قتل کے منصوب بنا سکتے تھے بدر' اُحد میں کٹ مر سکتے تھے اور خندق میں مدینے پر دھاوا بول سکتے تھے مگر ان میں سے کوئی بھی ایسا لائق فائق شخص حصول تعلیم کے بعد ایسا نہ نکلا جو دعویٰ نبوت کرتے ہوئے "قرآن مجید" جیسی کتاب لکھ کر' بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتا؟ قارئین وہ کتاب "قرآن مجید" جس نے زندہ حی و قیوم اللہ تعالیٰ کی ذات کا یقین دلوں میں قائم کرکے کروڑوں بنی آدمؑ کو حیات جاوید سے آشنا کرایا کیا ایسے دل' ایسی زبان سے نکل سکتی ہے جو خود سچی نہ ہو؟ وہ "قرآن مجید" جس نے کروڑوں بنی نوع انسان کو صداقت سکھلائی اور جس نے گنتی کے سالوں میں "عرب قوم" کی کایا پلٹ دی تو ایسی کتاب سے متعارف کرانے والی ہستی "جھوٹ" جیسی رذیل عادت سے آلودہ ہو سکتی ہے؟ کیا "قرآن مجید" جیسی کتاب کا "مصنف" کہلانا بجائے خود ایک اعلیٰ عزت نہیں ہے پھر کیا وجہ تھی کہ آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی اعلیٰ وارفع تصنیف کے "مصنف' ہونے کی عزت سے خود کو محروم رکھا آخر کیوں؟ وجہ صاف ظاہر ہے جو قرآن مجید نے بتائی کہ یہ قرآن "کلام محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ "کلام اللہ" ہے

اسی لیئے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے علی الاعلان ببانگ دہل دعوت دیتے ہوئے اعلان کیا کہ "کیا (کفار) کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) نے (قرآن) ازخود بنا لیا ہے بلکہ (اصل بات یہ ہے کہ) یہ (اللہ پر) ایمان نہیں رکھتے اگر یہ سچے ہیں (اپنے دعوٰی میں) تو ایسا کلام بنا کر تو لائیں" (طور 33 تا 34) پھر تمام عالم جن وانس کو چیلنج کرتے ہوئے کہا "کہہ دیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان معترضین رسالت کو) کہ اگر انسان اور جن اس بات پر اکٹھے ہو جائیں کہ (آپس کے اشتراک عمل سے) اس قرآن جیسا (کوئی اور کلام) بنالائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں" (بنی اسرائیل 88) مزید رعایت دیتے ہوئے کہا کہ "یہ کیا کہتے ہیں کہ اس نے (قرآن) ازخود بنالیا ہے کہہ دیں کہ اگر سچے ہو تو تم بھی ایسی دس سورتیں بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جس جس کو بلا سکتے ہو اسے بلا لو اگر وہ (معترضین) تمہاری بات (کا چیلنج) قبول نہ کریں تو وہ جان لیں کہ یہ (قرآن درحقیقت) اللہ کے علم سے اترا ہے اور یہ کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی معبود نہیں تو (اب تو) تمہیں بھی اسلام قبول کر لینا چاہیے" (ھود 13 تا 14) مزید چھوٹ دیتے ہوئے تخفیف کر دی اور کہا کہ "اگر سچے ہو تو تم بھی اس طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور اللہ کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا لو بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) جس چیز (مقام نبوت و رسالت) کے علم کا (ان کی مادی عقل اور حواس خمسہ) احاطہ نہیں کر سکتے اس (مابعد الطبیعاتی حقیقت) کو جھٹلا دیا اور ابھی اس (تکذیب کی سزا) کی حقیقت ان پر کھلی ہی نہیں اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے (بھی) تکذیب کی تھی تو دیکھ لو (بڑی بڑی متمدن' ترقی یافتہ قوموں کے آثار قدیمہ اور کھنڈرات بننے کی تاریخ کو) کہ ظالموں کا کیسا انجام ہوا" (یونس 38 تا 39) لیکن معترضین اسلام کی طرف سے چیلنج

قبول کرنے کی کوششوں کے بارے میں پیشین گوئی پہلے سے ہی کردی کہ "اگر ایسا (کلام پیش) نہ کرسکو اور ہرگز نہیں کرسکو گے تو اس آگ سے ڈرو جس (جہنم) کا ایندھن (گناہ گار، مشرک، کافر) انسان اور پتھر ہوں گے" (بقرہ 23 تا 24)

مخاطبین قرآن

ایام نزول قرآن مجید میں عرب میں "فصاحت وبلاغت" کا بڑا چرچا تھا اور عرب قوم اس پر اتنی نازاں تھی کہ اپنے سوا دوسری قوموں کو "عجم" (گونگے) کہا کرتی تھی اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "قرآن مجید" کی شکل میں ایسا معجزہ بخشا کہ جس قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کے مقابل بڑے بڑے قادر الکلام، شاعراور خطیب عاجز آگئے قارئین قرآن مجید ہر اعتبار سے معجزانہ صفات کا حامل ہے اس میں آداب ہیں، اخلاق ہیں، حسن معاشرت ہے، تزکیہ نفس ہے، قوانین سیاست ہیں، ضوابط انتظام مملکت ہیں، انصاف و معدلت ہے، کسب و تجارت ہے، حقوق و فرائض ہیں، عباوات ہیں، مؤاسات ہیں، مؤاخات ہیں، لینت ہے، نرمی ہے، رعایت ہے، خیر خواہی ہے، نصیحت ہے، خالق کائنات اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ہے، مخلوق کو مخلوق کی بندگی سے چھڑا کر خالق کی بندگی کی طرف لانے والے انبیاء اور رسل علیہم السلام کی شب وروز کی انتھک محنتیں ہیں، ایک طرف مکذبین رسالت کی طرف سے ظلم و ستم، مصائب و آلام کے پہاڑ ڈھائے جاتے ہیں تو دوسری طرف مصدقین رسالت کا حوصلہ، برداشت، صبراور حکم آنے پر مکذبین رسالت کے فتنہ کو کچلنے کے لیئے معرکہ جہاد وقتال کے نظارے بھی ملتے ہیں غرض "قرآن مجید" میں علیٰ وجہ الکمال انسان کی اصلاح حالت ہے اور کچھ شک نہیں کہ وہ بلحاظ فصاحت کے اور باعتبار حکیمانہ ہدایات وروحانیت

کے بے مثل و بے نظیر ہے اور کوئی شخص اس قسم کا کلام بنانے پر قدرت بھی نہیں رکھتا

عرب

قارئین کرام قرآنی چیلنج عام ' ابدی اور سب منکرین قرآن کے لیئے ہے نزول قرآن کے دنوں میں خطہ عرب کے اندر بسنے والوں میں مشرکین بت پرستوں کے علاوہ مسیحی اور یہودی قبائل بھی تھے لیکن جب ہم جائزہ لیتے ہیں تو اس دَور میں بھی "قرآن مجید" کو کلام اللہ کی بجائے کلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والی قوم میں موجود زہیر ونابغہ ' امراء القیس و عنتر جیسے لوگوں کے لیئے یہ دعوٰی ذلیل کن ثابت ہوا آخر وہ جو اپنے کلام کو ہرن کی جھلیوں پر آب زَر سے لکھواتے اور حج کے دنوں میں بَرسرعام دیوار کعبہ پر آویزاں کیا کرتے تھے کیوں قرآن مجید کے ابدی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لیئے خم ٹھونک کر باہر نہ نکلے وہ ابوجہل ۔ ابولہب ۔ کعب بن اشرف ۔ سلام بن ابی الحقیق جیسے قریشی و یہودی جنھوں نے اسلام کی جڑیں ' بیخ و بُن سے اکھاڑنے کی دُھن میں مال وزَر نفوس واولاد کو قربان کردیا تھا وہ کیوں ایسی آسان تدبیر کی جانب آمادہ نہ ہوئے آخر کیسی عجیب بات ہے کہ ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جو ان قریشیوں اور ہاشمی خانوادوں میں ہی پلے بڑھے اور وہی زبان بولتے تھے جو ان سب کی تھی لیکن وہ شخص ان سب کے پیارے ' آداب اور عقیدتوں سے بھرپور مشرکانہ مذہب' ان کی مرغوب رسومات اور خود پسند کردہ عادات کے علاوہ بیت اللہ میں موجود ابراہیم علیہ السلام ' اسماعیل علیہ السلام ' اسحاق علیہ السلام جیسے برگزیدہ انبیاؑء کرام کے ساتھ ساتھ اولیاء اور صلحائے قوم کے خود تراشیدہ بتوں کی پوجا پاٹ کے خلاف جوش دلانے والے الفاظ کا استعمال کررہا ہے اور اپنی صداقت کی تائید میں ایک کلام کو جسے وہ "اللہ کا کلام" کہہ رہا ہے بطور دلیل پیش کررہا

ہے مگر سب کی موجودگی میں کوئی شخص بھی ”قرآن مجید جیسا کلام“ پیش کر کے قرآن کے ابدی چیلنج کا مقابلہ نہیں کرتا آخر وجہ؟

یہودی

یہودی آج تک اپنے آپ کو خدا کے پہلوٹھے (خروج 4:22) بیٹے (خروج 6: 8) فرزند (استثناء 14:1) چنی ہوئی قوم اس کی خاص امت (استثناء 7:6) اور مقدس قوم (خروج 19:6) کہلاتے ہیں خدا ان کا باپ ہے (یرمیاہ 31:9) تاہم ”مثل قرآن مجید“ ایک سورۃ بھی نہیں بنا سکے اس لیئے ”منکرین قرآن مجید“ ہونے کی وجہ سے ابدی جہنم میں جھونکے جائیں گے (بقرہ 39 نحل 104)

مسیحی

مسیحی یہودیوں سے شمہ بھر بھی کم نہیں ہیں اب روحانی طور پر قوم یہود اور اس کے القابات و خطابات کے علمبردار بنے پھرتے ہیں بقول ان کے خداوند یسوع مسیح دنیا کے آخر تک ہمیشہ ان کے ساتھ ہے (متی 28:20) خدا روح القدس ان کو ہدایت دیتا ہے انہیں اس کی مدد اور معیّت حاصل ہے تاہم یہ لوگ اپنے تمام خداؤں کی ہمراہی کے خداؤں اور روح القدس پالینے کی ڈینگوں و علمی شیخیوں کے باوجود ”قرآن کے اَبدی چیلنج“ کے مقابلہ میں شکست خوردہ ہونے لیکن برملا شکست قبول نہ کرنے ، آئیں بائیں ، شائیں کرنے اور قرآن مجید کو ”کلام اللہ“ نہ ماننے کے جرائم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے جہنم کی آگ میں جلائے جائیں گے (نحل 104)

عہد حاضرہ

قارئین اس وقت بھی کرۂ ارض پر شام ، بیروت ، دمشق ، مصر اور فلسطین میں

لاکھوں عیسائی اور یہودی موجود ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے جو عربی زبان میں "نثر و نظم" لکھنے پر قادر ہیں جن کی ادارت میں اخبار ' جرائد اور رسائل اشاعت پذیر ہیں وہ آج کیوں "قرآن کے ابدی چیلنج" کے مقابلے میں کھڑے نہیں ہو جاتے؟ ان میں تو ایسے ایسے ادیب اور قادر الکلام و ماہرین زبان موجود ہیں جنہوں نے لغات عربیہ پر "قطرالمحیط المنجد ' اقرب الوارد اور المحیط" جیسی کتابیں لکھ ڈالی ہیں وہ کیوں قرآن جیسی کتاب لکھنے کی سعی نہیں کرتے؟ وہ دس یا ایک سورۃ قرآنی کے مثل ایک سورۃ ہی بنا کر پیش کرنے کی جرأت کیوں نہیں کرتے؟

حقیقت یہ ہے قارئین کہ جو شخص جتنا زیادہ عربی زبان کا ماہر اور ادب میں ید طولی رکھنے والا ہے اس پر اتنا ہی زیادہ "قرآن مجید" کا رعب غالب آجاتا ہے جب مصر میں "کرنل جمال عبدالناصر" کی تعلیمی اصلاحات کے تحت یہودیوں کو "قرآن مجید" پڑھنے سے ممانعت کر دی گئی تو انہوں نے شور مچایا تھا کہ ہمیں ہماری زبان کی بہترین کتاب پڑھنے سے روک دیا گیا ہے نیز لبنان کے مسیحیوں کی عربی زبان پر مہارت تسلیم شدہ ہے مشہور عربی لغت کی کتب "المنجد" اور "لسان العرب" مسیحیوں کی لکھی ہوئی اور مستند و معروف ہیں "المنجد" کا اردو ترجمہ بھی بازار میں عام دستیاب ہے "خلیل جبران خلیل" عربی مصنف تھا "یوحنائے دمشقی" حافظ قرآن اور بڑا عربی دان تھا

اختتام بیسویں صدی عیسوی کے یہودی اور مسیحی علماء سابقہ تہذیبوں اور زبانوں کے سیکھنے اور مطالعہ میں کمال تیز فہمی کا ثبوت دے رہے ہیں دور ابراہیمی کی تختیاں پڑھ لی گئی ہیں اہرام مصر سے برآمد ہونے والی "تحاریر" بھی ان کے فن مطالعہ کے سامنے زیر ہو چکی ہیں تو دنیا کی ایک عظیم زندہ زبان "عربی" کا سیکھنا اور اس میں مہارت تامہ پیدا کرنا

ان کے لیئے ہرگز ہرگز مشکل کام نہیں ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ عربی سیکھیں اور "مثل قرآن" کلام پیش کریں؟ قارئین قرآن مجید کا پہلا انگریز مترجم "جارج سیل" تھا پروفیسر "ایڈورڈ جی براؤن" نے ترکی ' فارسی اور عربی سیکھی فارسی ادب پر بڑے سائز کی دو جلدوں میں "اے لٹریری ہسٹری آف پرشیا" لکھی جسے آج تک اتھارٹی تسلیم کیا جاتا ہے "پروفیسر آر ' اے نکلسن " ایک مشہور مستشرق تھا پروفیسر آربری اور پروفیسر منٹگمری واٹ شاید آج بھی زندہ ہوں پروفیسر گب نے "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" لکھا جرمن سکالر "نولدیکی" نے "مسند احمد" حدیث کی کتاب لفظ بلفظ پڑھنے کا جانگسل شرف حاصل کیا القصہ ہر دور کے مسیحی علماء "قرآن کے ابدی چیلنج" کے آگے سرنگوں رہے ہیں

آج بھی سینٹ پالی مسیحیت کی اشاعت کے لیئے کروڑوں ' اربوں ڈالر پانی کی طرح بہایا جارہا ہے لیکن جس بات کا قرآن مجید نے ابدی چیلنج دیا ہے اس پر کوئی بھی قلم اٹھانے کا حوصلہ نہیں کرتا معترض عہد نبوت کے متعلق شاید یہ کہہ سکتا تھا کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے اپنے وقت کے مشہور مشہور قادر الکلام زبان آوروں کی قابلیت کا اندازہ کرنے کے بعد ایسا دعوٰی کردیا ہو گا لیکن آج وہ چودہ صدیاں گزرنے کے باوجود "قرآن کے ابدی چیلنج" کو قبول نہ کیئے جانے کی کیا توجیہ پیش کرسکتا ہے؟

کٹ حجتیاں

قارئین کرام معترضین رسالت جب "قرآن کے ابدی چیلنج" کو قبول کرنے کی اپنے اندر سکت نہیں پاتے تو پھر جھنجھلا کر کٹ حجتیوں پر اُتر آتے ہیں اس لیئے کبھی کہتے ہیں اجی چونکہ

سفر سرمایہ ظفر ہے

تو اس قول کے تحت "محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم" جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ ایک تاجر تھے تو آپ مختلف علاقوں میں جاتے "علم و ظفر کا سرمایہ" اکٹھا کرتے اور اسے عربی زبان میں ڈھال کر اللہ کی طرف نسبت کرنے کے لیئے "مذکر غائب کی ضمیریں بڑے خوبصورت انداز سے ترتیب دیتے اور "قرآن" کے نام سے موسوم کرکے لوگوں کے سامنے پیش کردیتے تھے

لیکن قارئین ذرا غور کریں کہ مکہ مکرمہ ایک تجارتی شہر تھا یہاں کے اکثر باشندے تجارت پیشہ اور ملک بہ ملک پھرنے کے عادی تھے آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے تو "چچا ابوطالب" کے ساتھ ایک تجارتی ادھورا سفر اور "بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا" کے مال کی خرید و فروخت کے سلسلہ میں دوسرا کامیاب تجارتی سفر اختیار فرمایا تھا لیکن تاجران مکہ کی تو عمریں مختلف ممالک میں گھومتے پھرتے گزر جاتی تھیں اگر بات "علم و ظفر کا سرمایہ" بوساطت سفر اکٹھا کرنے تک ہی محدود تھی تو تاجران مکہ یہ کہیں احسن اور بہتر طریقے سے سرانجام دے سکتے تھے ان میں بڑے بڑے کھاگ خرانٹ، خوسٹ بوڑھے اور جہاندیدہ لوگ موجود تھے عربی دان بھی آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر موجود تھے آخر ان کے ہاتھ کس نے پکڑ رکھے تھے؟ انہوں نے غیر ممالک کے لوگوں سے مل جل کر اور معلومات جمع کرکے بمقابلہ "قرآن مجید" ایک کتاب کیوں نہ تیار کرڈالی؟ کیا دنیا جہان کے "تاجران" میں سے کسی ایک نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی طرح سفر و ظفر کا سرمایہ بعنوان "کلام الٰہی" پیش کرنے کی جرأت نہ کی؟

کاہنوں کا کلام

قارئین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نعوذباللہ کاہن تھے تو چونکہ کاہنوں کا کلام "مقفّٰی اور مُسجّع" ہوتا ہے اسی طرح پر "قرآن مجید" بھی "مقفّٰی اور مُسجّع" ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" سے پہلے کے "کاہن" قرآن مجید کے ابدی چیلنج کے مقابلہ میں کیوں گنگ ہو گئے تھے؟ کہانت پیشہ عمر رسیدہ و تجربہ کار کاہنوں نے "جھٹ پٹ" قرآن مجید کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ایک "مقفّٰی اور مُسجّع" کلام تیار کر کے پیش کیوں نہ کر دیا؟

عیسائی استاد

قارئین کرام جیسا کہ "مشرکین مکہ" نے "آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" پر یہ بہتان تراشی کی تھی کہ ایک عیسائی غلام جو توریت و انجیل کا علم رکھتا ہے اُس سے علم حاصل کر کے اپنی تصنیف قرآن مجید میں بیان کر دیا (نحل 103) بالکل اسی طرح "سینٹ پالی مسیحی مشنری ادارے" بھی مذکورہ بالا بہتان کو دہراتے ہیں لیکن حیرت ہوتی ہے کہ جب بقول "سینٹ پالی مسیحی مشنری اداروں" کے ایک "عیسائی غلام" کے "شاگرد" نے کلام اللہ (قرآن مجید) کے نام سے ایسی کتاب تصنیف کی جس نے "منکرین قرآن" کو لاجواب اور مبہوت کر دیا مذہب کو نئی زندگی اور اقدار مہیا کیں تاریخ عالم کا رخ موڑ کے رکھ دیا پھر جب "سینٹ پالی مسیحیوں" نے اپنے "شاگرد" کی کتاب "قرآن مجید" کو کلام اللہ ماننے سے انکار کیا تو "شاگرد" نے "استاد قوم" کو دعوت دی کہ چلو تم بھی ایسی کتاب لکھ کر لاؤ اس پر "اساتذہ کرام" میدان میں مقابلہ سے "دُم دبا" کر ایسا بھاگے کہ تادم تحریر پلٹنے تو کجا دَم لینے کا نام ہی نہیں لیتے

اگر کسی شخص سے "توریت اور انجیل" سیکھ کے اور ادھر ادھر سے "سن گن"

لے کر "قرآن مجید" جیسی لاثانی ' دندان شکن اور مسکت تصنیف قلمبند کی جاسکتی ہے تو ان کتابوں کو خود پڑھنے ' پڑھانے ' لکھنے ' سوچنے سمجھنے والوں کو تو "قرآن مجید" سے بدرجہا بہتر کتاب پیش کرنا چاہیئے تھی لیکن "توریت و انجیل" کے علمبردار آب و گِل کی اس دنیا میں شمشیر آرائیوں ' لاکھ ذلتیں اُٹھانے اور "توریت و انجیل" کے مُعَلِّم اور مُعَلَّم" ہونے کے باوجود "قرآن مجید" کی ایک سورۃ کے مثل تحریر لکھ کرلانے میں عاجز و ناکام رہے

ممکنہ انفرادی خصوصیت

قارئین جب "مُسلم قوم" یہ کہتی ہے کہ "قرآن مجید" کی مثل اور نظیر دنیا میں کوئی نہیں لا سکا تو "سینٹ پالی بت پرست مسیحیوں" کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ یہ کون سی بڑی بات ہے ہر آدمی اور ہر مصنف و شاعر کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے یہ ضروری تو نہیں کہ وہ انداز اور طرز بیان کسی دوسرے شاعر یا مصنف میں بھی پایا جائے بعض شاعر مزاج میں فصیح ہوتے ہیں بعض کی فصاحت قصہ گوئی کے وقت ظاہر ہوتی ہے جبکہ "قرآن مجید" کی فصاحت اپنے سٹائل میں سب سے زیادہ ہے اور دوسرے سٹائل مثلاً" مزاح ' لطائف ' عربی چٹکلے قرآن مجید سے زیادہ مزہ رکھتے ہیں لوگ ان سے زیادہ محظوظ ہوتے ہیں؟

قارئین یہ بات تسلیم کہ ہر شاعر و نثر نگار کا اپنا ایک مخصوص انداز ہوتا ہے انگریزی میں "شیکسپیئر" جرمن میں "گاتھے" اور "شیلر" سنسکرت میں "تلسی داس" اور اردو میں "آغا حشر" بے مثل ڈرامہ نگار ہیں یونانی میں اوڈیسی اور ایلیڈ" ایسی لازوال نظمیں" ہومر" نامی نابینا شاعر سے منسوب ہیں "چارلس لیمب" اور "ولیم ہیزلٹ" بہترین انگریزی مقالہ نگار تھے اردو دانی میں "داغ" اور امیر مینائی" اساتذہ ہیں فارسی میں "گلستان سعدی" کا جواب نہیں اس کے مقابلہ میں بارہ تیرہ کتابیں لکھی گئیں مگر وہ

"گلستان سعدی" کی گرد کو بھی نہ پہنچ سکیں کیونکہ "شیخ سعدی" نے اپنی کتاب "گلستان" میں اپنی تیس سالہ سیرو سیاحت کی "واردات قلبی" اور تجربات و مشاہدات بیان کیئے ہیں "داستان امیر حمزہ" بوستان خیال "طلسم ہو شربا" الف لیلیٰ" قصہ حاتم طائی" اور "باغ وبہار" بھی اپنی اپنی جگہ نمایاں ہیں عرب کے شعراء شراب و شباب 'اپنی مردانہ بہادری' عورتوں کے حسن و جمال ' جنگ وجدال اور گھوڑوں کی تعریف میں کمال کی "اَوج ثریا" پر پہنچے ہوئے تھے انگریز شاعر ' سموئیل ٹیلرکولرج" قدرتی مناظر کی عکاسی میں اتنا مشہور ہے کہ اسے "ہائی پریسٹ آف نیچر" فطرت کا سب سے بڑا پجاری کہا جاتا ہے" جان کیٹس" یونانیت کا دلدادہ تھا فارسی میں "انوری ' سعدی اور فردوسی شاعری کی اپنی اپنی صنف میں یکتا ہیں قوم کو جگانے میں اردو شعراء "اقبال اور حالی" مانے ہوئے ہیں ایران میں عدیم المثال تصاویر بنانے والے "مانی" نے بے شمار پیروکاروں کے دل جیت لیئے تھے

تاہم ایسے شاہکاروں کو کوئی بھی "کلام الٰہی" نہیں مانتا کیونکہ ان سے "ذہنی عیاشی" مقصود تھی یا زیادہ سے زیادہ بوریت سے بچنے کے لیئے "وقت گزاری" کے ذرائع مہیا ہو جاتے تھے کہیں "عشق خانہ خراب" کی خرمستیاں و بدمستیاں ہیں تو کہیں مُردہ اور سوئی ہوئی قوم کو جھنجوڑ کر جگانے کی کوششیں القصہ کسی تحریر کی محض خوبصورتی یا کوئی ادبی خوبی اس کے "کلام الٰہی" ہونے کا معیار نہیں بن سکتی کیونکہ "کلام الٰہی" انسانیت کے "مقصد پیدائش" "ضابطہ حیات" اور آخرت کی ہیشہ والی زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے

تشدد سے حفظ قرآن

قارئین کہا جاتا ہے کہ "قرآن مجید کے حافظ اس لیئے زیادہ تعداد میں ہیں کہ مسلمان بچوں کو مار مار کر زنجیروں میں جکڑ کر قرآن مجید حفظ کراتے ہیں" حالانکہ قارئین

کسی ایک آدھ بچے کے بارے میں تو یہ مانا جا سکتا ہے کہ اس کی توجہ شرارتوں سے ہٹا کر قرآن مجید کی پڑھائی کی طرف مبذول کرانے کے لیئے مار کٹائی سے کام لیا گیا ہو جس طرح کرسچن تعلیمی اداروں میں بھی اس طریقہ کار پر عمل ہوتا ہے نیز دنیا بھر میں عوام کے جلوسوں پر ”لاٹھی چارج“ اور حساس دفاعی اداروں میں سزاؤں کے طریقہ کار کی افادیت اور جرائم پیشہ افراد کو جیلوں میں قید کر کے سزائیں دینا مُروّج و معروف ہے لیکن لاکھوں کی تعداد میں ”حفاظ قرآن“ کا بکثرت پایا جانا مذکورہ بالا دعوٰی کے باطل ہونے کی ناقابل تردید دلیل ہے بالخصوص اس حالت میں کہ ”حفاظ قرآن“ کی ایک خاص تعداد نابیناؤں پر بھی مشتمل ہوتی ہے جو یقیناً دوسروں سے سن کر حفظ کرتے ہیں اور ایسا صرف شوق ' لگن ' دلی جذبہ اور نصرت الٰہی سے ہی ممکن ہے

مگر دوسرے مذاہب والے جو کہ ”بچوں کو مار مار“ کے اپنی مذہبی کتابیں حفظ نہیں کراتے کیا ان میں مسلمانوں کی نسبت کوئی 'رشی مُنی ' سَنت' سادھو' بھکشو ' پروہت ' پنڈت ' یہودی ربی ' سینٹ ' راہب ' بشپ ' پادری ' پوپ اپنی مذہبی کتب ”ویدوں یا بائبل کے حافظ“ قرآن مجید کے حفاظ“ کے برابر ہوئے؟ وہ اپنے بچوں کو بغیر ”مار کٹائی“ کے کیوں اپنی مذہبی کتب کا حافظ نہیں بناتے؟ یا ایک آدھ بچے کو ہی ”مار پیٹ“ کے ”ویدوں یا بائبل“ کا حافظ بنا کر دکھادیں قارئین حفظ کا معاملہ کسی ”مارپیٹ“ پر منحصر نہیں ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ ”قرآن مجید“ کلام الٰہی ہے جو سینوں میں اُتر جاتا ہے حفظ ہو جاتا زندہ اور نظر آنے والا معجزہ ہے جو آب و گِل کی اس دنیا میں صرف اور صرف ”قرآن مجید“ ہی کا طرّۂ امتیاز ہے جس کی دَور حاضر میں ہم آپ کو دلیل ایک ”کٹر مسیحی بنیاد پرست“ جریدے ”ماہنامہ کلام حق“ پوسٹ بکس نمبر68 گوجرانوالہ پاکستان بابت

نومبر1979ء صفحہ نمبر7 سطر نمبر7 سے دلواتے ہیں جس کے مطابق "یوحنائے دمشقی" حافظ قرآن تھے "کٹر مسیحی بنیاد پرست" جریدہ کے اس خیرہ کن اور محیرالعقول بیان "ایک عیسائی کا حافظ قرآن ہونا "منکرین قرآن کے قلم سے" قرآن مجید" کی اظہر من الشمس عظمت اور معجزہ کا ببانگ دہل اعلان ہے اگر اب بھی کوئی غیر مسلم "قرآن مجید" کے "کلام اللہ" اور معجزہ نما ہونے پر ایمان نہ لائے تو اس کی قسمت۔ پھر "قرآن مجید" کا بار بار پڑھا جانا اکتاہٹ پیدا نہیں کرتا بلکہ لطف دوبالا ہوا جاتا ہے مشہور مستشرق "پروفیسر فلپ کے ہٹی" ان قرآنی خوبیوں پر مرمٹے ہیں

اسلام کا پھیلاؤ

قارئین کرام "قرآن مجید" عملی زندگی پیش کرتا ہے وہ ہندوؤں کی "کرشن لوک" یہودیوں اور عیسائیوں کی "خدا کی بادشاہت" سوشلسٹوں اور کیمونسٹوں کی "اکاریہ" اور اہل دانش و سیاست دانوں کی کسی "یوٹوپیا" کے سہانے خوابوں کا تصور نہیں دیتا "قرآن مجید" کے صاحب طرز مترجم "پادری جے ایم راڈویل ایم اے" کے ترجمہ قرآن کے تعارف میں "جی مارگولائتھ" نے لکھا کہ "قرآن نے انسانی فکر کو نئی راہیں سجھائیں اور انوکھا کردار عطا کیا اس نے جزیرہ نما عرب کے باہم لڑنے جھگڑنے والے قبائل کو "ہیروز کی قوم" میں تبدیل کر دیا اور اسلامی دنیا کی سیاست اور مذہب پر مبنی طاقتوں کا وسیع و عریض سلسلہ قائم کیا جس سے آج یورپ اور مشرق نبرد آزما ہے "خود پادری مذکور رقم طراز ہیں کہ" سادہ چرواہوں اور عرب بدوؤں کے ہاتھ گویا "الہ دین کا چراغ" آگیا وہ سلطنتوں کے بانی اور شہروں کے معمار بن گئے انہوں نے جتنی لائبریریاں پہلے تباہ کی تھیں ان سے زیادہ قائم کیں فسطاط' بغداد' قرطبہ اور دہلی کی عظمت سے "مسیحی یورپ" کانپتا

تھا"

قارئین دیکھا آپ نے؟ جب اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک جیسے گھناؤنے جرائم کی راہوں کو چھوڑ کر قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کیا گیا تو فضا نعمتوں اور برکتوں سے معمور ولبریز ہو گئی ایک ٹھوس اور خوش کن معاشرہ وجود میں آیا پھر یہ عجیب و غریب اور حیران کن نظارہ بھی چشم افلاک نے دیکھا کہ اسلام کے ابتدائی دَور میں جب کہ آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" ابھی مکہ مکرمہ میں قیام فرما تھے اور تین سو ساٹھ مشکل کشاؤں کے پجاریوں کے ظلم و ستم کی وجہ سے مسلمان اپنی جانوں اور ایمان کے بچاؤ کے لیئے مختلف علاقوں میں ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن دوسری طرف حبش و یمن پر اسلام سایہ فگن ہو رہا تھا دوسرے عہد میں جب ہجرت کر کے "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے مدینہ کی شہریؒ ریاست کی بنیاد رکھی تو پھر بحرین 'عمان' دومتہ الجندل اور سرحد شام تک کے لوگ اسلام کی اطاعت کر رہے تھے تیسرے عہد میں جب "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی وفات ہوئی تو خلیفہ بلافصل "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ" کے عہد میں منافقین کے حوصلے بڑھ گئے معاہدین کی طرف سے معاہدات کو توڑ دینے کے اعلانات ہوئے دشمنوں کی طرف سے سرحد عراق و ایران پر فوجیں جمع ہونی شروع ہو گئیں لیکن خلیفتہ الرسول "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ" کی قیادت میں مخلص مسلمان آگے بڑھے جھوٹے مدعیان نبوت ' منکرین زکوٰۃ اور ارتداد کے فتنوں کو کچلتے ہوئے اس وقت کی "سپرپاورز" فارس اور روم کی سرحدوں کو روند ڈالا چوتھے عہد میں خلافت فاروقیؓ و عثمانیؓ کے دوران اسلام کی کرنیں مشرقی سائبیریا سے لے کر مغربی تیونس تک جا پہنچیں خلافت اُمویہ میں اسلام سمندر سے اچھلا جبل الطارق کو پھلانگا سپین

واندلس کو زیر نگین کرتاہوا جنوبی فرانس کے اندر تک کے علاقوں کو اللہ کی کبریائی کے تکبیری نعروں کی گونج سے دہلا کر رکھ دیتا ہے جس سے صلیبی ایوانوں پر لرزہ طاری ہو گیا

چھ سات صدیوں کی اقبال مندی کے بعد جب قرآنی تعلیمات سے دھیرے دھیرے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے عباسیوں کی دولت و حکومت پر زوال آیا اور دارالسلطنت بغداد کو تاتاریوں نے تباہ کیا تو وہی منگول جو مسلمانوں کو بیخ وبُن سے اکھاڑنے کیلئے آگے بڑھے تھے فاتح بننے کے بعد خود اسلام سے مفتوح ہو گئے الغرض اپنی مظلومی کے عہد میں بھی جب اسلام پر یونانی فلسفہ ' مجوسی اور ہندو تہذیبوں کے توہمات' ایرانی و رومی تعیش ' بربری توحش اور اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے درپے یہودی ' صلیبی ' مجوسی اور ہندو ایجنٹوں کے حملے ہوئے تو پھر بھی اسلام ترقی پذیر رہا عہد حاضر میں "فلسفہ جدید" اور مسیحی مشن اپنی تعلیمات سے "اسلام" کو ڈائنامائٹ کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں اقوام متحدہ جیسے ادارے کے بانی ممالک نے "ویٹوپاور" کی بد معاشی سے اودھم مچا رکھا ہے مسلم ممالک اقتصادی ' معاشی ' ثقافتی 'سیاسی اور دفاعی طور پر "ویٹو پاورز" کے شکنجے میں جکڑے جاچکے ہیں اسلام کے دفاع میں بولنے اور لکھنے والوں پر "مسلم بنیاد پرستی" کا لیبل لگا کر "دہشت گرد" قرار دے دیا جاتا ہے لیکن اللہ کی زمین پر "صلیبی ورلڈ آرڈر" نافذ کرنے والے فسادیوں کے ممالک یورپ ' امریکہ ' روس ' چین ' آسٹریلیا بلکہ تمام آباد براعظموں میں بڑے بڑے کانٹ ' کانٹس ' لارڈز ' پرنس اور خواتین کے کثیر تعداد اپنے گندے معاشروں سے تنگ آکر "اسلام" کے سایہ عاطفت میں پناہ لے رہی ہے

قارئین یہ سب کچھ "قرآن مجید" کی لازوال اور اَبدی تعلیمات کا ثمرہ ہے جس

قرآن میں اللہ تعالیٰ کی ذات' صفات' حقوق' قدرتوں اور تخلیقات کا تعارف ہے حیات انسانیت کی غرض و غایت بتائی گئی ہے بالخصوص اس دنیائے آب و گل میں "انسان" کا مقام بتایا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور انسانی سرخروئی کے لیئے احکامات' ہدایات اور طور طریقوں کا بیان ہے دنیا میں زندگی گزارنے کے لیئے معاشی' معاشرتی' اقتصادی' مدنی' عمرانی اور جہانبانی کے قواعد و ضوابط مندرج ہیں تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچ کر' آنے والی ہمیشہ کی ابدی زندگی میں کھولتے پانی 'لوہے کے ہتھوڑوں کی مار' لہو اور پیپ کے ابلتے ہوئے مشروب اور آگ میں جلنے کے عذابوں سے محفوظ رہ کر خوشنما محلات ' باغات' انواع و اقسام کے پھلوں 'میووں' کھانوں' مختلف الاقسام بھنے ہوئے گوشت کی لذتوں' شرمیلی باحیا خوبصورت ترین پاکیزہ بیویوں اور دیگر عیش و تنعم سے لطف اندوز ہو سکیں

قارئین ایسے موضوعات پر طبع آزمائی کرتے وقت بڑے بڑے اصحاب فن بھی حوصلہ ہار بیٹھتے ہیں عام مصنفین و شعراء تو کجا دنیا کی دیگر مذہبی کتابوں میں بھی قرآنی عنوانات کی مثل ناپیدونایاب ہے معاشرتی قوانین اور "میاں بیوی" کے تعلقات بتاتے وقت بھی متانت و سنجیدگی' عفت و عصمت اور شرم و حیا کے آبگینوں کو ذرہ بھر ٹھیس نہیں پہنچنے دی گئی جبکہ دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ پڑھ کر مذہب اور شرافت سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں قارئین آپ پر روز روشن کی طرح اب یہ واضح ہو گیا ہو گا کہ آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور "قرآن مجید" کے متعلق "سینٹ پالی بت پرست مسیحی مشنوں" اور "معترضین رسالت" کے پیدا کردہ شکوک و شبہات اور مغالطے قطعاً بے بنیاد ہیں باطل ہیں افتراء پردازی اور بہتان تراشی ہے "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے

مترادف ہے اور حقائق سے چشم پوشی میں اس "کبوتر" کی مانند ہے جو بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کرکے سمجھ بیٹھتا ہے کہ سب خیریت ہے

ترغیب انکار حدیث

اللہ تعالیٰ نے جب قرآن نازل کیا تو قرآن مجید کے احکامات اور شریعت کی تشریح و تفہیم اور وضاحت کے لیئے اپنے آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کو ذمہ واری سونپی (نحل 44) اس لیئے "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے سب سے پہلے احکام الٰہی پر خود عمل کرکے (بقرہ 285) لوگوں کے سامنے اپنا اُسوۂ حسنہ (احزاب 21) پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبروار بندوں کو "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی اتباع کا حکم دیا (آل عمران 31 تا 32) آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے اپنی روزمرہ زندگی میں جو عمل کیا مثلاً" آپ" کا چلنا پھرنا ' اٹھنا بیٹھنا 'گفتگو کا انداز ' مخالفوں سے طرز عمل ' دعوت کے اسلوب ' جہاد کا طریق ' مشاورت کا انداز 'خوردو نوش اور ازدواجی زندگی میں پیش آمدہ مسائل غرض زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق اعمال و اقوال کی تفصیل مسلمان یا تو عمل کرکے محفوظ کرلیتے یا اپنے پاس لکھ لیتے مثال کے طور پر نماز ' روزہ ' زکوٰۃ ' حج ' قربانی اور جہاد وغیرہ بکثرت عمل میں رہتے تھے ان کا بھولنا ممکن نہ تھا لہٰذا یہ باتیں واعمال متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے لکھ بھی لیں ان تعلیمات اعمال ' اقوال ' معجزات ' پیشین گوئیوں اور روایات کو محدثین کرام رحمھم اللہ اجمعین نے بڑی احتیاط چھان بین اور جرح و تعدیل واسماء الرجال کے کڑے اصولوں کے مطابق کتب حدیث میں جمع کیا من گھڑت ' ضعیف اور اسرائیلی روایات کی چھانٹی کرکے نشاندہی کی عام تاریخی روایات کو رطب ویابس سمیت مؤرخین نے جمع کیا مگر ناقدین نے

تحقیق کر کے ان کو بھی واضح کر دیا تفصیل کے لیئے کتاب "آئینہ پرویزیت" مصنف عبدالرحمٰن کیلانی" ناشر مکتبہ دارالسلام وسن پورہ گلی نمبر20 لاہور پاکستان کا مطالعہ ضرور کریں

لیکن قارئین "سینٹ پالی بت پرست مسیحی" مشنری کارندوں سے جب کوئی ابتدائی "مسلم طالب علم" گفتگو کرتا ہے تو جھٹ اسے مشورہ دیتے ہیں کہ آپ "ڈاکٹر غلام جیلانی برق" کی کتاب "دواسلام" کا مطالعہ کریں مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ طالب علم آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے اسوۂ حسنہ پر مشتمل "صحیح احادیث" کے ذخیرہ کا انکار کر لے بعد میں "قرآن مجید" کے "کلام اللہ" ہونے کے بارے میں "شکوک و شبہات اور مغالطے" پیدا کر کے "دین اسلام" سے اسے برگشتہ کردیں گے اور وہ طالبعلم "سینٹ پالی بت پرست مسیحی" بن کر جب "صلیبیوں" کی فوج میں بھرتی ہو جائے گا تو پھر اس کی رپورٹ بیرون ملک "صلیبیوں" کو دکھا کر "مسیحی بت پرستی" کی "بشارتی سرگرمیوں" کے لیئے ان سے مزید فنڈ وصول کریں گے لیکن ان تک شاید یہ اطلاع نہیں پہنچی کہ "ڈاکٹر غلام جیلانی برق" اپنے نظریات سے رجوع کر کے کفارہ کے طور "تاریخ حدیث" نامی کتاب بھی لکھ چکے ہیں جس "مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ A-32 شاہ عالم مارکیٹ لاہور" نے اپریل 1975ء کو شائع کی تھی

روایات پر بائبل کی گواہی

قارئین کرام زبانی روایات کے حق میں "بائبل کے عہد نامہ جدید و عتیق" کی شہادتیں بھی موجود ہیں مثلاً "اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کیئے اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ جو کتابیں لکھی جاتیں ان کے لیئے دنیا میں گنجائش نہ

ہوتی" (انجیل یوحنا 21:25) یوحنا کا لکھنا کہ "بہت سے کام ہیں" یہ کام لازما" مسیح علیہ السلام کے تمام افعال کو شامل اور عام ہیں خواہ وہ معجزات ہوں یا دوسری چیزیں ہوں سینٹ پال پولس نے لکھا "پس اے بھائیوں ثابت قدم رہو اور جن روایتوں کی تم نے ہماری زبانی یا خط کے ذریعہ سے تعلیم پائی ہے ان پر قائم رہو" (نمبر2 تھسلنیکیوں 2: 15) اس حوالہ میں بھی "زبانی یا خط کے ذریعے روایات" کے تعلیم پانے کا ذکر ہے "جو صحیح باتیں تو نے مجھ سے سنیں اس ایمان اور محبت کے ساتھ جو مسیح یسوع میں ہے ان کا خاکہ یاد رکھ" (نمبر۲ تیمتھیس 1:13) اس حوالہ میں "سنی ہوئی بات کا خاکہ یاد رکھ" کا ذکر ہے "اور جو باتیں تو نے بہت سے گواہوں کے سامنے مجھ سے سنی ہیں ان کو ایسے دیانتدار آدمیوں کے سپرد کر جو اوروں کو بھی سکھانے کے قابل ہوں" (نمبر۲ تیمتھیس 2: 2) اس حوالہ میں "جو باتیں مجھ سے سنی ہیں" کا ذکر ہے "مجھے بہت سی باتیں تم کو لکھنا ہے مگر کاغذ اور سیاہی سے لکھنا نہیں چاہتا بلکہ تمہارے پاس آنے اور رُوبرو بات چیت کرنے کی امید رکھتا ہوں تاکہ تمہاری خوشی کامل ہو" (یوحنا کا دوسرا خط 1:12) اس سے ملتا جلتا مضمون (یوحنا کا تیسرا خط 1:13 تا 14) میں ملاحظہ کریں ان دونوں حوالہ جات سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ "یوحنا نے بہت سی باتیں" وعدہ کے مطابق زبانی بتائیں ہیں

قارئین مذکورہ بالا بیانات سے ظاہر ہوا کہ جو "سینٹ پالی بت پرست مسیحی حضرات" زبانی روایات کے مطلقاً معتبر ہونے کا انکار کرتی ہیں وہ محض انتہائی شدت پسندی اور تعصب سے کام لے رہی ہیں حالانکہ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ انجیل مرقس، لوقا اور کتاب اعمال کے اُنیس باب "زبانی روایات" کے ذریعے لکھے گئے ہیں اسی طرح "کتاب امثال" کے پانچ باب یعنی باب نمبر25 تا باب نمبر29 "حزقیاہ" کے عہد میں

ان زبانی روایتوں سے جمع کیئے گئے جو ان کے یہاں رائج تھیں ان روایات کی تدوین اور سلیمان علیہ السلام کی وفات کے درمیان دو سو ستر سال کا عرصہ ہے چنانچہ لکھا ہے کہ "یہ بھی سلیمانؑ کی امثال ہیں جن کی شاہ یہوداہ حزقیاہ کے لوگوں نے نقل کی تھی" (امثال ۲۵ :۱) علاوہ ازیں سینٹ پالی بت پرست مسیحی اپنے عقائد میں بھی بہت سی روایات کا اعتبار کرنے پر مجبور ہیں مثلاً" یہ کہ بیٹا جو ہر کے اعتبار سے باپ کے برابر ہے روح القدس ' باپ اور بیٹے سے نکلا ہے مسیحؑ دو طبیعتوں (الہٰی + انسانی) والا اور ایک اقنوم ہے وہ دو ارادوں والا ہے خدائی اور انسانی اور یہ کہ وہ مرنے کے بعد جہنم میں داخل ہوا وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ خرافات بعینہٖ "عہدنامہ جدید" میں کہیں نہیں پائی جاتیں لیکن سینٹ پالی مسیحی ان باتوں کے معتقد محض روایات اور تقلید جامد کی بناء پر ہوئے ہیں

کیا قرآن مصدق بائبل ہے؟ مغالطہ نمبر5

قارئین سینٹ پالی مسیحی مشنری ادارے قرآن مجید کو "کلام الہٰی" نہ سمجھنے کے باوجود موجودہ "بائبل کی صحت و حقانیت" ثابت کرنے کے لیئے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں اگر انہیں "بائبل" کے بارے میں "قرآن مجید" کی تصدیق منظور ہے تو انہیں چاہیئے کہ پورے "قرآن مجید" پر ایمان لائیں ہم مسلمان تو "بائبل" کے حوالہ جات اس لیئے دیتے ہیں کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ توریت ' زبور ' انجیل اور دیگر صحائف انبیاء علیہم السلام میں انسانی تحریف کے باوجود "وحی الہٰی" کی روشنی اب بھی موجود ہے چنانچہ "قرآن مجید" جن باتوں (توحید باری تعالیٰ ' رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بشارتیں ' قوانین قصاص و دیت ' سود و خنزیر کی حرمت ' مے نوشی کی ممانعت ' سزائے سنگسار ' مرتد ہونے کا جرم اور رشوت و عیاشی سے ممانعت وغیرہ) کی تصدیق کرتا ہے ہم

ان کو مانتے ہیں مگر سینٹ پالی مسیحی تو "قرآن مجید" کو بالکل "کلام اللہ" مانتے ہی نہیں بلکہ "قرآن مجید" کے بارے میں شکوک شبہات اور مغالطے پیدا کرکے مسلمانوں کو اس "قرآن مجید" سے دُور کرنے کے جتن کرتے ہیں

حالانکہ قرآن مجید میں ہی اللہ تعالیٰ نے دو ٹوک الفاظ میں فرمایا ہے کہ "اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے اس دین سے اہل کتاب (یہودیوں اور مسیحیوں) نے جو اختلاف کیا تو علم حاصل ہونے کے بعد آپس کی ضد سے کیا اور جو شخص اللہ کی آیتوں کو نہ مانے تو اللہ جلد حساب لینے والا ہے" (آل عمران ۱۹) "اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا" (آل عمران ۸۵) اب قرآن کا یہ حکم بھی مانیں کیوں نہیں مانتے؟

توریت اور مسیحؑ کی گواہی

توریت کو "غیر محرف" ثابت کرنے کے لیئے یہ مغالطہ بھی دیتے ہیں کہ اگر توریت میں تحریف ہو چکی تھی تو مسیح علیہ السلام نے کیوں توریت کی تصدیق کی؟ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی توریت کی تصدیق کی تھی" (آل عمران 50) مگر موجودہ "عہد نامہ عتیق" کی کل کتابوں کی تصدیق تو نہیں کی تھی ورنہ "رومن کاتھولک فرقہ" کے مطابق پرانے عہد نامہ میں موجود چھیالیس (46) اور "پروٹسٹنٹ فرقہ" کے مطابق اُنتالیس (39) کتابوں میں سے کس کتاب کی "عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام" نے تصدیق کی تھی ذرا بتلائیں تو سہی؟

ہدایت کس میں؟

قارئین یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید نے کہا ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لیئے تورہت اور انجیل کو نازل کیا گیا ہے؟ پوری آیت یوں ہے "اس (اللہ) نے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر سچی کتاب (قرآن مجید) کو نازل کیا جو پہلی آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی (اللہ) نے تورات اور انجیل کو نازل کیا جو اس (قرآن مجید) سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لیئے نازل کی گئیں اور (پھر قرآن) نازل کیا جو حق و باطل کو الگ الگ کردینے والا ہے بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں (قرآن مجید) کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ زبردست (اور) بدلہ لینے والا ہے" (آل عمران 3 تا 4) مندرجہ بالا آیات میں بڑی وضاحت سے یہ بات سامنے آگئی کہ تورہت اور انجیل ' قرآن مجید کے نزول سے پہلے لوگوں کے لیئے ہدایت تھیں مگر اب قرآن مجید حق و باطل میں فرق کرنے والا اور لوگوں کے لیئے ہدایت ہے اور اس قرآن مجید کا انکار کرنے والا سخت سزا پائے گا

موجودہ بائبل اور عہد نبوت

سینٹ پالی مشن یہ بھی مغالطہ دیتے ہیں کہ آج ہمارے پاس جو بائبل کا نسخہ موجود ہے بالکل یہی نسخہ "پیغمبر اسلام" صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں موجود تھا اگر بائبل کا یہ نسخہ "محرف" تھا تو "پیغمبر اسلام" صلی اللہ علیہ وسلم نے تورہت و انجیل کی تصدیق کیوں کی؟ قارئین حقیقت یہ ہے کہ "موسیٰ علیہ السلام" پر نازل ہونے والی "تورہت" اور عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام" پر نازل ہونے والی "انجیل" آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی بعثت سے پہلے ہی دنیا سے غائب ہو چکی تھیں آج کل "اصلی تورہت و انجیل" سے منسوب جو کتابیں دنیا میں موجود ہیں ان کی حیثیت محض "تاریخی کتب" کی سی

ہے جن میں سچے اور جھوٹے دونوں قسم کے واقعات جمع کر دیئے گئے ہیں باقی رہ گئے "پولس کے خطوط" وغیرہ تو اگر واقعتاً یہ اس کے ہوں بھی سہی تب بھی بائبل کے مطابق "سینٹ پال پولس" جس نے "شریعت اور مسیح علیہ السلام" کو لعنتی کہا (گلتیوں 3:10 تا 13) اور جھوٹ کا سہارا لینا جس کا طُرۂ امتیاز تھا (رومیوں 3:7 تا 8) فراڈ سے کام چلاتا تھا (نمبر1 کرنتھیوں 9:19 تا 23) ایسا شخص "سینٹ پالی مسیحیوں" کے نزدیک خواہ کتنا مقدس کیوں نہ ہو "اہل اسلام" اس کی بات ایک کوڑی میں بھی خریدنے کو تیار نہیں

جہاں تک "آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کے عہد کا تعلق ہے تو بلاشبہ آپؐ نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ مجھ سے پہلے "موسیٰ علیہ السلام" پر ایک کتاب "تورات" اور "عیسٰی ابن مریم علیہ السلام" پر ایک کتاب "انجیل" اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی تھیں لیکن آپؐ نے یہ کبھی نہیں کہا کہ میں "انجیل متی" کی تصدیق کرتا ہوں یا انجیل لوقا' مرقس یا یوحنا کی تصدیق کرتا ہوں یا یہ کہ "پرانے عہد نامہ" کی چھیالیس یا اُنتالیس کتابوں کی تصدیق کرتا ہوں

نور اور ہدایت

ایک اور مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ قرآن مجید نے توریت و انجیل میں ہدایت اور نور کا ہونا تسلیم کیا ہے (مائدہ 44 تا 46) اگر ان کتابوں میں تحریف یا ردو بدل ہو چکا ہوتا تو قرآن مجید ان میں ہدایت اور نور تسلیم نہ کرتا؟ قارئین بات پھر وہیں پر آجاتی ہے کہ قرآن مجید نے موجودہ بائبل کی بہتر(72) یا چھیاسٹھ کتابوں میں "نور وہدایت" کے متعلق بات نہیں کی بلکہ قرآن مجید کے بیان کے مطابق صرف دو کتابوں "تورات وانجیل" میں نور اور ہدایت کی باتیں موجود تھیں ان کے علاوہ باقی کتابوں میں سچ اور جھوٹ' کھرا

اور کھوٹا اس قدر مل چکا ہے کہ موجودہ پوری بائبل میں کھرے اور کھوٹے کے درمیان تمیز کرنا بھی دشوار ہے اس لیئے "تحریف اور ردوبدل" سے پاک قرآن مجید کو منصف اور جج مانتے ہوئے (نحل 64 نمل 76) بائبل کی کسی عبارت کے بارے میں جس کی تائید و تصدیق "قرآن مجید" کردے یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ "قرآن سے تصدیق شدہ عبارت" اپنے اندر "نور و ہدایت" رکھتی ہے لیکن چونکہ بائبل کی وہ عبارت' بات یا مسئلہ "قرآن مجید" میں بھی موجود ہے اور سابقہ منزل من اللہ کتب و صحائف کی تعلیمات کا نور غیر محرف اور صحیح کھری شکل میں قرآن مجید میں آچکا ہے اور قرآن مجید ان کا نگران اور مصدق ہے (مائدہ 48 احقاف 12) اس لیئے اہل اسلام کو بائبل کے غیر مستند' مشکوک اور تحریف شدہ ذخیرے کے نور سے ہدایت لینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اہل اسلام کے پاس مستند' غیر محرف اور صحیح کھری شکل میں "قرآن مجید" کا نور ہدایت کے لیئے کافی ہے

لیکن اس موجودہ بائبل کے بارے میں "سینٹ پالی مسیحی مشنوں کا یہ دعوٰی کہ پوری کی پوری بائبل" اللہ کا کلام" ہے اور اسی کو "قرآن مجید" نے نور وہدایت کہا ہے قطعاً" غلط ہے کیونکہ جب بائبل میں تحریف اور تبدیلی کردی گئی (جیسا کہ ہم آگے چل کر مختلف عنوانات کے تحت ثابت کریں گے) تو اب اس بائبل پر غیر مستند اور مشکوک ہونے کا دھبہ لگ چکا ہے اس لیئے پوری موجودہ بائبل کو غیر محرف اور نور وہدایت کی حامل کتاب نہیں کہہ سکتے اگر کہیں گے تو پھر سوال پیدا ہو گا کہ "سینٹ پال پولس رسول" نے بائبل کے "نور وہدایت" والے احکامات کو کیوں بدلا؟ سبت کے احکام کو کیوں توڑا؟ ختنہ کا حکم کیوں ختم کیا؟ شریعت کو لعنت کیوں قرار دیا؟ مسیح علیہ السلام کو لعنتی کیوں کہا؟ وغیرہ

وغیرہ یہی باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ "بائبل" مسیحیوں کے نزدیک بھی "نور و ہدایت" سے خالی ہے اسی لیئے "قرآن مجید" نے سابقہ کتب سماوی میں تحریف کی تصریح کرتے ہوئے بتایا کہ "ان لوگوں پر افسوس ہے جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھ کر یہ کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے آئی ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑا سا مال حاصل کرلیں" (بقرہ 79)

شک مٹانے کا حکم

قارئین "سینٹ پال مسیحی مشنریاں" یہ مغالطہ بھی ڈالتی ہیں کہ اگر بائبل میں تحریف ہوگئی تھی تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" سے یہ کیوں کہا؟ کہ اپنا شک رفع کرنے کے لیئے سابقہ منزل من اللہ کتابوں کی تلاوت کرنے والوں کی طرف رجوع کریں اور دلیل کے طور پر یہ آیت پیش کرتے ہیں "اگر تم (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بارے میں جو ہم نے آپؐ پر نازل کیا ہے کچھ شک ہو تو جو لوگ آپؐ سے پہلے کی (نازل شدہ) کتابیں پڑھتے ہیں ان سے پوچھ لیں کہ آپ کے رب کی طرف سے آپ کے پاس حق آچکا ہے تو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہونا" (یونس 94 انعام 115)

قارئین مندرجہ بالا آیت میں ہی بات بالکل واضح ہے کہ اے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ کو اس کے بارے میں شک ہو جو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تو قرآن مجید میں نازل ہونے والی وہ باتیں جو مندرجہ بالا آیت سے پہلے بالکل متصل بیان ہوئی ہیں مثلاً "بنی اسرائیل کی قومی تاریخ کے بعض اجزاء جن میں موسیٰ علیہ السلام ' فرعون اور اس کی قوم کی تباہی و غرقابی کی حکایات جو ابھی بیان ہوئی ہیں ان تاریخی حکایات کی صحت و حقانیت کے بارے میں بالفرض اگر آپ کو شک ہو تو ان واقعات کی تصدیق تو

سابقہ منزل من اللہ کتابوں کی تلاوت کرنے والے بھی کر دیں گے کہ آپ تک (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) وحی کی ذریعے پہنچنے والے واقعات و حالات بنی اسرائیل بالکل صحیح طور پر پہنچے ہیں اس لیئے آپ ان واقعات کی صحت اور حقانیت کے بارے میں شک نہ کریں "تفسیر ابن کثیر" میں ہے کہ اس آیت کے نزول پر آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے فرمایا نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے

انجیل سے فیصلہ کا حکم

یہ آیت بھی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہے کہ "اور اہل انجیل کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیئے جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے" (مائدہ 47) کہا جاتا ہے کہ اگر انجیل تحریف شدہ کتاب ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم اللہ تعالی کیوں دیتا؟ حالانکہ اس سے مراد یہ ہے کہ اہل انجیل ان احکامات اور ہدایات کی تعمیل کریں جو "قرآن مجید" کی تصدیق و تائید کے بعد "نور وہدایت" کے طور پر اب بھی اناجیل کے تاریخی ذخیرہ میں موجود ہیں

توحید

مثلاً" اللہ تعالی کی توحید کے بارے میں لکھاہے "اے اسرائیل سن خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے" (انجیل مرقس 12:29) "تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر" (متی 4:11 لوقا 4:8) اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں" (یوحنا 17:3) مندرجہ بالا دلائل کی رُو سے تین خداؤں کے بارے میں "عقیدہ تثلیث" کا رد ہوتا ہے

بشارات

آخری نبی "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کی رسالت کے بارے میں بشارات انجیل" اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے" (یوحنا 16:14) روح حق آئے گا (یوحنا 16: 12تا 13) روح القدس بھیجے گا (یوحنا 14: 25 تا 26) مددگار (یوحنا 16: 7) کونے کے سرے کا پتھر (متی 21: 42 تا 44) روح القدس اور آگ سے بپتسمہ دینے والا (متی 3: 11) بلکہ اگر اس سے آگے بڑھ کر بائبل کے مزید احکامات پر غور کریں تو یہ بھی لکھا ہوا ملتا ہے

مرتد کی سزا

دین توحید کو چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرنے کی سزا قتل بھی بائبل کے "عہد نامہ عتیق" میں موجود ہے مثلاً" (استثناء 13:6 تا 10 = 17:2 تا 7 گنتی باب نمبر25 احبار 16:24 خروج 32:27 تا 28)

قصاص و دیت

جان کے بدلے جان آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت ہاتھ کے بدلے ہاتھ وغیرہ (خروج 21:23 تا 25 احبار 24:20 استثناء 19:21)

سنگسار

شادی شدہ زانی کی سزا قتل ہے (احبار ۲۰ : ۱۰ تا ۱۶) کنوارے زانی کو سب کے سامنے سنگسار کریں (استثناء 22: 23 تا 24) اسلام کے قانون قصاص و دیت وحدود کو "کالے قوانین" کہنے والے سنجیدگی سے سوچیں

سود سے ممانعت

غریب تنگ دست بھائی کی مدد کرو اس کو قرضہ اگر دو تو سود نہ لو (خروج 22:

25 احبار 25: 35 تا 37 حزقی ایل 18: 8 یرمیاہ 15: 10) لیکن آج اہل بائبل کی معیشت ہی سود پر ہے

سؤر کا گوشت حرام

سؤر ناپاک ہے تم ان کا گوشت نہ کھانا اور ان کی لاشوں کو نہ چھونا وہ تمہارے لیئے ناپاک ہیں (احبار 11: 7 تا 8 استثناء 14: 8 یسعیاہ = 65: 4 = 66: 16 تا 17)(نمبر1 مکابین 1: 47 نمبر2 مکابین 6: 18 تا 20 = باب نمبر7 مکمل) لیکن آج سب سے زیادہ "سؤر خور" بائبل کے ماننے والے ہیں جنھوں نے باقاعدہ سؤر پالنے کے فارم بنائے ہوئے ہیں

مَے نوشی سے ممانعت

اور خداوند نے ہارونؑ سے کہا کہ تو یا تیرے بیٹے مَے یا شراب پی کر کبھی خیمہ اجتماع کے اندر داخل نہ ہونا تاکہ تم مَر نہ جاؤ یہ تمہارے لیئے نسل در نسل ہمیشہ تک ایک قانون رہے گا (احبار 10: 8 تا 9) اس کے علاوہ بھی (قضاۃ 13: 4=13: 13/14 یسعیاہ 5: 11 تا 12 لوقا 1: 15) کی رُو سے شراب یا مَے نوشی اور گانے بجانے کی ممانعت ملتی ہے مگر آج بھی سینٹ پالی بت پرست مسیحی یوخرسٹ (عشاء ربانی) کی تقریب میں روٹی اور مَے یعنی شراب کو اپنے "خداوند یسوع مسیحؑ" کا گوشت اور خون تصور کرکے کھا پی جاتے ہیں نیز شراب کے پرمٹ بھی حاصل کر رکھے ہیں لیکن "بائبل" سے شراب نوشی کی ممانعت ان کو نظر نہیں آتی (گلتیوں 5: 19 تا 21) (نمبر1 کرنتھیوں 6: 9 تا 10) (ہوسیع 4: 11)

رشوت سے ممانعت

تو رشوت نہ لینا (خروج 23:8 استثناء 16:18 تا 19 یسعیاہ 5:23)

طلاق کی اجازت

اگر کوئی مرد کسی عورت سے بیاہ کرے اور پیچھے اس میں کوئی ایسی بیہودہ بات پائے جس سے اس عورت کی طرف اس کی التفات نہ رہے تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے حوالہ کرے اور اسے اپنے گھر سے نکال دے (استثناء ۲۴:۱) اس طرح اور بھی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں

قرآن نگران مگر کس کا؟

کہا جاتا ہے کہ "قرآن مجید" تمام منزل من اللہ آسمانی کتب کی تصدیق کرنے کے علاوہ ان کتابوں پر " مہیمن" (نگران اور محافظ) ہے اس لیئے اگر سابقہ آسمانی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے تو پھر "قرآن مجید" ان کتابوں کی حفاظت اور تحریف سے محفوظ رکھنے کے فرائض سرانجام دینے میں ناکام رہا کیونکہ یہ قرآن ان کتابوں کا محافظ اور نگران تھا؟ دلیل کے طور پر قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی جاتی ہے "اور ہم نے آپ پر (اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) سچی کتاب (قرآن مجید کو) نازل کیا جو اپنے سے پہلی کتاب (کے سچے اور کھرے مضامین) کی تصدیق کرتا ہے اور اس پر نگران ہے" (مائدہ 48)

قارئین ہم اہل اسلام بھی تو یہی بات کہتے ہیں کہ "بائبل" کے جن مضامین و احکامات کی آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی سچی کتاب "قرآن مجید" تصدیق و تائید کرے وہ صحیح ہیں اور جن باتوں (تثلیث، ابنیت مسیحؑ، کفارہ، تصلیب مسیحؑ، بت پرستی وغیرہ) کی "قرآن مجید" تصدیق نہیں کرتا ہم اہل اسلام انہیں قطعاً" ماننے کو تیار نہیں

جیسا کہ پچھلے اشکال کا جواب دیتے ہوئے واضح کیا جا چکا ہے اس لیئے مندرجہ بالا آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا کہ "ہم نے نبی کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچی کتاب یعنی "قرآن مجید" کو نازل کیا جس قرآن میں سابقہ آسمانی کتب کی کھری اور سچی تعلیمات کو محفوظ کرکے "تحریف و تبدل" سے بچانے کے لیئے "قرآن مجید" کو ہی نگران مقرر کردیا اور "قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود رب کائنات "اللہ تعالیٰ" نے لے لیا" (حجر 9) اس لیئے اب ان برحق تعلیمات کے ضائع ہونے کا کوئی خطرہ نہیں سینٹ پالی بت پرست مسیحی قرآن مجید کے ان بیانات پر بھی غور کریں

مسیحی مشنریوں کو قرآنی جواب

"اور (یہودی و سینٹ پالی مسیحی) کہتے ہیں (اہل اسلام سے) کہ یہودی یا عیسائی ہو جاؤ تو سیدھے راستے پر لگ جاؤ گے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے) کہہ دیں (نہیں) بلکہ (ہم) دین ابراہیم (علیہ السلام اختیار کیئے ہوئے ہیں) جو ایک اللہ کے (وفادار بندے) بن کر رہے تھے اور (تمہاری طرح) مشرکوں میں سے نہ تھے" (بقرہ 135) "ابراہیم (علیہ السلام) نہ یہودی تھے اور نہ ہی (سینٹ پالی بت پرست مسیحیوں کی طرح) عیسائی تھے بلکہ سب (شرکیہ عقائد و نظریات) سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو کر رہے تھے اور اسی کے فرمانبردار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے بے شک ابراہیم (علیہ السلام) سے قرب رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو ان کی پیروی کرتے ہیں مثلاً "یہ نبی (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اور وہ (مسلمان) لوگ جو (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر) ایمان لائے ہیں اور اللہ (بھی شرک سے بیزار) مومنوں کا دوست (کارساز) ہے" (آل عمران 67 تا 68)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا "آپ کہہ دیں کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو کتاب ہم پر نازل ہوئی (قرآن مجید) اور جو صحیفے ابراہیم (علیہ السلام) اور اسماعیل (علیہ السلام) اور اسحاق (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) اور ان کی اولاد پر نازل ہوئے اور جو کتابیں موسیٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (ابن مریم علیہ السلام) اور دوسرے انبیاء (علیہم السلام) کو رب کی طرف سے ملیں سب پر ایمان لائے ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم (اہل اسلام) اسی (اللہ واحد) کے فرمانبردار ہیں اور جو شخص اسلام کے سوا (اب) کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ (دین و مذہب) اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا (دین اسلام قبول نہ کرنے والا) شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا" (آل عمران 84 تا 85)(بقرہ 136)

اسلام نیا دین نہیں

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی (قرآنی) بھیجی ہے جس طرح نوح (علیہ السلام) اور ان کے بعد والے انبیاء (علیہم السلام) کی طرف بھیجی تھی اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان (علیہم السلام) کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی اور داؤد (علیہ السلام) کو زبور (کتاب) عطا کی تھی (یعنی دین اسلام کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ اسی اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور نازل کردہ دین ہے جس اللہ تعالیٰ نے سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر شریعتیں نازل کی تھیں) اور بہت سے پیغمبر ہیں جن کے حالات ہم تم سے اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں اور بہت سے پیغمبر ایسے ہیں جن کے حالات تم سے بیان ہی

نہیں کیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) سے تو اللہ نے باتیں بھی کیں (سب) پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ رسولوں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ تعالیٰ پر حجت کا موقع نہ رہے اور اللہ حکمت والا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو (قرآن مجید) آپ پر (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نازل کیا ہے اس کے بارے میں اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس نے اپنے علم سے (قرآن مجید) نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور گواہ تو اللہ ہی کافی ہے" (نساء 163 تا 166)

عقائد درست کرو

"اے لوگو اللہ کا رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے حق بات (دین اسلام) لے کر آگیا ہے تو ان پر ایمان لاؤ یہی تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر کفر کرو گے تو (جان رکھو کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے اے اہل کتاب (یہودیو اور مسیحیو) اپنے دین (کی بات) میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو مسیح (یعنی) عیسیٰ ابن مریم (علیہ السلام نہ اللہ تھے نہ ہی اللہ کے بیٹے تھے بلکہ) اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ (بشارت) تھے جو اس نے مریم (سلام اللہ علیھا) کی طرف بھیجا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح تھے تو اللہ اور اس کے رسولوں (جن میں آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں) پر ایمان لاؤ اور (یہ) نہ کہو (کہ اللہ) تین ہیں (تثلیث نہ مانو بلکہ اس اعتقاد سے ہی) باز آجاؤ کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اللہ ہی معبود واحد ہے اور اولاد سے پاک ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے مسیح (علیہ السلام) کو اس بات سے کوئی عار نہیں کہ وہ اللہ کے

بندے بنیں اور نہ مقرب فرشتے (عار رکھتے ہیں) اور جو شخص اللہ کا بندہ بننے کو موجب عار سمجھے اور سرکشی کرے تو (آخر کار) اللہ سب کو اپنے پاس جمع کر (ہی) لے گا تو جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے وہ (اللہ) ان کو ان کا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے (کچھ) زیادہ بھی عنایت کرے گا اور جنھوں نے (بندہ بننے سے) عار و انکار اور تکبر کیا ان کو وہ (اللہ) تکلیف دینے والا عذاب دے گا اور وہ اللہ کے سوا اپنا حامی اور مددگار (بھی) نہ پائیں گے" (نساء 170 تا 174)

"کہو کہ اے اہل کتاب تم ہم (اہل اسلام) میں برائی ہی کیا دیکھتے ہو مگر یہ کہ ہم (مسلمان) اللہ پر اور جو (قرآن مجید) ہم (مسلمانوں کے نبی علیہ السلام) پر نازل ہوا اور جو (آسانی سچی کتابیں) اس سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان لائے ہیں (کیا یہ ایمان تمہیں بُرا کام نظر آتا ہے حالانکہ) اور تم (یہودیوں اور مسیحیوں) میں اکثریت بدکار لوگوں کی ہے کہو کہ میں تمہیں بتاؤں اللہ کے نزدیک اس سے بھی بدتر جزا پانے والے کون ہیں؟ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور جن پر وہ غضبناک ہوا اور (جن کو) ان میں سے بندر اور خنزیر بنا دیا اور جنھوں نے شیطان کی پرستش کی ایسے (مشرک ونافرمان) لوگوں کا بُرا ٹھکانا (جہنم) ہے اور وہ سیدھے راستے (دین توحید) سے بہت دُور ہیں" (مائدہ 59 تا 60)

اب وہ شرک کیا تھا جس کو مسیحیوں نے اپنا کر کفر کیا؟ تو قرآن مجید نے وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ "وہ لوگ بلاشبہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم (علیہ السلام) ہی اللہ ہے حالانکہ مسیح (علیہ السلام بنی اسرائیل سے) یہ کہا کرتے تھے کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے بے شک

جس نے بھی اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ اس پر جنت (کا داخلہ) حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں یقیناً وہ لوگ بھی کافر ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ تین (اقنوموں) میں سے تیسرا (اقنوم) ہے (تثلیث کا گھن چکر) حالانکہ اس الٰہ واحد (اللہ) کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اگر یہ (سینٹ پالی بت پرست مسیحی) ایسی باتوں (اور عقائد) سے باز نہ آئے تو ان میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے تو یہ اللہ کے آگے کیوں توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی کیوں نہیں مانگتے (حالانکہ) اللہ تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے مسیح ابن مریم (علیہ السلام) تو صرف (اللہ کے) رسول تھے ان سے پہلے بھی بہت سے رسول (علیہم السلام) گزر چکے تھے اور ان (مسیح علیہ السلام) کی والدہ صدیقہ (سچی اور پاکدامن) تھیں (نہ کہ بقول یہود و تالمود بدکار) دونوں (ماں بیٹا انسان تھے اس لیئے) کھانا کھاتے تھے (لہٰذا جو کھانا کھائے وہ نہ تو معبود ہو سکتا ہے اور نہ ہی کھانے پینے کی حاجت سے پاک اللہ تعالیٰ کا بیٹا بن کر اس کے اقتدار و تخلیقات میں شریک بن سکتا ہے) دیکھو ہم ان لوگوں کے لیئے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر بھی دیکھو کہ یہ (کس طرح دین توحید اسلام کو چھوڑ کر شرک و کفر کی طرف) الٹے جارہے ہیں کہو کہ تم اللہ کے سوا دوسروں کی کیوں عبادت کرتے ہو جب کہ وہ تمہارے نفع و نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور اللہ ہی (سب کی) سننے والا اور (سب کچھ) جاننے والا ہے کہہ دو کہ اے اہل کتاب اپنے دین (کی باتوں) میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے (بت پرست مشرک اور کافر) لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو پہلے (خود) گمراہ ہوئے (اور انہوں نے) بہت سے دوسرے لوگوں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے (مثال کے طور

پر) جو لوگ بنی اسرائیل میں سے کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسٰی ابن مریم (علیہم السلام) کی زبان سے لعنت کی گئی اس لیئے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کر جاتے تھے (علاوہ ازیں) بُرے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے بلاشبہ وہ بہت بُرا کرتے تھے (کہ نہ تو خود گمراہی سے باز آتے اور نہ ہی دوسروں کو گمراہی سے روکتے)" (مائدہ 72 تا 79)

قیامت کا دن

مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیھا جب قیامت کے دن اللہ تعالٰی کے حضور پیش ہوں گے تو اس وقت کا نقشہ قرآن مجید نے اس طرح کھینچا کہ "اور جب اللہ تعالٰی فرمائے گا کہ اے عیسٰی ابن مریم (علیہ السلام) کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے علاوہ مجھے اور میری والدہ (مریم سلام اللہ علیھا) کو الٰہ بنالو؟ تو (مسیح علیہ السلام) عرض کریں گے کہ (اے اللہ) تو (شرک سے) پاک ہے مجھے یہ زیب دیتا تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے کوئی حق ہی نہیں تھا اگر (بالفرض) میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو یقیناً آپ کو اس کا علم ہوتا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے اسے آپ جانتے ہیں اور آپ کے دل کی بات میں نہیں جانتا بے شک آپ ہی غیب (اور پوشیدہ باتوں) کے جاننے والے ہیں میں نے تو ان (بنی اسرائیل) سے سوائے اس (بات) کے اور کچھ نہیں کہا جس (بات) کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا وہ یہ کہ (بجائے تثلیث پرستی، مسیح پرستی، یوسف پرستی، مریم پرستی، صلیب پرستی، مقدسین پرستی، تبرکات پرستی، بت پرستی، تصویر پرستی اور شبیہہ پرستی کے) اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان (بنی اسرائیل) کے حالات کی خبر رکھتا رہا جب آپ

نے مجھے دنیا سے اٹھالیا تو تب سے آپ ہی ان پر نگران ہیں اور آپ تو ہر چیز سے خبردار ہیں" (مائدہ 116 تا 117)

قارئین مندرجہ بالا آیت میں مسیح ابن مریم علیہ السلام کی زبان سے "مسیح پرستی اور مریم پرستی" کارد اور ان عقائد سے بیزاری کا اظہار واضح کرتے ہوئے قرآن مجید نے بائبل کے اس نظریہ کی بھی تردید کردی "کیونکہ باپ کسی کی بھی عدالت نہیں کرتا بلکہ اس نے عدالت کا سارا کام بیٹے کے سپرد کیا ہے" (انجیل یوحنا 5: 22) قرآن مجید سے واضح ہوتا ہے کہ "قیامت کے دن عدالت کا کام اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہوگا" (فاتحہ 3 (انفطار 19) مسیح ابن مریم علیہ السلام کے سپرد نہیں ہو گا اسی لیئے تو باقی مخلوقات کی طرح مسیح علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر اپنی صفائی پیش کریں گے اور اپنی عاجزی کا اظہار کریں گے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت، جلال، جباریت اور تمام مخلوقات کی محتاجی، عاجزی، مغلوبیت وبے چارگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "جو لوگ اس (عقیدہ و نظریہ) کے قائل ہیں کہ مسیح ابن مریم (علیہ السلام) ہی تو اللہ ہے وہ بے شک کافر ہیں (ان نظریات کے حاملین سے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ) کہہ دیں کہ اگر اللہ (تعالیٰ) مسیح ابن مریم (علیہ السلام) کو اور ان کی والدہ (مریم سلام اللہ علیہا) کو اور جو کوئی بھی زمین پر ہے سب (مخلوقات) کو ہلاک کرنا چاہے تو کون ہے جو اللہ (تعالیٰ) سے ذرہ برابر بھی (ہلاکت سے) بچانے کا اختیار رکھتا ہو؟ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب پر اللہ کی بادشاہی ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے" (مائدہ 17)

خبردار

"اے کتاب والو (یہودیو اور مسیحیو) قبل اس کے کہ ہم (تمہارے) چہروں کو بگاڑ کر پیٹھ کی طرف پھیردیں یا اس طرح لعنت کریں جس طرح ہفتے (سبت توڑنے) والوں پر کی تھی ہماری نازل کی ہوئی کتاب (قرآن مجید) پر جو تمہاری کتاب کی (سچی نہ کہ ملاوٹی باتوں کی) تصدیق کرتی ہے ایمان لے آؤ اور اللہ نے جو حکم فرمایا تو (سمجھ لو کہ) ہو چکا اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا جس گناہ کو چاہے معاف کردے جس نے اللہ کا شریک مقرر کیا اس نے بہت بڑا بہتان باندھا" (نساء 47 تا 48)" بے شک جن لوگوں نے ہماری آیتوں (قرآن مجید) سے کفر کیا ان کو ہم عنقریب آگ میں داخل کریں گے جب ان کی کھالیں جل (کر راکھ ہو) جائیں گی تو ہم اور کھالیں بدل دیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب (کامزہ) چکھتے رہیں بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے اور جو(شرک اور کفر سے توبہ کرکے) ایمان لے آئے اور عمل صالح کرتے رہے ان کو ہم جنتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہاں ان کے لیئے پاک بیویاں ہیں اور ان کو ہم گھنے سائے میں داخل کریں گے" (نساء 56 تا 57)

اتمام حجت

قارئین جب قرآن مجید نے بڑے ہی واضح اور ناصحانہ انداز میں یہودیوں اور سینٹ پالی مسیحیوں کو دلائل کے ساتھ سمجھایا اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا رد عمل یہ بیان کیا کہ "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح

اپنے بیٹوں کو (بلاشک و شبہ) پہچانا کرتے ہیں مگر ایک فریق ان میں سے حق بات کو جان بوجھ کر چھپا رہا ہے" (بقرہ 146)

گھمنڈ

اور بجائے دین اسلام قبول کرنے کے الٹا یہ گھمنڈ بھی ساتھ کرتے ہیں " اور (یہودی و مسیحی) کہتے ہیں کہ یہودیوں اور نصرانیوں (سینٹ پالی بت پرست مسیحیوں) کے سوا جنت میں کوئی نہیں جائے گا یہ ان لوگوں کے باطل خیالات ہیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے) کہہ دیں کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو (کہ باوجود شرک جیسا جرم کرنے کے اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں داخلے کا پروانہ دے رکھا ہے ثبوت لاؤ) ہاں جو شخص اللہ کے آگے گردن جھکا دے (یعنی ایمان لے آئے) اور وہ نیک کام بھی کرے (یعنی خالی خولی ایمان کا دعویدار ہی نہ ہو بلکہ شریعت کے احکامات پر عمل کرکے ایمان کا ثبوت بھی پیش کرے) تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے اور ایسے لوگوں کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمناک ہوں گے (جنت میں جانے کے دعویداروں کی اپنی دینی حالت تو یہ ہے کہ) اور یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ (مسیحی صحیح) راستے پر نہیں اور نصاریٰ (مسیحی) کہتے ہیں کہ یہودی (صحیح) راستے پر نہیں حالانکہ وہ (دونوں) کتاب پڑھتے ہیں (لیکن پھر بھی اختلافات ختم کرنے پر تیار نہیں) اسی طرح بالکل انہیں جیسی بات وہ لوگ بھی کہتے ہیں جو (کچھ) نہیں جانتے (مشرکین) تو جس بات میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں اللہ قیامت کے دن اس کا ان میں فیصلہ کر دے گا" (بقرہ 111 تا 113)

اندرونی حالت

"اور تم (اے مسلمانو) دیکھو گے کہ ان (اہل کتاب) میں اکثر گناہ اور زیادتی اور حرام کھانے میں جلدی کرنے والے ہیں بے شک یہ جو کچھ کرتے ہیں بہت بُرا کرتے ہیں بھلا ان کے (بائبل کا علم رکھنے والے) یہودی ربی اور پادری (بشپ و پوپ وغیرہ) انہیں گناہ کی باتوں (شرک وغیرہ) اور حرام کھانے (سود' سوّر' رشوت وغیرہ) سے منع کیوں نہیں کرتے بلاشبہ وہ بھی بہت بُرا کرتے ہیں" (مائدہ 62 تا 63)

اہل اسلام کو خطاب

"اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ نصارٰی (سینٹ پالی مسیحی) یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کر لو (ان اہل کتاب سے) کہہ دیں کہ اللہ کی (دی ہوئی) ہدایت (دین اسلام) ہی اصل ہدایت ہے اگر آپ بھی (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پاس علم کے آجانے کے باوجود ان کی خواہشات پر چل پڑے (بالفرض و محال) تو آپ کو اللہ (کی پکڑ) سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہو گا نہ مددگار" (بقرہ 120)

"اے ایمان والو یہود و نصارٰی کو دوست نہ بناؤ یہ (آپس میں اہل اسلام کے خلاف) ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہو گا بے شک اللہ (ایسے) ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا تو جن لوگوں کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے تم (اے مسلمانو) ان کو دیکھو گے کہ ان (یہودیوں اور مسیحیوں کے قدموں) میں دوڑ دوڑ کے جاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہمیں خوف ہے کہ کہیں ہم پر کوئی مشکل اور کڑا وقت نہ آ جائے (اس لیئے مشکل وقت میں ان سے مدد حاصل کرنے کے لیئے دوستی لگا کر رکھی ہے ورنہ اور کوئی وجہ نہیں) پس عنقریب اگر اللہ (مغلوب مسلمانوں کو فتح و نصرت عطا کرے (جس سے مسلمان اہل کتاب پر غالب آجائیں) یا اپنی طرف سے

کوئی اور حکم (بھیج دے) پھر یہ (اہل کتاب سے دوستی کرنے والے) اپنے دل کی باتوں (مسلم بنیاد پرستی کو کچلنے کے لیئے یہودیوں اور سینٹ پالی مسیحیوں سے کیئے گئے خفیہ معاہدوں) پر جو چھپایا کرتے تھے (تاکہ ہم نام نہاد مسلمانوں کی عیاشیوں میں خلل نہ آئے) نادم ہو کر رہ جائیں گے اور (اس وقت) مسلمان (ان بے بنیادوں کو دیکھ کر تعجب سے) کہیں گے کہ کیا یہ وہی ہیں جو اللہ کی بڑی پکی قسمیں کھایا کرتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ان (نام نہاد مسلمانوں) کے عمل ضائع ہو گئے اور وہ خسارے میں پڑ گئے" (مائدہ 51 تا 53)

فراڈ سے بچو

"اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو کتاب (قرآن مجید) مومنوں (مسلمانوں کے نبیؐ) پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو (یعنی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرو یا قبول اسلام کا جھوٹا اعلان کرو اور مسلمانوں سے تالیف قلب کے لیئے دی گئی امدادی رقوم بٹور کر) اس کے (کچھ عرصے بعد کسی اور جگہ جا کر اسلام سے) مرتد ہونے کا اعلان کرو تاکہ (اول تو مسلمان شک و شبہ میں پڑ کے اپنے دین اسلام سے) کنارہ کر لیں (دوم یہ کہ سینٹ پالی بت پرست مسیحی مشنری ادارے ایسے فراڈیوں کی فہرست مرتب کر کے بیرون ملک صلیبی مالیاتی اداروں کو ارسال کریں اور اس کے بدلہ میں سینٹ پالی بت پرستی کی بشارتی سرگرمیوں کے لیئے فنڈز وصول کر کے گلچھرے اڑائیں پاکستان کے شہر لاہور میں "پادری فورمین" نے یہی کردار ادا کیا جس کی خدمات کے اعتراف میں برٹش گورنمنٹ نے اسے "نائٹ ہڈ" کا خطاب دیا اور اس کے نام پر "فورمین کرسچن کالج" کی بنیاد رکھی) اور (یہ بھی آپس میں کہتے ہیں کہ) اپنے دین

کے سوا کسی اور دین کے پیروکار نہ بن جانا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں کہ ہدایت تو اللہ ہی کی (دی ہوئی) ہدایت ہے (وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ) یہ بھی (نہ ماننا) کہ جو چیز (کتاب) تم کو ملی ہے ویسی (کتاب یعنی قرآن مجید) کسی اور کو بھی ملے گی کہیں وہ (مسلمان) اللہ کے رُوبرو اتمام حجت کا دعویٰ نہ کردیں (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے) کہہ دیں کہ فضل (کتاب اور نبوت سے نوازنا) تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے (کتاب و نبوت) دیتا ہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے وہ اپنی رحمت سے جس کو چاہتا ہے خاص کرلیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے" (آل عمران 72 تا 74)

مسلمانوں کو تلقین

اس لیئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمانبردار مسلمان بندوں کو یہودیوں ' سینٹ پالی عیسیوں ' بت پرست و مشرک قوموں اور منافقوں کی سازشوں اور اہل اسلام کو کچلنے کے لیئے ان کے خفیہ معاہدوں اور دشمنیوں سے محفوظ رکھنے کے لیئے خبردار کرتے ہوئے دوستی کا حق ادا کیا اور واضح طور پر مسلمانوں کو متنبہ کردیا کہ "اے ایمان والو کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو (اپنے معاملات میں) اپنا رازدار نہ بنانا(یعنی ان کو کلیدی اور اہم پوسٹوں پر نہ بٹھا دینا کیونکہ یہ جس پوسٹ پر بھی فائز ہوں گے) یہ لوگ تمہیں (جتنا ان کا بس چل سکے ہر معاملے میں تکلیف اور نقصان پہنچانے ' فتنہ برپا کرنے ' امن وامان تباہ کرنے ' اہم راز چُرا کر تمہارے دشمنوں تک پہنچانے ' داخلی ' خارجی ' اقتصادی ' ثقافتی ' تعلیمی ' دفائی ' ترقیاتی غرض تمام امور میں) خراب کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ممکن ہو سکے) تمہیں تکلیف پہنچے ان کی زبانوں سے

تو (اہل اسلام کے خلاف الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا کے ذریعے زہر اگلنا' انہیں شدت پسند' رجعت پسند' قدامت پسند' متعصب وبنیاد پرست کے طعنے دینا اسلام کے قوانین عدل و انصاف یعنی قصاص ودیت اور حدود وغیرہ کو کالے قوانین کہنا توہین رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کرنا اور ارتکاب کرنے والوں کو ہر ممکنہ سفارتی دباؤ و اقتصادی پابندیوں کی دھمکی' دہشت گرد ممالک کی لسٹ میں نام لکھنے کی دھمکی' خانہ جنگی کی وہانے میں دھکیل دینے کی عزائم جیسے ذرائع استعمال کر کے تحفظ پہنچا کر) دشمنی ظاہر ہو ہی چکی ہے اور جو (بغض' حسد اور کینے) ان کے سینوں میں چھپے ہوئے ہیں (مسلمانوں کے خلاف) وہ (تو ان کی زبانوں کے اظہار سے بھی) کہیں زیادہ ہیں اگر تم (اے اہل اسلام) عقل رکھتے ہو (اور ان کافروں مشرکوں اور منافقوں کی سازشوں کے نقصانات سے بچنا چاہتے ہو) تو ہم نے تم کو اپنی آیتیں کھول کھول کر سنادی ہیں دیکھو تم (تو پھر بھی اے مسلمانو ایسے نرم دل) لوگ ہو کہ ان (کافروں) سے دوستی لگالیتے ہو مگر وہ (کافر' مشرک اور منافق) تم سے دوستی نہیں رکھتے (خود غرضانہ ومکارانہ مطلب پرست دوستی کے) حالانکہ تم سب کتابوں (کی قرآن سے تصدیق شدہ تعلیمات) پر ایمان رکھتے ہو (لیکن وہ قرآن مجید کو سچی کتاب نہیں مانتے) اور جب تم سے ملتے ہیں (مذاکرات کی میز پر تو اپنا مطلب نکالنے کے لیئے مکارانہ طور پر اسلام کے نظام اور خوبیوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ) ہم ایمان لائے ہیں اور جب (مذاکرات کی میز پر مکارانہ گفت وشنید سے فارغ ہو کر تم سے) الگ ہوتے ہیں تو (اپنے خفیہ اجلاسوں میں) تم پر غصے (حسد' بغض اور جلن) کے سبب اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کر کھاتے ہیں (کہ ہائے ہائے اہل اسلام کے پاس ایٹمی ٹیکنالوجی' معدنی ذخائر' تیل کی دولت' افرادی قوت اور دین اسلام جیسا عالمی نظام کیوں

ہے) کہہ دیں کہ (اپنے بغض اور حسد کی وجہ سے کڑھ کڑھ کر) غصے میں مر جاؤ بے شک اللہ تمہارے دلوں کی (اہل اسلام کے خلاف سازشوں والی) باتوں سے خوب واقف ہے اگر تمہیں (اے مسلمانو) فائدہ حاصل ہوتا ہو تو ان (یہودیوں ' سینٹ پالی مسیحیوں ' ہندوؤں ' بدھوں ' مجوسیوں 'کیمونسٹوں اور مشرکوں) کو بہت بُرا لگتا ہے اور اگر (ان کافروں اور انسانی حقوق کے نام نہاد علمبرداروں کی طرف سے دنیا کے کسی خطے میں مظلوم اور نہتے مسلمان مردوں ' عورتوں اور بچوں کا بے دریغ خون بہایا جارہا ہو' آبروئیں اور عصمتیں لوٹی جارہی ہوں' مسجدیں شہید کی جارہی ہوں' مسجدوں میں نمازیوں پر فائرنگ اور بم دھماکے کیئے جارہے ہوں' اہل اسلام میں فرقہ واریت ' علاقائی ولسانی تعصبات پھیلا کر امن وامان تباہ کیا جارہا ہو' کرپشن 'لوٹ کھسوٹ ' عیاشیوں اور فحش پروگراموں کا عادی بنا کے سودی قرضوں میں جکڑ کر دیوالیہ بنایا جارہا ہو' ایٹمی پروگرام اپنے ایجنٹوں کے ذریعے رول بیک کیئے جارہے ہوں' اہل اسلام کو مسلم بنیاد پرستی کے طعنے سے ڈرا کر دین اسلام سے دُور کیا جارہا ہو' سٹاک ایکس چینج کے سٹے بازجواریوں کے ذریعے ان کی کرنسی کی قیمت گرا کے اقتصادی بحران پیدا کیا جارہا ہو' غرض جن جن کاموں سے دین اسلام اور مسلمانوں کو) نقصان پہنچے تو (یہ کافر قومیں بڑی ہی) خوش ہوتی ہیں اور اگر تم (اے مسلمانو جہادی ٹریننگ لے کر ان کافروں اور مشرکوں کے مقابلے میں) استقامت سے ڈٹ جاؤ اور (ان کافروں کے پروگراموں اور اسلحہ سے نہیں بلکہ اپنے اللہ سے) ڈرتے رہو تو ان کے مکروفریب تمہیں کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بے شک یہ (کافر قومیں اپنی تیار کردہ سازشوں کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیئے) جو کچھ کرتی ہیں اللہ ان پر احاطہ (کریک ڈاؤن) کیئے ہوئے ہے" (آل عمران 118 تا 120)

اسلحہ سے غافل کرنا

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ اے مسلمانو "کافروں کی یہ چاہت ہے کہ اے کاش تم (اے مسلمانو ذرا ایک لمحہ کے لیئے مسلم بنیاد پرستی ' شدت پسندی ' دہشت گردی اور انتہا پسندی کے طعنوں سے ڈر کر جہاد کی "پچ" اور گراؤنڈ چھوڑ کر" جس میں صرف تمہاری ہی فتح ہے چاہے تم قتل ہو کر شہید ہو جاؤ یا جیت کر غازی بن جاؤ شکست بہرحال کافروں کا ہی مقدر ہے (نساء 74)" عیاشیوں ' فحاشیوں ' ٹی وی ' وی سی آر ' ڈش کے گندے میوزیکل و فحش پروگراموں میں مست ہو کر) اپنے جہادی اسلحہ اور اسلحہ چلانے کی ٹیکنیک (جنگی اصولوں اور کاروائیوں) سے غافل ہو جاؤ(تب کافر فوجیں تمہیں عیاشیوں میں مست دیکھ کر تر نوالہ سمجھتے ہوئے) پھر تم پر اچانک ایک ہی دفعہ حملہ کر کے (نیست و نابود کر کے رکھ دیں)" (نساء 102) کیونکہ "یہ (کافر) لوگ ہمیشہ (امن کے نام نہاد جھنڈے اٹھانے کے باوجود) تم سے قتال (اور قتال کے لیئے ہر قسم کا مہلک ترین اسلحہ تیار) کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان کا بس چلے تو تمہیں تمہارے دین (اسلام) سے پھیر دیں (بقرہ 217)" اس لیئے تم بھی استطاعت کے مطابق جہاد و قتال کی تیاری ضرور کرو (انفال 60 توبہ 14 تا 15 توبہ 5 انفال 12 توبہ 29 تا 33)

ذیل میں ایک مسیحی جریدہ کی زبانی سے نیو انگلش بائبل کے متعلق کچھ بات فرمایئے۔ کاتھولک نقیب لاہور لکھتا ہے کہ:

"یہودی سازشی ٹولہ نے مسیحیت کو دو ہزار سال غلطی گردانتے ہوئے مسیحیت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیئے مسیحی قوم کے آزاد خیال علمائے دین (پادری و بشپ صاحبان) کو کروڑوں ڈالر کے بل بوتے پر اپنے اعتماد میں لے کر ۱۹۶۱ء میں بائبل کا ایک ایسا ترجمہ یعنی نیو انگلش بائبل شائع کرا دیا۔ اس کا نہ تو قدیم طومار سے کوئی تعلق تھا نہ ہی مسیحی متحدہ conon (مستند مسیحی کتب مقدمہ) سے کوئی واسطہ' لہٰذا انہوں نے عہد عتیق کی ان تمام آیات کا جہاں سے مقدسہ مریم کے بے داغ کنواری ہونے کے ثبوت ملتے تھے' وہاں "جوان عورت" ترجمہ کر کے مسیحیوں کے ذہنوں میں شک ڈال کر لاکھوں مسیحیوں کو اس حقیقت سے اغوا کر کے مذہب سے بے گانہ اور سرد مہر کر کے رکھ دیا۔"

(یکم اگست ۱۹۹۱ء) راسخ الاعتقاد مسیحیت کے علمبردار ماہنامہ کلام حق بابت ماہ فروری ۱۹۹۳ء میں صاف اقرار کیا گیا ہے کہ:

"ایک شیطانی جماعت کے ۱۸۹۳ پادریوں نے مل کر بائبل میں بنیادی تبدیلیاں کر دی ہیں۔ انہوں نے (R - S - V) اردو انگلش بائبلیں شائع کر کے شیطانی جنگ کو بھڑکا دیا ہے۔ انہوں نے بائبل سے درجنوں آیات نکال دی ہیں' نیز مسیحیت کے کئی بنیادی مسائل کا انکار کر دیا ہے۔ مثلاً یسعیاہ ۷ : ۱۴ میں کنواری کے بجائے جوان عورت ترجمہ کیا ہے' مسیح کی قیامت اور مخلصی کا انکار کر دیا ہے۔ نیز انہوں نے یہ نظریہ قائم کیا ہے کہ بائبل کلام الٰہی نہیں بلکہ بائبل میں کلام الٰہی ہے۔" (ملاحظہ فرمایئے ماہنامہ کلام حق بابت ماہ فروری ۱۹۹۳ء)

اسی طرح مسیحیت کے علمبردار "قاصد جلیل" بابت فروری ۱۹۹۳ء کے شمارہ میں ایک شیطانی بائبل کا انکشاف کیا ہے جس میں انہوں نے بالکل الٹ پلٹ کر دیا ہے مثلاً: "مبارک ہیں وہ جو توانا اور مضبوط ہیں وہ ساری زمین کے وارث ہیں۔" اب ان تمام شواہد و مشاہدات کے ہوتے ہوئے کوئی عقلمند انسان کیسے صحت بائبل کی بات کر سکتا ہے؟

باب سوم

بائبل اور توہین رسالت

قارئین قرآن مجید نے مکمل اور تمام کی تمام "بائبل" کی تصدیق اس لیئے نہیں کی کیونکہ الہامی کلام کے ساتھ ساتھ انسانی کلام کی آمیزش کی وجہ سے بائبل محرف ہو چکی ہے اسی لیئے تو قرآن مجید نے بائبل کے اس حصہ کی تصدیق کی ہے جو قرآن مجید کے احکامات اور واقعات کے مطابق ہے ورنہ اگر بائبل کا مکمل مطالعہ کیا جائے تو اس میں انبیاء کرام علیہم السلام ان کے آباء واجداد اور ان کی اولادوں کے بارے میں ایسے عجیب اور فحش مضامین پڑھنے کو ملیں گے کہ جن کو پڑھ کے آنکھیں حیا سے پُرنم ہو کر جھک جاتی ہیں (العیاذ باللہ) لیکن پہلے ذرا یہ بھی پڑھ لیں کہ بائبل نے "خدا" کا تعارف کس طرح کرایا ہے

بائبلی خداوند خدا

خداوند نے چھ دنوں میں آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کرکے تازہ دم ہوا (خروج 17:31) گویا کہ بائبل کے خداوند کو بھی تھکاوٹ دور کرنے کیلئے آرام کرکے تازہ دم ہونا پڑتا ہے بائبل کے خداوند نے ایوبؑ سے کہا "پھر وہ کون ہے جو میرے سامنے کھڑا ہو سکے...... اس (خداوند) کے جبڑوں کے بیچ کون آئے گا؟ اس کے منہ کے کواڑوں کو کون کھول سکتا ہے؟ اس کے دانتوں کا دائرہ وہشتناک ہے...... اس کی چھینکیں نور افشانی کرتی ہیں اس کی آنکھیں صبح کے پپوٹوں کی طرح ہیں اس کے منہ سے جلتی مشعلیں نکلتی ہیں اور آگ کی چنگاریاں اڑتی ہیں اس کے نتھنوں سے دھواں نکلتا ہے گویا کھولتی دیگ اور سلگتے سرکنڈے سے' اس کا سانس کوئلوں کو دہکا دیتا ہے اور اس کے منہ سے شعلے

نکلتے ہیں طاقت اس کی گردن میں بستی ہے اور دہشت اس کے آگے آگے چلتی ہے اس کے گوشت کی تہیں آپس میں جڑی ہوئی ہیں وہ اس پر خوب سٹی ہیں اور ہٹ نہیں سکتیں اس کا دل پتھر کی طرح مضبوط ہے بلکہ چکی کے نچلے پاٹ کی طرح' جب وہ (خداوند) اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو زبردست لوگ ڈر جاتے ہیں..... اس کے نیچے کے حصے تیز ٹھیکروں کی مانند ہیں..... وہ اپنے پیچھے چمکیلی لیک (لکیر) چھوڑتا جاتا ہے گہراؤ گویا سفید نظر آنے لگتا ہے" (ایوب 41:10 تا 34)

خداوند نے موسیٰ سے کہا "تو میرا پیچھا دیکھے گا لیکن میرا چہرہ دکھائی نہیں دے گا" (خروج 33:18 تا 23) "خداوند کی سات آنکھیں ہیں جو ساری زمین کی سیر کرتی ہیں (زکریاہ 4:10)"خدا کے دم سے برف جم جاتی ہے" (ایوب 37:10) "ہمارا (سینٹ پال پولس رسول کا) خدا بھسم کرنے والی آگ ہے" (عبرانیوں 12:29)" اس کی زبان بھسم کرنے والی آگ کی مانند ہے" (یسعیاہ 30:27)"خداوند کی سانس گندھک کے سیلاب کی مانند اس کو سلگاتی ہے" (یسعیاہ 30:33) داؤد نبیؑ نے کہا کہ "اپنی مصیبت میں میں نے خداوند کو پکارا میں اپنے خدا کے حضور چلّایا اس نے اپنی ہیکل میں سے میری آواز سنی اور میری فریاد اس کے کان میں پہنچی تب زمین ہل گئی اور کانپ اٹھی آسمان کی بنیادوں نے جنبش کھائی اور ہل گئیں اس لیئے کہ وہ غضبناک ہوا اس کے نتھنوں سے دھواں اٹھا اور اس کے منہ سے آگ نکل کر بھسم کرنے لگی کوئلے اس سے دہک اٹھے اس نے آسمانوں کو بھی جھکا دیا اور نیچے اتر آیا اور اس کے پاؤں تلے گہری تاریکی تھی وہ کروبی (فرشتہ) پر سوار ہو کر اڑا...... اس کی جھلک سے جو اس کے آگے آگے تھی آگ کے کوئلے سلگ گئے خداوند آسمان سے گرجا...... تب خداوند کی ڈانٹ سے اس کے نتھنوں

کے دم کے جھونکے سے سمندر کی تھاہ دکھائی دینے لگی اور جہاں کی بنیادیں نمودار ہوئیں اس نے اوپر سے ہاتھ بڑھا کر مجھے تھام لیا اور مجھے بہت پانی میں سے کھینچ کر باہر نکالا" (نمبر2 سموئیل 22:1تا17) خداوند شیر ببر کی طرح گرجتا ہے (ہوسیع 10:11) "خداوند بہادر کی مانند نکلے گا وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا وہ نعرہ مارے گا ہاں وہ للکارے گا وہ اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا میں (خداوند) بہت مدت سے چپ رہا میں خاموش ہو رہا اور ضبط کرتا رہا پر اب میں دردزہ والی کی طرح چلاؤں گا میں ہانپوں گا اور زور زور سے سانس لوں گا" (یسعیاہ 42:13تا14)"میں ماتم و نوحہ کروں گا میں (خداوند) ننگا اور برہنہ ہو کر پھروں گا میں گیدڑوں کی طرح چلاؤں گا اور شترمرغوں کی مانند غم کروں گا کیونکہ اس کا زخم لاعلاج ہے" (میکاہ 1:8تا9) خداوند ترس کھاتے کھاتے تنگ بھی آجاتا ہے (یرمیاہ 6:15) لوہے کے رتھوں کی وجہ سے خداوند (بہادر جنگی مرد) وادی کے باشندوں کو نہ نکال سکا (قضاۃ 1:19)"اسی روز خداوند اس استرے سے جو دریائے فرات کے پار سے کرایہ پر لیا یعنی اسور کے (بت پرست) بادشاہ سے (خداوند) سر اور پاؤں کے بال مونڈے گا اور اس سے داڑھی بھی کھرچی جائے گی" (یسعیاہ 20:7) خداوند انسان کو زمین پر پیدا کرنے سے ملول اور غمگین ہوتا ہے اور اس پچھتاوے پر انسان سے لے کر تمام جانداروں کو روئے زمین سے مٹاڈالنے کا پروگرام بناتا ہے (پیدائش 6:6تا7) خداوند نے ساؤل کو بادشاہ بنا کر آخر کار افسوس کیا (نمبر1 سموئیل 10:15تا11) خدا تالیاں بجاتا ہے (حزقی ایل 21 : 17 = 22 : 14) خداوند کہتا ہے کہ شاہ بابل بنوکدرضر نے مجھے کھالیا اس نے مجھے شکست دی اس نے مجھے خالی برتن کی مانند کر دیا اژدہا کی مانند وہ مجھے نگل گیا (یرمیاہ 51:34) خداوند یعقوبؑ کے گھرانے سے

اپنا منہ چھپاتا ہے (یسعیاہ 17:8) خداوند خدا ٹھنڈے وقت باغ میں پھرتا ہے (پیدائش 8:3) خداوند نے (قوم یہود کی) ماں کو طلاق نامہ لکھ کر چھوڑ دیا (یسعیاہ 1:50) تو اس رب الافواج کو جو اپنی بیوی کا خالق بھی ہے اور اس کا خاوند بھی ہے اپنی مطلقہ بیوی کو اس وجہ سے واپس (صلح کیلئے) بلانا پڑگیا کہ جوانی کی بیوی کیوں کر چھوڑی جائے؟ (یسعیاہ 4:54 تا 6 کاتھولک بائبل) خداوند نبیوں کے منہ میں جھوٹ بولنے والی روح ڈالتا ہے (نمبر 1 سلاطین 22: 19 تا 23 = نمبر 2 تواریخ 18: 18 تا 22)

توہین رسالت

نوح علیہ السلام کے بارے میں بائبل کے اندر لکھا ہوا موجود ہے کہ "نوحؑ شراب کے نشے میں اپنے ڈیرے پر ننگے ہو گئے" (پیدائش 20:9 تا 21) ابراہیم علیہ السلام نے اپنی سوتیلی بہن سارہ سے شادی کی" (پیدائش 12:20) لوط علیہ السلام کو ان کی دو بیٹیوں نے شراب پلا کر باپ کی نسل برقرار رکھنے کیلئے ایک رات ایک بیٹی اور دوسری رات دوسری بیٹی نے نشے میں مدہوش باپ سے زنا کرایا" (پیدائش 30:19 تا 38) اسحاق علیہ السلام شرابی تھے" (پیدائش 25:27) یعقوب (اسرائیل) علیہ السلام نے "راخل اور لیاہ" (جو آپس میں سگی بہنیں تھیں) کو ایک ہی وقت میں اپنے نکاح میں رکھا اور ان دو سگی بہنوں سے اولاد پیدا کی" (پیدائش 16:29 تا 30) یعقوب علیہ السلام نے ساری رات خدا سے کشتی کی اور انعام میں اسے یعقوبؑ کی بجائے "اسرائیل" نام عطا کیا گیا" (پیدائش 24:32 تا 30)

یعقوب علیہ السلام نے غیر محرم کنواری لڑکی راخل کو چوما (پیدائش 29: [illegible]) والدہ کے کہنے پر یعقوبؑ نے دغا بازی سے کام لیا فریب، جھوٹ، مکاری اور [illegible]

ساتھ اپنے ضعیف العمر باپ اسحاقؑ کو دھوکا دے کر اپنے بڑے بھائی "عیسو" کی برکت ہتھیالی (پیدائش باب نمبر27) یعقوبؑ کے پہلوٹھے بیٹے "روبن" نے اپنی ماں سے بدکاری کی" (پیدائش 22:35) یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے "یہوداہ" نے اپنی بہو "تمر" سے بدکاری کرکے اولاد پیدا کی" (پیدائش باب نمبر38 مکمل) موسیٰ علیہ السلام کے باپ "عمرام" نے اپنی پھوپھی سے نکاح کیا جس سے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ پیدا ہوئے" (خروج 20:6)موسیٰ علیہ السلام کو صحرا نوروی کے دوران خدا نے حکم دیا کہ چٹان سے کہو کہ وہ پانی دے لیکن موسیٰؑ نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور دوبار چٹان پرلاٹھی ماری کثرت سے پانی بہہ نکلا اس پر خدا موسیٰؑ اور ہارونؑ دونوں بھائیوں سے ناراض ہوا اور انہیں بتایا کہ وہ بطور سزا قوم کے ساتھ فلسطین یعنی وعدہ کی سرزمین میں نہیں پہنچ پائیں گے بلکہ راستہ میں ہی وفات پاجائیں گے (گنتی 1:20 تا13)ہارون علیہ السلام نے سونے کا بت بچھڑے کی شکل میں بنا کر اس کی پوجا پاٹ کرائی اور شرک جیسے گھناؤنے جرم کے مرتکب ہوئے"(خروج 1:32 تا6) ہوسیع نبی نے خدا کے حکم سے ایک بدکار عورت کو بیوی بنا کے بدکاری کی اولاد پیدا کی" (ہوسیع باب نمبر1 مکمل) سیمسون نبی نے ایک کسبی (بدکار) عورت کے پاس آدھی رات گزاری پھر اسے دلیلہ (ولائلہ) نامی عورت سے عشق ہوگیا جس سے خداوند اس سے الگ ہوگیا اور وہ معشوقہ سیمسون نبی کی ہلاکت کا سبب بنی"(قضاۃ باب نمبر16 مکمل)

داؤدعلیہ السلام بربط نواز(موسیقار) تھے" (نمبر1 سیموئیل 14:16 تا23) داؤدؑ نے بت پرست بادشاہ کے ڈر سے اپنے آپ کو دیوانہ سا بنا لیا وہ اس طرح کہ پھاٹک کے کواڑوں پر لکیریں کھینچنے لگا اور اپنی تھوک کو اپنی داڑھی پر بہانے لگا"(نمبر1 سموئیل

10:21تا15)داؤد علیہ السلام نے اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے کو برہنہ کیا جیسے کوئی بانکا بے حیائی سے برہنہ ہو جاتا ہے اور خداوند کے صندوق کے سامنے اپنے سارے زور سے ناچنے اور اچھلنے لگا اسرائیل کے سارے مردوں اور عورتوں کے علاوہ "ساؤل کی بیٹی میکل" نے خاص طور پر کھڑکی سے جھانک کر ننگا ناچ دیکھا"(نمبر2 سموئیل 6:12تا23) اور یہ "میکل" وہی ہے جس کو اس کے خاوند سے چھین کر داؤدؑ نے اپنی بیوی بنایا تھا(نمبر2سموئیل 14:3تا16) داؤد علیہ السلام نے اپنے ہمسائے اوریاہ کی بیوی کو اپنے محل کی چھت پر سے برہنہ نہاتے ہوئے دیکھ کر اپنے پاس بلوایا اور اس سے بدکاری کی (نمبر2سموئیل 2:11تا27) پھر اس کے خاوند "حتی اوریاہ" کو قتل کرا کے اس عورت کو اپنی بیوی بنایا (نمبر2سموئیل 9:12تا10) اسی عورت سے جس کا نام "بت سبع" تھا داؤدؑ کا بیٹا سلیمانؑ پیدا ہوا (نمبر2سموئیل 24:12انجیل متی 6:1) خداوند کی ناراضگی کی وجہ سے داؤد علیہ السلام کو سزا (نمبر2سموئیل 11:12تا12) ملی جس کے نتیجہ میں داؤد کا بیٹا ابی سلوم (شالوم) سب بنی اسرائیل کے سامنے دن دیہاڑے اپنے باپ کی بیویوں سے بدکاری کرتا ہے (نمبر2سموئیل 21:16تا22) داؤد علیہ السلام کے بیٹے "امنون" نے بیماری کے بہانے سوتیلی بہن "تمر" کو بلا کر اس سے بدکاری کی پھر اسے گھر سے دھکے دے کر نکلوا دیا (نمبر2سموئیل 1:13تا22) داؤد علیہ السلام کا بڑھاپے میں پہلو گرم کرنے کیلئے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملک سے جوان کنواری لڑکی لائی گئی (نمبر1سلاطین 1:1تا4)

سلیمان علیہ السلام جب بوڑھے ہو گئے تو سات سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں اپنے پاس ہونے کے باوجود فرعون کی بیٹی اور اجنبی عورتوں کے محبت میں گرفتار ہوئے اور ان ہی

کے عشق کا دم بھرنے لگے نتیجہ یہ نکلا کہ ان بیویوں نے سلیمانؑ کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کردیا اس بات پر خداوند سلیمانؑ سے ناراض ہوا کیونکہ اس (سلیمانؑ) کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا جس (خدا) نے اسے دوبارہ دکھائی دے کر اس (سلیمانؑ) کو اس بات کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا (نمبر1 سلاطین 1:11 تا11) یسعیاہ نبی نے خداوند کے حکم سے تین برس تک ننگا مارچ کیا (یسعیاہ 2:20 تا3) یرمیاہ نبی نے بادشاہ کے کہنے پر اُمراء کے سامنے جھوٹ بولا (یرمیاہ 24:38 تا27)

مسیح ابن مریم علیہ السلام کو سینٹ پال مسیحی خدا کا بیٹا' سچا خدا' سچا آدمی' منجیٔ عالمین اور الٰہی عزت کے لائق تسلیم کرتے ہیں مگر دوسری طرف بائبل مسیح علیہ السلام کو بدکار' ناپاک 'گناہ گار اور ملعون قرار دیتی ہے مثلاً "کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ جو لکھا ہے کہ وہ بدکاروں میں گِنا گیا اس کا میرے حق میں پورا ہونا ضرور ہے اس لیئے کہ جو کچھ مجھ سے نسبت رکھتا ہے وہ پورا ہونا ہے" (انجیل لوقا 37:22) قارئین غور کریں کہ جب مسیحؑ بدکاروں میں لکھے گئے تو وہ منجیٔ عالمین (تمام جہانوں کے نجات دہندہ) کیسے بن سکتے ہیں مندرجہ بالا حوالہ میں مسیحؑ کو "بدکار" لکھا گیا ہے تسلیم کیا جاتا ہے کہ مسیح علیہ السلام مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہوئے مگر بائبل ہی یہ کہتی ہے کہ "وہ جو عورت سے پیدا ہوا ہے کیوں کر پاک ہو سکتا ہے" (ایوب 4:25) تو پھر مسیح ابن مریم علیہ السلام بھی بائبل کے فتویٰ کے مطابق "ناپاک" ٹھہرتے ہیں کیونکہ وہ بھی عورت سے پیدا ہوئے ہیں

چاروں انجیلوں نے اعتراف کیا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے سُولی پر جان دی تو سینٹ پال

پولس رسول نے کہا کہ ”اور مسیحؑ جو ہمارے لیئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ ”جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے“(گلتیوں 13:3) جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے“(استثناء 23:21) اس لیئے بائبل کے مطابق مسیح علیہ السلام ملعون ٹھہرتے ہیں پھر سینٹ پال پولس رسول نے ہی کہا کہ ”اس (خدا) نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کیلیئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا“(رومیوں 3:8) اس لحاظ سے مسیح علیہ السلام گناہ گار ٹھہرتے ہیں بلکہ یہاں تک مسیح علیہ السلام سے منسوب کردیا کہ ”جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں“(یوحنا 8:10) بلکہ اپنے بارے میں بھی مسیحؑ نے نیک ہونے کا انکار کیا (متی 16:19تا17= مرقس 18:10=لوقا18:18تا19) انجیل میں لکھا ہے کہ مسیحؑ کے ماں باپ عید منا کر یروشلم سے واپس ہو گئے مگر مسیحؑ ان کے ساتھ نہ گئے ایک منزل فاصلہ طے کرکے پتہ چلا تو وہ بچارے سخت پریشانی کے عالم میں جلتے کڑھتے اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے واپس یروشلم پہنچے تو وہاں بیٹے کو موجود دیکھ کر ماں نے کہا بیٹا تونے کیوں ہم سے ایسا کیا مسیحؑ نے جواب دیا تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے(انجیل لوقا 41:2تا 51) اس حوالہ سے معلوم ہوا کہ مسیحؑ اپنے والدین کو ستایا کرتے تھے

انجیل میں ہی لکھا ہے کہ مسیحؑ جب مجمع سے خطاب کررہے تھے تو انہیں اطلاع ملی کہ مجمع میں موجود آپ کی ماں اور بھائی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں لیکن مسیحؑ نے اطلاع دینے والے سے کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف

ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور ماں ہے(انجیل متی 12:46 تا 50)

قارئین اس حوالہ سے جہاں مسیح کی اپنی ماں کی شان میں گستاخی ظاہر ہوتی ہے وہاں پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ مسیح نے اپنی ماں اور بھائی کو آسمانی باپ کی مرضی پر نہ چلنے والا تسلیم کیا ہے تبھی تو ان کی بات سننا بھی گوارہ نہیں کیا(لوقا 8:19 تا 21)(مرقس 3:31 تا 35)

انجیل میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک شادی کی دعوت میں شراب ختم ہوگئی تو مسیح کی ماں نے اسے بتایا مگر مسیح نے اپنی ماں سے کہا اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام ہے؟ ابھی میرا وقت نہیں آیا (انجیل یوحنا 2:1 تا 11) اس حوالہ کے مطابق مسیح کا اپنی ماں سے بدتمیزی کے ساتھ پیش آنا ظاہر ہوتا ہے

بائبل کے فحش مضامین

قارئین بائبل میں بنی اسرائیل کے گناہوں کو یروشلم کی بدکاری سے تشبیہہ دی گئی ہے اور یروشلم کو خداوند کی بیوی سے تشبیہہ دی گئی مگر جس انداز سے مثالیں بیان کی گئیں ہیں اور الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے وہ بازاری باتیں تو ہو سکتی ہیں مگر "اللہ کا کلام" ہرگز نہیں ہو سکتیں اسی لیئے تو قرآن مجید نے ساری کی ساری مکمل بائبل کی تصدیق نہیں کی ذرا ملاحظہ کریں "تم اپنی ماں سے حجت کرو کیونکہ نہ وہ میری بیوی ہے اور نہ میں اس کا شوہر ہوں کہ وہ اپنی بدکاری اپنے سامنے سے اور اپنی زنا کاری اپنے پستانوں سے دور کرے ایسا نہ ہو کہ میں اسے بے پردہ کروں اور اس طرح ڈال دوں جس طرح وہ اپنی پیدائش کے دن تھی اور اس کو بیابان اور خشک زمین کی مانند بنا کر پیاس سے مار ڈالوں میں

اس کے بچوں پر رحم نہ کروں گا کیونکہ وہ حلال زادہ نہیں ہیں ان کی ماں نے چھنالا کیا ان کی والدہ نے رُوسیاہی کی (منہ کالا کیا) کیونکہ اس نے کہا میں اپنے یاروں کے پیچھے جاؤں گی جو مجھ کو روٹی پانی اور اونی اور کتانی کپڑے اور روغن و شربت دیتے ہیں....... اور وہ اپنے یاروں کے پیچھے جائے گی...... اب میں اس کی فاحشہ گری اس کے یاروں کے سامنے فاش کروں گا (ہوسیع 2:2 تا 13)

پھر خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد یروشلم کو اس کے نفرتی کاموں سے آگاہ کر....... سو تو بڑھی اور بالغ ہوئی اور کمال و جمال تک پہنچی تیری چھاتیاں اٹھیں اور تیری زلفیں بڑھیں لیکن تو ننگی اور برہنہ تھی پھر میں نے تیری طرف گزر کیا اور تجھ پر نظر کی اور کیا دیکھتا ہوں کہ تو عشق انگیز عمر کو پہنچ گئی ہے پس میں نے اپنا دامن تجھ پر پھیلایا اور تیری برہنگی کو چھپایا اور قسم کھا کر تجھ سے عہد باندھا خداوند خدا فرماتا ہے اور تو میری ہوگئی" (حزقی ایل 1:16 تا 8) "اس لیئے دیکھ میں تیرے سب یاروں کو جن کو تولذیذ تھی اور ان سب کو جن کو تو چاہتی تھی اور ان سب کو جن سے تو کینہ رکھتی ہے جمع کروں گا میں ان کو چاروں طرف سے تیری مخالفت پر فراہم کروں گا اور ان کے آگے تیری برہنگی کھول دوں گا تاکہ وہ تیری تمام برہنگی دیکھیں" (حزقی ایل 37:16) "رب الافواج فرماتا ہے دیکھ میں تیرا مخالف ہوں اور تیرے سامنے سے تیرا دامن اٹھادونگا اور قوموں کو تیری برہنگی اور مملکتوں کو تیرا ستر دکھلاؤں گا (ناحوم 5:3) اے عورتو تم جو آرام میں ہو تھرتھراؤ اے بے پرواؤ مضطرب ہو کپڑے اتار کر برہنہ ہو جاؤ (یسعیاہ 11:32)

"اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد دو عورتیں ایک ہی ماں کی بیٹیاں تھیں انہوں نے مصر میں بدکاری کی وہ اپنی جوانی میں بدکار بنیں وہاں ان کی چھاتیاں ملی

گئیں اور وہیں ان کے دوشیزگی کے پستان مسلے گئے ان میں سے بڑی کا نام "اہولہ" اور اس کی بہن کا نام "اَہولیبہ" تھا وہ دونوں میری ہو گئیں اور ان سے بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئے اور ان کے یہ نام "اہولہ" اور "اہولیبہ" سامریہ د یروشلم ہیں اور "اہولہ" جب کہ وہ میری تھی بدکاری کرنے لگی اور اپنے یاروں پر یعنی اسوریوں پر جو ہمسایہ تھے عاشق ہوئی........ اور اس نے ان سب کے ساتھ جو "اسور" کے برگزیدہ مرد تھے بدکاری کی اور ان سب کے ساتھ جن سے وہ عشق بازی کرتی تھی اور ان کے سب بتوں کے ساتھ ناپاک ہوئی اس نے جو بدکاری مصر میں کی تھی اسے ترک نہ کیا کیونکہ اس کی جوانی میں وہ اس سے ہم آغوش ہوئے اور انہوں نے اس کے دوشیزگی کے پستانوں کو مسلا اور اپنی بدکاری اس پر انڈیل دی اس لیئے میں نے اسے اس کے یاروں یعنی اسوریوں کے حوالہ کردیا جن پر وہ مرتی تھی انہوں نے اس کو بے ستر کیا........ اور اس کی بہن "اہولیبہ" نے یہ سب کچھ دیکھا پر وہ شہوت پرستی میں اس سے بدتر ہوئی اور اس نے اپنی بہن سے بڑھ کر بدکاری کی وہ اسوریوں پر عاشق ہوئی........ پس اہل بابل اس کے پاس آکر عشق کے بستر پر چڑھے اور انہوں نے اس سے بدکاری کرکے اسے آلودہ کیا........ سو وہ پھر اپنے ان یاروں پر مرنے لگی جن کا بدن گدھوں کا سا بدن اور جن کا انزال گھوڑوں کا سا انزال تھا اس طرح تو نے اپنی جوانی کی شہوت پرستی کو جب کہ مصری تیری جوانی کی چھاتیوں کے سبب سے تیرے پستان ملتے تھے پھر یاد کیا" (حزقی ایل 23:1تا21) قارئین کرام اللہ کا سچا کلام کیا اسی طرح کا ہوتا ہے (العیاذ باللہ) ہرگز نہیں بالکل نہیں

اس تمثیلی کلام کے علاوہ بھی بائبل کی کتاب "غزل الغزلات" (جسے کا تھولک بائبل میں "نشید الاناشید" کا نام دیا گیا ہے) میں الہامی مصنف نے صوفیانہ طور پر دلہے اور دلہن کی

عشقیہ گفتگو کی تمثیل سے خداوند متعال اور امت اسرائیل کے عقد روحانی کی بحالی کابیان کچھ اس طرح کیا ہے "وہ اپنے منہ کے چوموں (بوسوں) سے مجھے چومے کیونکہ تیرا عشق مَے سے بہتر ہے تیرے عطر کی خوشبو لطیف ہے تیرا نام عطر ریختہ ہے اسی لیئے کنواریاں تجھ پر عاشق ہیں مجھے کھینچ لے ہم تیرے پیچھے دوڑیں گی بادشاہ مجھے اپنے محل میں لے آیا ہم تجھ میں شادمان اور مسرور ہوں گی ہم تیرے عشق کا تذکرہ مَے سے زیادہ کریں گی وہ سچے دل سے تجھ پر عاشق ہیں" (غزل الغزلات 1:2 تا 4) "میرا محبوب میرے لیئے دستۂ مُر ہے جو رات بھر میری چھاتیوں کے درمیان پڑا رہتا ہے" (13:1) "وہ مجھے میخانہ کے اندر لایا اور اس کی محبت کا جھنڈا میرے اوپر تھا کشمش سے مجھے قرار دو سیبوں سے مجھے تازہ دم کرو کیونکہ میں عشق کی بیمار ہوں اس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے نیچے ہے اور اس کا داہنا ہاتھ مجھے گلے سے لگاتا ہے" (غزل الغزلات 4:2 تا 6) "انجیر کے درختوں میں ہرے انجیر پکنے لگے اور تاکیں پھولنے لگیں ان کی مہک پھیل رہی ہے سو اٹھ میری پیاری میری جمیلہ چلی آ اے میری کبوتری جو چٹانوں کی دراڑوں میں اور کڑاڑوں کی آڑ میں چھپی ہے مجھے اپنا چہرہ دکھا مجھے اپنی آواز سنا کیونکہ تو مہ جبین اور تیری آواز شیریں ہے" (غزل الغزلات 13:2 تا 14)

"میں نے رات کے وقت اپنے پلنگ پر اسے ڈھونڈا جس پر میں عاشق ہوں میں نے اسے ڈھونڈا پر نہ پایا پس میں اٹھوں گی اور شہر میں پھروں گی اور کوچوں اور چوکوں میں اسے ڈھونڈوں گی جس پر میں عاشق ہوں میں نے اسے ڈھونڈا پر نہ پایا پہرے والے جو شہر میں گشت کرتے ہیں وہ مجھے ملے کیا تم نے اسے دیکھا ہے جس پر میں عاشق ہوں ابھی میں ان سے تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی کہ میں نے اسے پالیا جس پر میں عاشق ہوں میں نے اسے

پکڑ رکھا اور اسے نہ چھوڑا جب تک کہ میں اسے اپنی ماں کے گھر میں اور اپنی والدہ کے خلوت خانے میں نہ لے آئی" (نشید الاناشید کاتھولک بائبل کلام مقدس "3:1تا4) "تو نے میرے دل کو غارت کیا اے میری بہن اے میری دلہن اپنی فقط ایک نگاہ سے اپنی گردن کے فقط ایک طوق سے تونے میرے دل کو غارت کیا اے میری بہن اے میری دلہن تیرا عشق کیا ہی لطیف ہے تیرا عشق مے سے زیادہ لذیذ ہے اور تیرے عطروں کی مہک ہر طرح کی خوشبو سے اعلیٰ ہے اے میری دلہن تیرے لبوں سے شہد ٹپکتا ہے شہد اور شیر تیری زبان کے نیچے ہیں اور تیری پوشاک کی خوشبو لبنان کی خوشبو کی مانند ہے میری بہن میری دلہن مقفل باغیچہ ہے مقفل باغیچہ اور سربمہر چشمہ تیری ندیوں سے انار کا باغ پیدا ہوتا ہے اور تجھ میں نفیس پھل ہوتے ہیں" (نشید الاناشید 4:9تا13)

"میں اپنے باغ میں داخل ہوتا ہوں اے میری بہن اے میری دلہن.......... میں سوتی ہوں پر میرا قلب بیدار ہے میرے محبوب کی آواز! وہ کھٹکھٹا رہا ہے اے میری بہن میری رفیقہ اے میری کبوتری میری کاملہ میرے لیئے کھول کیونکہ میرا سر اوس سے اور میری زلفیں رات کی بوندوں سے تر ہیں میں اپنی قمیص اتار چکی میں اسے کیونکر دوبارہ پہنوں میں اپنے پاؤں بھی دھوچکی کیونکر ان کو پھر میلا کروں میرے محبوب نے اپنا ہاتھ روزن میں سے بڑھایا اور میرے باطن کو اس کی طرف جنبش ہوئی تب میں اٹھی تاکہ اپنے محبوب کیلئے کھولوں........ میں نے اپنے محبوب کیلئے کھولا لیکن میرا محبوب مڑ کر چلا گیا تھا میں اس کے چلے جانے سے بے حواس ہوگئی میں نے اسے ڈھونڈا پر نہ پایا میں نے اسے پکارا لیکن اس نے کچھ جواب نہ دیا پہرے والے جو شہر میں گشت کرتے ہیں مجھے ملے انہوں نے مجھے مارا اور گھائل کردیا جو فصیلوں کی چوکیداری کرتے ہیں انہوں نے میرا جبہ

مجھ سے چھین لیا اے یروشلم کی بیٹیو میں تمہیں قسم دیتی ہوں اگر تم میرے محبوب کو پاؤ تو اس سے کیا کہو گی؟ یہ کہ میں عشق کی مریضہ ہوں تیرے محبوب کو دو سروں پر کیا فضیلت ہے اے تو جو عورتوں میں خوبصورت ترین ہے تیرے محبوب کو دو سروں پر کیا فضیلت ہے کہ تو ہمیں اس طرح قسم دیتی ہے میرا محبوب سفید و سرخ ہے وہ دس ہزار میں افضل ہے....... اس کی چھاتی ہاتھی دانت ہے جس پر نیلم کے پھول بنے ہوں اس کی ٹانگیں سنگ مرمر کے ستون ہیں جو کندن کے پایوں پر کھڑے کیئے گئے ہوں.......وہ سراپا عشق انگیز ہے"(نشید الاناشید 5:1تا16)

"اے امیرزادی تیرے پاؤں جوتیوں میں کیسے خوبصورت ہیں تیری رانوں کی گولائی ان زیوروں کی مانند ہے جن کو کسی استاد کاریگر نے بنایا ہو تیری ناف گول پیالہ ہے جس میں ملائی ہوئی مے کی کمی نہیں تیرا پیٹ گیہوں کا انبار ہے جس کے گرداگرد سوسن ہوں تیری دونوں چھاتیاں دو آہو بچے ہیں جو توام (جڑواں) پیدا ہوئے ہوں تیری گردن ہاتھی دانت کا برج ہے....... بادشاہ تیری زلفوں میں اسیر ہے اے محبوبہ عیش و عشرت کیلئے تو کیسی جمیلہ اور جانفزا ہے یہ تیری قامت کھجور کی مانند ہے اور تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہیں میں نے کہا میں اس کھجور پر چڑھوں گا اور اس کی شاخوں کو پکڑوں گا تیری چھاتیاں انگور کے گچھے ہوں اور تیرے سانس کی خوشبو سیب کی سی ہو اور تیرا منہ بہترین شراب کی مانند ہو جو میرے محبوب کی طرف سیدھی چلی جاتی ہے اور سونے والوں کے ہونٹوں پر سے آہستہ آہستہ بہہ جاتی ہے میں اپنے محبوب کی ہوں اور وہ میرا مشتاق ہے اے میرے محبوب چل ہم کھیتوں میں سیر کریں اور گاؤں میں رات کاٹیں پھر تڑکے انگورستان میں چلیں اور دیکھیں کہ آیا تاک شگفتہ ہے اور اس میں پھول نکلے ہیں اور انار کی کلیاں کھلی

ہیں یا نہیں وہاں میں تجھے اپنی محبت دکھاؤں گی" (غزل الغزلات 7:1تا 12)

"اے میرے محبوب کاش کہ تو میرے بھائی کی مانند ہوتا جس نے میری ماں کی چھاتیوں سے دودھ پیا میں تجھے جب باہر پاتی تو تیری چمیاں (چپیاں) لیتی اور کوئی مجھے حقیر نہ جانتا میں تجھ کو اپنی ماں کے گھر میں لے جاتی وہ مجھے سکھاتی میں اپنے اناروں کے رس سے تجھے ممزوج (خوشبودار) مے پلاتی اس کا بایاں ہاتھ میرے سر کے نیچے ہوتا اور داہنا ہاتھ مجھے گلے سے لگاتا" (غزل الغزلات 8:1تا 3) "ہماری ایک چھوٹی بہن ہے ابھی اس کی چھاتیاں نہیں اٹھیں جس روز اس کی بات چلے تو ہم اپنی بہن کیلئے کیا کریں؟ اگر وہ دیوار ہو تو ہم اس پر چاندی کا قلعہ بنائیں گے اور اگر وہ دروازہ ہو تو ہم اس پر دیودار کے تختے لگائیں گے میں ایک دیوار ہوں اور میرے پستان برج ہیں اور میں اس کی نگاہ میں اطمینان یافتہ ہوں" (نشید الاناشید 8:8تا 10) "اے تو جو باغوں میں رہتی ہے رفیق سن رہے ہیں پس تو مجھ کو اپنی آواز سنا اے میرے محبوب بھاگ اس غزال (ہرن) کی مانند اور اس جوان ہرن کی مثل ہو جو بلسانی پہاڑوں پر ہے (قارئین گھر میں بیٹھی ہوئی لڑکی کو بھاگ نکلنے کا اشارہ ملاحظہ فرمائیں)" (نشید الاناشید 8:13تا 14)

قارئین مندرجہ بالا عشقیہ اور فحش کلام پڑھنے کے بعد آپ یقیناً" یہ پڑھ کے حیران ہوں گے کہ کاتھولک بائبل "کلام مقدس" میں نشید الاناشید کتاب کا تعارف بیان کرتے ہوئے اس عشقیہ اور فحش کلام کے بارے میں لکھا گیا کہ "بعض روحانی مصنفین..... اس کتاب میں کامل ارواح اور خصوصاً" خاتون مبارک مقدسہ مریم کنواری کے ساتھ خدائے مہربان کے ناقابل بیان وصال (ملاپ) کا ذکر پاتے ہیں" تُف ہے اس گھٹیا انتساب اور سوچ پر

تبصرہ

قارئین کرام اسی لیئے "قرآن مجید" بائبل کی تمام باتوں کی تصدیق نہیں کرتا اور نہ ہی ایسی واہیات 'بے بنیاد' فحش اور لچر باتیں "منزل من اللہ" ہو سکتی ہیں بلکہ بائبل کے اکثر مواد میں بت پرست گرجاؤں 'کلیساؤں میں رنگین مزاج پادریوں' بشپوں، آرچ بشپ اور پوپوں کی رنگ رلیوں 'عیش و عشرت کیلئے حسین و خوبصورت راہبات اور دیگر عورتوں سے ناجائز تعلقات و شراب نوشی کا جذبہ اور ولولہ کار فرما ہے اور بس ان جہنم کے فرزندوں اور خواہش نفس کے پجاریوں نے انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی صالح اولاد کی طرف بہت سی بے سروپا باتیں نقل کر کے اپنے لیئے تکمیل خواہشات کے چور دروازے تیار کر لیئے ہیں تاکہ ان عیاشوں پر کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت اور ہمت نہ ہو اب "بت سبع" کے واقعہ سے متاثر ہو کر نہ جانے کتنی عصمتیں پامال ہوئی ہوں گی کئی بے گناہ خاوندوں کو ٹھکانے لگایا گیا ہو گا کئی آدمیوں نے باپ کی بیٹیوں 'بیویوں' اپنی پھوپھیوں 'اپنی بیٹیوں' بہنوں 'بہوؤں اور پڑوسنوں تک سے تعلقات قائم کر کے اپنے گھر سے ہی دولہا دلہن کا کوٹہ پورا کر لیا ہو گا غزل الغزلات (نشید الاناشید) کو پڑھ کے (جس میں عاشق اپنی معشوقہ کو کبھی دلہن کہتا ہے تو کبھی کبوتری اور کبھی بہن کہہ کر مخاطب ہوتا ہے جب کہ معشوقہ بھی اس تمنا کا اظہار کرتی ہے کہ اے میرے محبوب کاش کہ تو میرے بھائی کی مانند ہوتا) کتنے رنگین مزاج عیاش اور شرابی خدا کی بادشاہی سے دھتکارے ہوئے بائبل کے اس فرمان کے مستحق بنے ہوں گے کہ "لعنت اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے خواہ وہ اس کے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی اور سب لوگ کہیں آمین" (استثناء 22:27)

قارئین بائبل کے بیان کے مطابق جب نبیوں اور ان کی اولاد کی طرف منسوب بدکاری کا

یہ ریکارڈ ہے بلکہ "بائبلن خداوند خدا" تک کی یہ حالت ہے کہ وہ (نعوذ باللہ) مقدسہ مریم کنواری سے عشقیہ کلام کرتے ہوئے کبھی اسے بہن کہتا ہے کبھی دلہن اور کبھی کبوتری تو ایسے سینٹ پالی مسیحی مذہب کے تناظر میں پوپ جان پال ' آرچ بشپ ' بشپ 'فادرز' براورز 'مدرز' سسٹرز کی پاک دامنی کی کیا توقع کی جاسکتی ہے جبکہ وہ بکثرت شراب نوشی کرتے ہیں اور بائبل کلاس کے دوران "فحش اور عشقیہ کلام" پڑھتے پڑھاتے ہیں قارئین قرآن مجید میں اگر اس قسم کے مضامین سینٹ پالی مسیحی لوگ لکھے ہوئے موجود پاتے تو شاید وہ اس کو "اللہ کا کلام" تسلیم کر لیتے اس لیئے کہ ان کے محبوب اور دل پسند مضامین تو یہی ہیں نہ کہ وہ جو "قرآن مجید" نے بیان کیئے ہیں مگر جب وہ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید ان عیاش لوگوں کے من پسند اور مرغوب مضامین سے قطعی خالی ہے تو وہ اس قرآن مجید پر ایمان لانے سے کتراتے ہیں کیونکہ "قرآن مجید" نے معاشرتی قوانین اور میاں بیوی کے تعلقات کے بارے میں احکامات صادر کرتے ہوئے بھی متانت و سنجیدگی' عفت و عصمت اور شرم وحیا کے آبگینوں کو ذرہ برابر بھی ٹھیس نہیں پہنچنے دی جبکہ بائبل کے مندرجہ بالا عشقیہ اور فحش مضامین پڑھ کے شرم وحیا اور شرافت سر پیٹ کر رہ جاتے ہیں

قارئین حیرت کے ساتھ ساتھ افسوس بھی ہوتا ہے کہ انسانی ذہن اور انسانی ہاتھوں سے تشکیل پانے والے ان اجزائے کتب کو "الہامی اور کلام خداوندی" قرار دینے سے تو کتب مقدسہ کی عظمت اور بھی کم ہوئی آپ ذرا سنجیدگی اور ٹھنڈے دل سے سوچیں اور غور کریں کہ کیا فطرت سلیم ان باتوں کو قبول کر سکتی ہے ؟ کیا ان کتابوں سے پاکیزہ ماحول تیار ہو سکتا ہے ؟ کیا اس قسم کی تعلیم سے دینی و دنیاوی خطوط پر کوئی اچھا معاشرہ وجود میں

ہوسکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں (امریکن اور یورپین معاشرہ کی مثال آپ کے سامنے ہے) بلکہ اس کے برعکس ان کتب مقدسہ کے اس طرح کے مضامین سے شرافت انسانی کی تذلیل اور انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین ہوتی ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نجات کا منشور

اسلام

یا

سینٹ پالی مسیحیت

(ترتیب و تدوین)

ابو عبداللہ اریحائی

چیئرمین بورڈ آف گورنرز

ورلڈ اسلامک تھیولوجیکل آرگنائزیشن

ناشر

شعبہ دعوت و اصلاح

مرکز الدعوۃ والارشاد ترین روڈ ملتان۔ پاکستان

اشاعت فنڈ 15/= روپے

باب چہارم

قرآن اور ناموس رسالت

قارئین قرآن مجید نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا نہ صرف تقدس بحال کیا بلکہ انہیں انسانیت کیلئے اعلیٰ ترین نمونہ قرار دیا ان کے بارے میں کسی توہین آمیز حرکت ' شرک ' بدکاری وغیرہ کے تصور تک کارد کیا اور یہ بھی بتایا کہ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک تمام رسولوںؑ اور نبیوںؑ کی صداقت ' نبوت و رسالت ' معصومیت اور تعلیمات کی حقانیت کا اقرار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول علیہم السلام اللہ کی مخلوق کو مخلوق کی بندگی سے چھڑا کر خالق کائنات کی بندگی کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں اور احکامات الٰہی پر سب سے پہلے خود عمل کرکے لوگوں کے سامنے اپنا اسوۂ حسنہ پیش کرتے ہیں تب اللہ کے فرمانبردار بندے انبیاء کرام علیہم السلام کی اپنے اپنے دَور میں اتباع کرتے ہیں اس لیئے اگر بتقضائے بشریت انبیاء کرام علیہم السلام سے کوئی خطایا لغزش سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فوراً" اس کی اصلاح کرکے "لغزش" معاف کردیتے ہیں لیکن شرک اور بدکاری وغیرہ جیسے گھناؤنے جرائم سے انبیاء کرام علیہم السلام محفوظ ومبرا ہوتے ہیں بلکہ اپنی جانوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مشرک قوموں کے نظریات کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے ہیں

جیسا کہ قرآن مجید میں قوم نمرود کے مقابلہ میں "ابراہیم علیہ السلام" کی استقامت کا نمونہ یوں پیش کیا گیا ہے "بھلا میں ان چیزوں سے جن کو تم (اللہ کا) شریک بناتے ہو کیوں کر ڈروں جب کہ تم اس (بات) سے نہیں ڈرتے کہ اللہ کے ساتھ شریک بناتے ہو جس (شراکت) کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اب دونوں فریقوں میں سے کون سا فریق

امن کا مستحق ہے اگر سمجھ رکھتے ہو (تو بتاؤ؟ نہیں تو اللہ فرماتا ہے کہ) جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو (شرک جیسے) ظلم سے مخلوط نہیں کیا ان کیلئے امن ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہیں اور یہ ہماری (طرف سے) دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلے میں عطا کی تھی ہم جس کے چاہتے ہیں درجے بلند کردیتے ہیں بے شک تمہارا رب صاحب حکمت اور خبردار ہے اور ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاقؑ اور (اسحاقؑ کا بیٹا) یعقوبؑ عطا کیا (اور) سب کو ہدایت دی اور (اس سے) پہلے نوحؑ کو بھی ہدایت دی تھی اور ان کی اولاد میں سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو بھی (ہدایت دی تھی) اور ہم نیک لوگوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ کو بھی (کیونکہ) یہ سب صالح لوگ تھے اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ کو بھی اور ان سب کو تمام جہان کے لوگوں پر فضیلت بخشی تھی اور ان میں سے بعض کے باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں کو بھی (ہم نے ہدایت دی) اور ان کو برگزیدہ بھی کیا تھا اور سیدھا راستہ بھی دکھایا تھا"(سورۃ انعام 82 تا 88) قارئین مندرجہ بالا آیات میں انبیاء کرام علیہم السلام کو صالحینؑ ہدایت یافتہ اور برگزیدہ کہتے ہوئے ان کے دامن عصمت پر دھبہ لگانے والی تمام روایات کو خواہ وہ بائبل سے ہی کیوں نہ آئی ہوں سختی سے باطل قرار دے کر انبیاء کرام علیہم السلام کا تقدس بحال کردیا اس لیئے آئیں ذرا بائبل اور قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگیوں پر مشتمل حالات کا آپ خود موازنہ کریں جس سے یہ بھی واضح ہو جائے گا کہ قرآن مجید بائبل سے ماخوذ نہیں ہے

وضاحت

قرآن مجید میں بیان کردہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں کا ذکر بائبل میں بھی بعینہٖ یا معمولی تبدیل شدہ ناموں کے ساتھ ملتا ہے جس سے یہودی اور سینٹ پالی مسیحی یہ کہہ کر اکڑتے اور تنتے پھرتے ہیں کہ مسلمانوں کے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بائبل کی کتب مقدسہ سے مضامین اکٹھے کیئے اور جھوٹی سچی روایات ادھرادھر سے سُن کے قرآن مجید تیار کرلیا حالانکہ قارئین انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق توریت' زبور' انجیل سے متعلق اور قرآن مجید کے بیانات میں "موافقات قرآن" کے علاوہ زمین آسمان کا فرق ہے محض ناموں کا اشتراک ہے ورنہ دونوں کتابوں میں ان کے احوال' حالات' تفصیلات اور تعلیمات پڑھ کے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مجید کے بیانات برحق ہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمت کا احساس دلاتے ہیں اور انہیں ان کے مناصب عالیہ کے اہل بتاتے ہیں جبکہ بائبل اغلاط' خلاف عقل ودانش اور کلام الٰہی کے بلند ترین مقام سے ہٹ کر کمتر بیانات سے پُر ہے بائبل کے دامن میں انبیاء کرام علیہم السلام' کتب مقدسہ بلکہ اللہ تعالیٰ کی شان گھٹانے' غلط فہمیاں پھیلانے' بدگمانیاں پیدا کرنے' انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیا میں تشریف لانے اور کتب مقدسہ کے نازل ہونے کے مقاصد کو مسخ کرنے اور دھندلانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے اس لیئے قرآن مجید کو بائبل سے کچھ لینے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے

آدم علیہ السلام

قارئین بائبل کا بیان ہے کہ خداوند خدا سات دنوں میں پوری کائنات پیدا کرنے کے بعد جب فارغ ہوا تو "اور زمین پر اب تک کھیت کا کوئی پودا نہ تھا اور نہ میدان کی کوئی' نری اب تک اگی تھی کیونکہ خداوند خدا نے زمین پر پانی نہیں برسایا تھا اور نہ زمین جوتنے کو

کوئی انسان تھا بلکہ زمین سے کہر اٹھتی تھی اور تمام روئے زمین کو سیراب کرتی تھی اور خداوند خدا نے زمین کی مٹی سے انسان کو بنایا اور اس کے نتھنوں میں زندگی کا دم پھونکا تو انسان جیتی جان ہوا "(پیدائش 2:5 تا 7) گویا جس طرح اور سب حیوانات پیدا ہو رہے تھے اسی طرح ایک جاندار حیوان ناطق "آدمؑ" بھی پیدا ہو گیا اور اس کا کام زیادہ سے زیادہ یہ تھا کہ زمین میں کھیتی باڑی کرے کیونکہ زمین میں انسان نہ ہونے کی وجہ سے کھیتی کا کام رکا ہوا تھا قارئین کہاں یہ اتنا طویل لیکن بے مغز اور انسان کو کاشتکاری تک محدود رکھنے والا بیان اور کہاں قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا باوجود شدت اختصار کے یہ فرمان کہ "میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں" (بقرہ 30) خلافت ارضی کیلئے پیدا کیئے جانے والے "انسان" کیلئے تو یہاں تک اہتمام کیا گیا کہ "اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھوں سے بنا سنوار کر روح پھونک کے تمام فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور سجدہ نہ کرنے والے متکبر شیطان کو مردود اور لعنتی قرار دے کر قیامت تک کیلئے دھتکار دیا"(سورۃ ص 71 تا 78) بائبل نے کہا کہ "اور خداوند خدا نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا........اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا .... اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے لیکن نیک وبد کی پہچان کے درخت کا کبھی نہ کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا"(پیدائش 2:8 تا 17) اس باغ میں "آدمؑ اور اس کی بیوی دونوں ننگے تھے اور شرماتے نہ تھے" (پیدائش 2:25) لیکن پھر سانپ کے بہکاوے میں آکر عورت نے نیک و بد کی پہچان والے درخت کا پھل لے کر کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا تب انہیں معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں خداوند کے پوچھنے

پر آدمؑ نے اپنی بیوی (عورت) کو قصور وار ٹھہرایا اور عورت نے سانپ کو قصوروار ٹھہرایا خداوند کی طرف سے سانپ کو پیٹ کے بل رینگنے اور سر کے کچلے جانے کی سزا ملی عورت کو دردِزہ کے ساتھ بچہ جننے اور اپنے شوہر کی محکوم بن کر رہنے کی سزا ملی جبکہ آدمؑ کو کہا گیا کہ زمین تیرے سبب سے لعنتی ہوئی مشقت کے ساتھ تو اپنی عمر بھر اس کی پیداوار کھائے گا کھیت کی سبزی اور اپنے منہ کے پسینے کی روٹی کھائے گا سزائیں دینے کے باوجود خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک وبد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے اس لیئے خداوند خدا نے اس کو باغ عدن سے باہر کر دیا تاکہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے چنانچہ آدمؑ کو نکال کے باغ عدن کے مشرق کی طرف کروبیوں (فرشتوں) اور چوگرد گھومنے والی شعلہ زن تلوار کو رکھا کہ وہ زندگی کے درخت کی راہ کی حفاظت کریں (کہیں انسان اس سے کھا کر ہمیشہ کی زندگی نہ پالے) (پیدائش باب نمبر3 مکمل)

قارئین تمام بائبل میں کہیں بھی یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ آدمؑ اور ان کی بیوی نے ایک بار بھی اپنی اس لغزش کی معافی اپنے رب سے مانگی ہو اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی مل گئی ہو بلکہ بائبل نے کہا کہ وہ تو سزا کے طور پر زمین پر بھیجے گئے تھے لیکن قرآن مجید نے آدم علیہ السلام کے جن فضائل کا ذکر کیا ہے اور بائبل ان سے خاموش ہے وہ یہ ہیں کہ سانپ نے عورت کو نہیں بلکہ آدمؑ کے لیئے سجدہ نہ کرنے والے متکبر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے دھتکارے ہوئے "شیطان" نے دونوں میاں بیوی کو ورغلایا تاکہ ان دونوں کے جسموں پر موجود جنت کے اعزازی لباس اتروا کر بے پردہ کروے اس کیلیئے شیطان نے

قسمیں کھا کر پہلے تو اپنی دوستی 'خیر خواہی اور اخلاص کا یقین دلایا آدمؑ اور ان کی بیوی جھوٹی شیطانی قسم کے دھوکے میں آکر بھول گئے ورنہ عمداً" ان دونوں کا ارادہ ہرگز درخت کا پھل کھانے کا نہ تھا (بقرہ 36۔ اعراف 20 تا 21۔ طٰہٰ 115) جب آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی نادانستہ شیطان کے دھوکے میں آجانے کی وجہ سے "اپنے رب کی نافرمانی کر بیٹھے تو ان کے رب نے ان کو نوازا ان پر مہربانی سے توجہ فرمائی اور سیدھی راہ بتائی" (طٰہٰ 121 تا 122)

وہ اس طرح کہ "آدم علیہ السلام نے اپنے رب سے چند کلمات سیکھے (اور معافی مانگی) تو اس نے ان کا قصور معاف کردیا (کیونکہ) بے شک وہ معاف کرنے والا اور صاحب رحم ہے (پھر انسان کی پیدائش کے اصل مقصد خلافت ارضی کیلئے نہ کہ بطور سزا) ہم (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کہ تم سب یہاں سے اتر جاؤ (معلوم ہوا کہ جنت آسمانی سے نیچے اتارے گئے تھے نہ کہ زمین پر موجود باغ عدن سے باہر نکالے گئے تھے) جب تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت (شریعت) پہنچے (تو اس کی پیروی کرنا کیونکہ) جس نے بھی میری (طرف سے اتاری گئی) ہدایت کی پیروی کی ان کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (قیامت کے دن) اور جس نے بھی (اس ہدایت کو) قبول نہ کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہ جہنم میں جانے والے ہیں (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے" (بقرہ 37 تا 39) جب اللہ تعالیٰ نے توبہ کے کلمات آدم علیہ السلام کو سکھلادیئے اور ان کی توبہ قبول کرلی تو خلافت ارضی کیلئے عارضی طور پر بھیجتے وقت خبردار کردیا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے اس سے بچ کر رہنا (اعراف 22 تا 25۔ بقرہ 36) قارئین یہ ہیں وہ فضائل 'فضل اور انعامات و رحمتوں کا نزول انسانیت کے باپ آدمؑ اور ان کی بیوی پر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا

ہوئے جس کی وجہ سے ابوا لبشر آدم علیہ السلام بائبل کے پیش کردہ "آدمؑ" سے کہیں زیادہ اعلیٰ وارفع اور منفرد مقام و مرتبے پر فائز نظر آتے ہیں

نوح علیہ السلام

قارئین بائبل میں نوح علیہ السلام اور ان کی کشتی کا ذکر کتاب پیدائش کے باب نمبر 6 سے شروع ہوتا ہے باب نمبر 7 میں آغاز طوفان اور باب نمبر 8 میں اختتام طوفان کا ذکر ہے باب نمبر 9 میں طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کا اور باب نمبر 10 میں اولاد نوحؑ کا ذکر ہے جو کوئی شخص بائبل کو پڑھ اور سمجھ سکتا ہے وہ بائبل کو پڑھے اور دیکھے کہ بائبل میں ایک فقرہ بھی نوح علیہ السلام کے وعظ و نصیحت فرمانے کی بابت درج نہیں بائبل میں کسی جگہ بھی نہیں بتایا گیا کہ جو لوگ طوفان میں غرق کر دیئے گئے تھے ان کا خاص گناہ کیا تھا اس میں نہیں بتایا گیا کہ آخر طوفان کے ذریعے قوم کی ہلاکت ہی کیوں بطور آخری سزا کے اختیار کی گئی تھی اس میں نہیں بتایا گیا کہ نوح علیہ السلام کن لوگوں میں بھیجے گئے تھے اور کون لوگ غرق طوفان ہوئے تھے

بس اتنا لکھا ہے کہ زمین ظلم سے بھر گئی تھی جس سے خدا نے زمین سمیت تمام بشر کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا نوح علیہ السلام کے پورے خاندان کو کشتی میں سوار کرا کے بچالیا اور باقی سب ظالموں کو طوفان میں غرق کر دیا جب ہر جاندار شئے جو روئے زمین پر تھی مرمٹی کیا انسان کیا حیوان کیا رینگنے والا جاندار کیا ہوا کا پرندہ یہ سب کے سب زمین پر سے مرمٹے تو "خداوند نے (ندامت سے) اپنے دل میں کہا کہ انسان کے سبب سے میں پھر کبھی زمین پر لعنت نہیں بھیجوں گا...... اور نہ پھر سب جانداروں کو جیسا اب کیا ہے ماروں گا" (پیدائش 8:21 تا 22) تب (خفت مٹانے کیلئے) نوح علیہ السلام اور ساری

نسل انسانی سے خدا نے عہد کیا کہ سب جاندار طوفان کے پانی سے پھر ہلاک نہ ہوں گے اور نہ کبھی زمین کو تباہ کرنے کیلئے پھر طوفان آئے گا نسل انسانی اور سب جانداروں کے درمیان پشت در پشت ہمیشہ کیلئے عہد کا نشان اپنی یاد دہانی کیلئے یہ مقرر کیا کہ اپنی کمان کو بادل میں رکھتا ہوں اور جب زمین پر بادل لاؤں گا تو میری کمان بادل میں (بطور ابدی عہد قوس و قزح کی شکل میں دھنک کے سات رنگوں سمیت) دکھائی دے گی" (پیدائش 8:9 تا 17) اس کے بعد نوحؑ کاشتکاری کرنے لگے انگور کا باغ لگایا اور اسکی مے (شراب) پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے پر برہنہ ہو گیا اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آکر خبر دی تب سم اور یافث نے کپڑا ڈال کر باپ کی برہنگی کو ڈھا نکا لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ باپ کو برہنہ تو حام نے دیکھا لیکن بدعا نوحؑ نے حام کے بیٹے کنعان کو دی (پیدائش 9:20 تا 27)

قارئین یہ تھا تعارف بائبل کے پیش کردہ نوح علیہ السلام کا جبکہ قرآن مجید کے پیش کردہ نوح علیہ السلام ایک ہمدرد قوم ' داعی الی اللہ ' شفیق ناصح ' اَن تھک اور سرگرم مبلغ غرضیکہ صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کے پاک رسول تھے ویسے تو نوح علیہ السلام کا تذکرہ حسب ضرورت قرآن مجید میں متعدد مقامات پر کیا گیا ہے مگر پوری کی پوری "سورۃ نوحؑ" ان کی شان میں نازل ہوئی جو نوح علیہ السلام کے مشن کی بھرپور عکاسی کرتی ہے اور ایک نبی کے کردار اور عظمت کو کماحقہ اجاگر کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کی اپنی ہی بت پرست قوم کی طرف مبعوث کیا وہ قوم ایک اللہ کو چھوڑ کر "پنجتن" پانچ ولیوں کی پوجا کرتی تھی اللہ تعالیٰ نے اس مشرک قوم کی طرف نوح علیہ السلام کو اس لیئے بھیجا کہ انہیں غیر اللہ کی عبادت ترک کرنے ' کفر و شرک چھوڑنے ' اللہ کی عبادت کرنے اور

رسول وقت کی اطاعت کرنے کی تبلیغ کریں اور بتائیں کہ اس سے ان کو ہر قسم کی دنیاوی نعمتیں بھی حاصل ہوں گی اور آخرت بھی سنور جائے گی

نوح علیہ السلام نے اس قوم کو اللہ کے ساتھ شرک کرنے کے انجام بد' عذاب جہنم سے ڈرانے اور توحید کے ثمرات سمجھانے میں دن رات ایک کردیا تنہائیوں میں' مجلسوں میں' محفلوں میں قوم کو اللہ تعالٰی سے گناہوں کی معافی مانگنے کا مشورہ دیا صاف کھول کر بھی' اشاروں کنایوں میں بھی' بیانگ دہل بھی' آہستہ بھی غرضیکہ نصیحت کا کوئی عنوان' کوئی رنگ اور کوئی پہلو ایسا نہ چھوڑا جس سے استفادہ حاصل نہ کیا گیا ہو ساڑھے نو سو سال سرتوڑ کوشش کرتے رہے اور ان کو راہ راست پر لانے کی غرض سے ہر حربہ استعمال کیا دعوت و تبلیغ میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا مگر جتنا آپ قوم کو اللہ تعالٰی کی وحدانیت پر ایمان لانے اور شرک سے بچنے کیلئے توبہ کی طرف توجہ دلاتے وہ سرکش قوم اتناہی دور بھاگتی نوح علیہ السلام کی پُردرد "دعوت الی اللہ" کی آواز سننا اور آپ کا چہرہ رسالت دیکھنا بھی گوارا نہ کرتی چند آدمیوں نے دین اسلام کو قبول کیا بقیہ قوم نے قبولیت دین حق سے عناد' ضد اور تکبر کو مسلسل اپنا شعار بنائے رکھا تو بالآخر قوم کی آئندہ نسلوں کے بھی ایمان لانے سے مایوس ہو کر نوح علیہ السلام نے اللہ کی زمین کو مشرک قوم کے نجس وجود سے پاک کرنے کیلئے دعا کی جس سے مشرک قوم پانی کے طوفان میں غرق ہوگئی اور اللہ تعالٰی نے نوح علیہ السلام کو ان کے پیروکاروں سمیت عذاب سے بچالیا

قارئین قرآن مجید نے جو کچھ نوح علیہ السلام کے بارے میں بتایا ہے اور جس سے بائبل خاموش ہے وہ اور بھی بہت سے امور ہیں مثلاً "معمول کے خشک موسم میں استعمال کیلئے نوح علیہ السلام کا کشتی کو تیار کرنا انتہائی حیرت انگیز تھا قوم مذاق اڑاتی تھی (ھود

38تا39) یہ قصہ کشتی کے واقعہ کی جان ہے مگر بائبل میں اس کا بیان نہیں دوسرے نمبر پر نوح علیہ السلام کے مشرک بیٹے کا نصیحت و عبرت آموز واقعہ ہے (ھود 42تا48) جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ عالی نسب بلکہ آل رسولؐ ہونا بھی اس شخص کیلئے قطعاً" مفید نہیں جس کے اپنے اعمال اچھے نہ ہوں اور یہ کہ نوح علیہ السلام بھی اپنے مشرک بیٹے کو باوجود شفقت پدری کے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے اور یہ کہ اللہ کے حکم کے سامنے اولاد کی محبت کو بھی قربان کردینا چاہیئے اور یہ کہ مشرک بیٹے کیلئے اللہ کے حضور درخواست پیش کرنے پر آخر نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی تب اللہ تعالیٰ نے سلامتی اور برکتوں کا نزول فرماتے ہوئے کشتی سے اترنے کا حکم دیا بائبل ان تمام افادات سے خالی ہے

ابراہیم علیہ السلام

بائبل میں کتاب پیدائش کے باب نمبر11 سے باب نمبر25 تک ابراہیم علیہ السلام کا قصہ موجود ہے ابراہیم علیہ السلام یہودی' مسیحی اور مسلمان تینوں اقوام کے نزدیک لائق عزت ،محترم' مقدس اور قابل تکریم ہیں بائبل میں ابراہیم علیہ السلام کی زندگی کے متعلق جو تفصیلات ملتی ہیں وہ اس جلیل القدر نبیؑ کی زندگی کو بے مقصد' بے روح اور مادہ پرست دنیا دار کے طور پر سامنے لاتی ہے کہ ابراہیمؑ ایک گلہ بان اور چرواہا تھا جس نے ساری کی متاع حیات اپنی خوراک اور جانوروں کے چارہ کی تلاش میں گھومتے پھرتے پھونک ڈالی اپنے بھتیجے لوط علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام کی علیحدگی کی وجہ یہ بنی کہ ان کے پاس مال مویشی بہت زیادہ تھے ان دونوں کے چرواہے بھیڑیں 'بکریاں 'گائیں 'بیل چرانے پر آپس میں لڑ پڑے تھے (پیدائش باب نمبر13) بلکہ یہاں تک کہ ابراہیمؑ اس غم میں گھلتے

جارہے ہیں کہ ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے اور ان کا خانہ زاد (خادم اعلیٰ) گھر کا مختار "دمشقی الیعزر" ان کے گھربار اور جائداد کا وارث ہوگا (پیدائش 15:2تا3) سوتیلی بہن سارہؑ سے نکاح کیا (پیدائش 12:20) حالانکہ بہن سے نکاح کرنے کی بڑی وعیدیں ہیں (احبار 18:9=17:20=استثناء 22:27) قارئین اس سے بیسویں صدی سے بھی زیادہ مادہ پرستی کا سبق ملتا ہے

ابراہیم علیہ السلام کی تمام کی تمام زندگی کا جو عالی شان و پیغمبرانہ تاثر قرآن مجید سے ملتا ہے بائبل کو اس سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے مثلاً" ابراہیم علیہ السلام دعوتی واصلاحی مہم کا آغاز اپنے گھر سے کرتے ہیں اور اپنے باپ کو بتوں کی بے بسی کے بارے میں بتاتے ہوئے سمجھاتے ہیں کہ بت پرستی گویا شیطان کی پوجا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظلم عظیم ہے مستوجب سزا ہے لیکن باپ بت پرستی کو چھوڑنے کا نام ہی نہیں لیتا الٹا آپ کو سنگساری کی دھمکی دیتا ہے اس پر ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ سے الگ ہونے کا اعلان کرتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ میں آپ کیلئے راہ ہدایت کی دعا کروں گا (مریم 42تا48) کیونکہ میری دشمنی آپ سے نہیں بلکہ آپ کے بنائے ہوئے بتوں اور بت پرستی سے ہے پھر قوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور قوم کی بت پرستی سے بیزاری کا اظہار فرماتے ہیں (شعراء 69تا87) قوم کے سامنے بت پرستی کے عیوب و نقائص 'کمزوریاں اور برائیاں آشکارا کرتے ہیں (عنکبوت 16تا17) اللہ وحدہٗ لاشریک کی پُر عظمت خوبیاں اور صفات عالیہ سمجھاتے ہیں بتاتے ہیں کہ ستارے 'سورج اور چاند تمہارے رب نہیں ہیں بلکہ اللہ سب کا پالنے والا ہے لیکن قوم نہیں مانتی جھگڑا ہوتا ہے (انعام 75تا82)

ڈنکے کی چوٹ فرماتے ہیں کہ میں تم سے اور تمہارے باطل معبودوں سے بے زار ہوں تمہاری بت پرستی میرے اور تمہارے درمیان دشمنی کا سبب ہے جب تک تم شرک چھوڑ کر ایک اللہ کی توحید پر ایمان نہ لے آؤ اس وقت تک دشمنی برقرار ہے (ممتحنہ 4) پھر اسی پر بس نہیں بلکہ بادشاہ وقت کو چیلنج کرتے ہیں اور مناظرہ ومکالمہ میں اسے لاجواب کر دیتے ہیں (البقرہ 258) اصلاح قوم سے مایوس ہو کر اپنی آخرت کی بہتری کیلئے دست بدعا ہوتے ہیں (ممتحنہ 5) بت خانے میں گھس کر قوم کے مشکل کشاؤں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں (صٰفٰت 85تا98) گرفتاری پر لوگ ابراہیم علیہ السلام کو آگ کے دہکتے ہوئے الاؤ میں زندہ ڈال دیتے ہیں جہاں پر اللہ تعالیٰ آگ کو ٹھنڈا کر کے اپنے بندے کو بچا لیتے ہیں آخر کار ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم پر لوط علیہ السلام کو ساتھ لے کر ہجرت فرما جاتے ہیں اور اپنا گھر بار 'اعزہ واقارب اور وطن سب کو خیرباد کہہ دیتے ہیں (انبیاء 51تا71)

قارئین قوم کے معبودوں کو توڑ پھوڑ کے رکھ دینا اور آگ میں ڈالا جانا ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کا حاصل اور ان کے پیغمبرانہ مشن کے اعلیٰ ترین نکات ہیں جو بائبل میں بالکل غائب ہیں پھر بائبل نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی سارہؑ کے کہنے میں آکر اپنے بیٹے اسماعیلؑ اور دوسری بیوی ہاجرہؑ کو گھر سے نکال کر دور جنگل بیابان میں بھٹکنے کیلئے چھوڑ دیا تاکہ پہلی بیوی کی خوشنودی حاصل ہو کیونکہ خداوند بھی پہلی بیوی سارہؑ کی حمایت کرنے لگ گیا تھا (پیدائش 21:10تا14) قارئین اس حرکت سے ابراہیم علیہ السلام 'ان کی بیوی سارہؑ اور خداوند خدا کے رحم اور انصاف کے بارے میں بائبل نے جو تاثر پیش کیا ہے وہ آپ بخوبی جان گئے ہوں گے لیکن قرآن مجید نے جب اس واقعہ کا

ذکر کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی سارہؑ کے کہنے میں آکر اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور دوسری بیوی ہاجرؑہ کو گھر سے نکالا نہیں تھا بلکہ توحید کی دعوت کو تمام دنیا میں پھیلانے کیلئے اور "بیت اللہ" کو ایک دعوتی اور عبادتی مرکز بنانے کیلئے اپنے اکلوتے بیٹے اور بیوی کی قربانی دیتے ہوئے فلسطین سے چل کر خود اپنے بیٹے اور بیوی کو سامان خورد ونوش حسب توفیق دے کر اللہ کے گھر کے پاس چھوڑ گئے تھے (ابراہیم 37) یہ ایسا پاک مشن تھا جو ابراہیم علیہ السلام کی رفعت شان کو اور زیادہ بلند و بالا کرنے والا ہے

اپنے اکلوتے بیٹے اسماعیل علیہ السلام اور بیوی مصر کی شہزادی ہاجرہ سلام اللہ علیہا کو بے آب و گیاہ میدان میں "بیت اللہ" کی مدفون بنیادوں کے پاس اللہ کی توحید کے دعوتی مشن کیلئے جب چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنے کی دعا کی (ابراہیم 35تا36) پھر اسماعیل علیہ السلام کے جوان ہونے پر اللہ کے حکم سے انہیں ساتھ لے کر "بیت اللہ" کی از سرنو تعمیر کی' حج کا مرکز قرار دیا اللہ ؐکے حکم سے حج جیسی اہم عبادت کو سرانجام دینے کے طریقے بتائے اہل مکہ کی خوشحالی' امت مسلمہ اور آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دعائیں کیں کہ وہ میری اولاد میں مبعوث ہوں (بقرہ 125تا129) قرآن مجید نے ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کا قابل رشک نقشہ کھینچا ہے اور ایمان داروں کیلئے اسے نمونہ قرار دیا ہے کہ وہ بھی اس پر چلیں (ممتحنہ 6) القصہ قرآن مجید کے پیش کردہ ابراہیم علیہ السلام بت پرستی اور شرک کے سخت خلاف ہیں ایک عظیم مصلح ہیں مبلغ توحید اور مجاہد اسلام ہیں جو دین کی خاطر اپنے باپ 'قوم اور بادشاہ وقت سب سے بلاخوف و خطر ٹکرا جاتے ہیں اور جب بات بنتی نظر نہیں آتی تو سب

کو چھوڑ کے ہجرت کی راہ اختیار فرماتے ہیں جبکہ بائبل ابراہیم علیہ السلام کی کسی دینی خدمت کا ذکر تک نہیں کرتی

لوط علیہ السلام

قارئین لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کے شہروں سدوم اور عمورہ کا انجام کتاب پیدائش باب نمبر18 تا باب نمبر19 میں موجود ہے بائبل نے لوط علیہ السلام کی وعظ و نصیحت اور تبلیغی سرگرمیوں کا ذرا بھی ذکر نہیں کیا لیکن قرآن مجید ان کے زبردست وعظ ونصائح اور قوم کی بے حسی وہٹ دھرمی کا ذکر کرتا ہے کہ "قوم ہم جنس پرستی کے گناہ میں مبتلا تھی اور اس گناہ کا آغاز بھی اسی قوم نے کیا تھا اس کے علاوہ مسافروں کو لوٹتے تھے اور اپنی مجلسوں میں بھی گناہ کے کام کرتے تھے لوط علیہ السلام کے منع کرنے پر قوم نے انہیں پہلے توطعنہ دیا کہ "جی بڑے آگئے ہو متقی پرہیز گار بن کر" پھر بستی سے نکال دینے کی دھمکی دی اور کہاکہ جو عذاب ہم پر لانے کی دھمکی دیتے ہو وہ عذاب لے ہی آؤ قوم کی ہٹ دھرمی کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے لوط علیہ السلام نے مدد کی درخواست کی (اعراف 80تا82 عنکبوت 29تا30)

قارئین بائبل میں لوط علیہ السلام کی تبلیغی سرگرمیوں کو نظرانداز کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام سے "خداوند نے فرمایا چونکہ سدوم اور عمورہ کا شور بڑھ گیا اور ان کا جرم نہایت سنگین ہو گیا ہے اس لیئے میں اب جا کر دیکھوں گا کہ کیا انہوں نے سراسر ایسا ہی کیا ہے جیسا شور میرے کان تک پہنچا ہے اور اگر نہیں کیا تو میں معلوم کرلوں گا(پیدائش 18:20تا21) گویا کہ خداوند کو بھی کسی کام کے بارے میں جب تک تفتیش مکمل نہ کرلے یقینی علم نہیں ہوتا چنانچہ اس سے پہلے یہ لکھا ہے کہ قوم لوط کی طرف

بھیجے جانے والے عذاب کے فرشتے جب انسانی شکل میں ابراہیمؑ کے پاس گئے تو ابراہیم علیہ السلام نے روٹی کے پھلکے ' بچھڑے کا گوشت ' دودھ اور مکھن ان فرشتوں کے سامنے بطور مہمانی کے رکھا تو فرشتوں نے کھانا کھالیا (پیدائش 18:1تا8) جبکہ قارئین قرآن مجید میں یہ واقعہ اس طرح آیا ہے کہ بچھڑے کا گوشت فرشتوں کو پیش کیا گیا تھا لیکن ان انسان نما فرشتوں نے اسے کھایا نہیں تھا (ذاریات 24تا28)

قارئین قرآن مجید میں بائبل کی طرح داستان نما غیر ضروری تفاصیل نہیں بیان کی گئیں ' بخارات ' پسینہ ' پاخانہ ' پیشاب ' غصہ ' رنج ' شہوت وغیرہ انسانی غذاؤں کا خاصہ ہیں فرشتے جن کے متحمل نہیں ہو سکتے بائبل کا فرشتوں کو پُر تکلف دعوت اڑاتے ہوئے ذکر کرنا فرشتوں کی جسمانی ساخت کے بھی خلاف ہے قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ ان کی شکلیں انسانی تھیں مگر وہ انسان بن نہیں گئے تھے اس کھانا کھانے والے خالصتاً" انسانی فعل کا فرشتوں سے انتساب کرنا بت پرستی ہے بائبل کا فرشتوں اور خداوند خدا کو بھی انسانوں پر قیاس کرنا بت پرستی ہے اس لیئے قرآن مجید نے نفس واقعہ کو تو تسلیم کیا ہے لیکن بائبل جیسے بت پرستانہ انداز بیان اور اضافے سے پاک ہے یہ بھی قرآن مجید کی عظمت کی روشن دلیل ہے

قارئین بائبل نے لوط علیہ السلام کی بیوی کا نمک کا کھمبا بن جانے کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس نے پیچھے کو پھر کر دیکھ لیا تھا (پیدائش 26:19) لیکن قرآن مجید نے بتایا کہ وہ اپنے شوہر کی خیانت کیا کرتی تھی اس لیئے جہنم میں دھکیلی جائے گی (تحریم 10) بائبل جس مضمون کو خاص طور پر بیان کرتی ہے وہ یہ ہے کہ "لوط علیہ السلام کی دو بیٹیوں نے اپنے باپ کو شراب پلا کر باپ کی نسل برقرار رکھنے کیلئے ایک رات ایک بیٹی اور دوسری رات

دوسری بیٹی نشے میں مدہوش باپ سے ہم بستری کرکے حاملہ ہوئیں (پیدائش 30:19تا38) قارئین ذرا سوچیں کہ لوط علیہ السلام جو سدوم کی بستی میں رہائش کے باوجود قوم کی تمام برائیوں اور گناہوں سے اپنادامن محفوظ کرکے رکھتے ہیں تمام نجاستوں اور خباثتوں سے ہزاروں کوس دُور تھے مگر کیا وہ بقول بائبل قوم کی تباہی کے بعد پہاڑی غار میں رہتے ہوئے اپنی بیٹیوں کی شیطانی حرکت سے بھی اپنے آپ کو محفوظ نہ رکھ سکے اس شیطانی حرکت کے جواز میں بائبل کے اندر لکھا ہے کہ "پہلوٹھی بیٹی نے چھوٹی سے کہا کہ ہمارا باپ بڈھا ہے اور زمین پر کوئی مرد نہیں جو دنیا کے دستور کے مطابق ہمارے پاس آئے" (پیدائش 31:19) حالانکہ قارئین یہ دلیل بھی بالکل غلط ہے کیوں پہاڑی غار کے سامنے ہی "ضغر" کا چھوٹا سا شہر موجود تھا اور تباہی سے بچا لیا گیا تھا (پیدائش 19:19تا23=30:19) پھروہ لڑکیاں کیسے یہ بات کہہ سکتی تھیں کہ زمین پر کوئی مرد نہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ داستان ہی من گھڑت اور بعد میں عیاشیوں کو تحفظ پہنچانے کیلئے وضع کی گئی ہے

اسحاق علیہ السلام

کتاب پیدائش کے باب نمبر25 سے باب نمبر27 تک اسحاق علیہ السلام کاذکر بائبل میں کیاگیا ہے کہ اسحاق علیہ السلام نے اپنے بڑے پہلوٹھے بیٹے عیسو کو کہا کہ وہ شکار کا گوشت باپ کیلئے لاکر کھلائے تو باپ اسے دعا اور برکت دے گا یعقوب علیہ السلام (جو عیسو کے چھوٹے بھائی تھے) کی ماں ربقہ نے (جو دل سے "عیسو" کی بجائے یعقوب سے محبت کرتی تھی) چپکے سے یہ بات سن کر دغابازی کی لعنت اپنے اوپر لے کر اپنے بیٹے یعقوب علیہ السلام کو "عیسو" کا نفیس لباس پہنایا بکری کی کھال لپیٹ کر یعقوبؑ کا حلیہ عیسو

جیسا بتایا(کیونکہ "عیسو" کے جسم پر بڑے بڑے بال تھے)اور بیٹے کے ہاتھ بکری کا گوشت اور روٹی پکا کر یہ لذیذ کھانا نابینا اسحاق علیہ السلام کے پاس بھیج دیا اور یعقوبؑ نے جھوٹ بول کر باپ سے دو دفعہ کہا کہ میں "عیسو" ہوں شکار کا گوشت کھا کر دل سے دعا دیجئے اور اسحاق علیہ السلام بھی دھوکے میں آگئے اور یعقوبؑ کو وہ برکت دی جو وہ "عیسو" کو دینا چاہتے تھے واپسی پر "عیسو" کو جب فراڈ کا پتہ چلا تو وہ یعقوبؑ کو قتل کرنے کیلئے تیار ہو گیا جس کی وجہ سے یعقوبؑ کافی عرصہ تک "عیسو" سے چھپ چھپ کر پھرتے رہے آخر کار ڈرڈر کے "عیسو" سے صلح کی تو "عیسو" نے فراخ دلی کا ثبوت دیتے ہوئے صلح کر لی (پیدائش باب نمبر27 باب نمبر32-33) گویا یعقوبؑ کی بجائے "عیسو" کیلئے سچے دل سے دعا مانگنے والے اسحاق علیہ السلام کی طرح خداوند خدا بھی قبولیت دعا کے مرحلے پر دونوں بھائیوں میں امتیاز نہ کر سکا

یعقوب علیہ السلام

قارئین بائبل کے مطابق اسحاق علیہ السلام کے "ربقہ" سے دو بیٹے پیدا ہوئے یہ دونوں بیٹے جڑواں تھے اور ماں کے پیٹ کے اندر بھی لڑتے تھے ایک بیٹے کا نام "عیسو" تھا اور چھوٹے بیٹے کا نام "یعقوبؑ" تھا (پیدائش 25:21تا26) بائبل کہتی ہے "اسرائیل (یعقوبؑ) بیوی کی خاطر نوکر بنا اس نے بیوی کی خاطر چوپانی کی (چرواہا بنا)" (ہوسیع 12:12) مزید لکھا ہے کہ یعقوبؑ نے دال پکائی ان کا بڑا بھائی "عیسو" جب جنگل سے لوٹا تو بھوک کے مارے بُرا حال تھا "عیسو" نے یعقوبؑ سے بھوک سے نڈھالی کے عالم میں مسور کی دال اور روٹی مانگی تو یعقوبؑ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شرط لگائی کہ اپنا پہلوٹھے کا حق میرے ہاتھ بیچ دے تو جب تک یعقوبؑ نے پہلوٹھے کا حق اپنے بڑے بھائی

"عیسو" سے لے نہ لیا اس وقت تک اسے دال روٹی کھانے کو نہ دی اور اس پر طرفہ تماشایہ بھی ہے کہ بجائے یعقوبؑ کو بھائی کی مجبوری کا ناجائز فائدہ اٹھانے کا الزام دینے کے بائبل نے الٹا بے چارے "عیسو" کے سر پر سارا الزام دھر دیا کہ "عیسو" نے اپنے پہلوٹھے کے حق کو نا چیز جانتے ہوئے یعقوبؑ کے ہاتھ کیوں فروخت کیا (پیدائش 25:29تا34)

قارئین آپ خود سوچیں کہ دھوکے سے اپنے لیئے برکت اور دعائیں لینے اور بھائی کی بھوک سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پہلوٹھے کا حق خرید لینے جیسے واقعات سے کیا یعقوب علیہ السلام اور ان کی ماں کی کوئی تعریف نکلتی ہے؟ ان سب باتوں کو چھوڑ کر قرآن مجید نے جو کچھ بیان کیا ہے (اور وہ بائبل میں موجود نہیں) اس سے یعقوب علیہ السلام کی شان اجاگر ہوتی ہے مثلاً" قرآن مجید نے واضح کیا کہ یعقوب علیہ السلام خداوند خدا سے ساری رات کشتی کرنے والے نہیں تھے (پیدائش 24:32تا30) بلکہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے والے تھے (یوسف 18) اور بتایا کہ "ہم نے اس (ابراہیم علیہ السلام) کو اسحاق (علیہ السلام اور اسے) یعقوب (علیہ السلام) عطا کیا اور سب کو ہم نے نبی بنایا اور ان کو اپنی رحمت سے (اور بہت سی پیغمبرانہ شان کے مطابق صفات) عطا کیں اور ان کا ذکر جمیل (زبانوں پر) بلند کر دیا (مریم 49تا50) ان بیانات کو پڑھ کے کوئی کہہ سکتا ہے کہ قرآن مجید بائبل سے ماخوذ ہے؟

یوسف علیہ السلام

یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے (پیدائش 23:35تا26) جن میں ایک یوسف علیہ السلام تھے کتاب پیدائش کا باب نمبر37 اور پھر باب نمبر39 سے باب نمبر50 تک یہ تیرہ

ابواب یوں تو یوسف علیہ السلام کے تذکرہ سے پُر ہیں لیکن ایک فقرہ یوسف علیہ السلام پر یہ بھی جڑ دیا گیا کہ یوسف علیہ السلام اپنے بھائیوں کے بُرے کاموں کی خبر اپنے باپ تک پہنچا دیتے تھے (پیدائش 2:37) اس سے ظاہر ہوا کہ ان کے بھائی بُرے کام کرتے تھے اور یوسف علیہ السلام اپنے باپ کے پاس بھائیوں کی چغلی کیا کرتے تھے

قارئین قرآن مجید میں بھی یوسف علیہ السلام کا قصہ بیان کرنے کیلئے پوری کی پوری "سورۃ یوسف" نازل ہوئی اور بہت سی باتوں میں بائبل کے بیانات سے زیادہ بلیغ، ممتاز اور ایک نبی کی عظمت اور تقدس کو اجاگر کرتی ہے مثلاً" قرآن مجید میں ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹے یوسف علیہ السلام کا خواب سن کر کہا کہ اے میرے بیٹے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے سامنے بیان نہ کرنا اور تمہارے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں (اے یوسفؑ) برگزیدہ اور ممتاز کرے گا اور تمہیں علم تعبیر سکھائے گا اور تم پر نعمت (نبوت و رسالت) پوری کرے گا (یوسف 5 تا 6) بائبل میں خواب کا ذکر تو ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں کے سامنے کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بھائی اور زیادہ بغض رکھنے لگ گئے (پیدائش 5:37 تا 9) پھر خواب سن کر یعقوبؑ نے یوسف علیہ السلام سے شک اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ "یہ خواب کیا ہے جو تو نے دیکھا ہے؟ کیا میں اور تیری ماں اور تیرے بھائی سچ مچ تیرے آگے زمین پر جھک کر تجھے سجدہ کریں گے؟ (پیدائش 9:37 تا 11)

بائبل کہتی ہے کہ یوسف علیہ السلام کو ان کے باپ نے اپنے باقی بیٹوں کی جاسوسی کیلئے خود بھیجا تھا اور یوسف علیہ السلام کو دیکھ کے ان کے بڑے بھائیوں نے ان کے قتل کا منصوبہ بنا لیا (پیدائش 12:37 تا 18) اور قرآن کہتا ہے کہ بوجہ حسد بڑے بھائیوں نے

یوسفؑ کے قتل کا منصوبہ پہلے سے ہی بنالیا تھا پھر اپنے باپ کے سامنے یوسفؑ کی جان کی حفاظت کا جھوٹا وعدہ کیا اور دھوکہ سے یوسفؑ کو قتل کرنے کیلئے خود جنگل میں لے گئے (یوسف 8 تا 14) قرآن کہتا ہے کہ جب بڑے بھائیوں نے یوسفؑ کو گہرے کنوئیں میں گرا دینے پر اتفاق کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے یوسف علیہ السلام کے دل کو تسلی دینے کیلئے وحی نازل کی (یوسف 15) مگر بائبل میں اس تسلی کا کہیں بھی ذکر نہیں (پیدائش 37:23 تا 24)

بائبل کہتی ہے کہ یوسفؑ کو مصر میں ایک حاکم اور سردار نے خرید کر اپنے گھر میں رکھا تو سردار کی بیوی نے جب یوسفؑ کو بدکاری کی دعوت دی تو یوسف علیہ السلام اپنا پیراہن (کپڑے) اس (عورت) کے ہاتھ میں چھوڑ کر بھاگا اور باہر نکل گیا تب اس عورت نے گھر کے آدمیوں کو بلا کر کہا کہ عبری (یوسف علیہ السلام) مجھ سے ہم بستر ہونے کو اندر گھس آیا اور میرے شور مچانے پر اپنا پیراہن میرے پاس چھوڑ کے باہر بھاگ گیا جس پر سردار نے یوسف علیہ السلام کو لے کر قید خانہ میں ڈال دیا (پیدائش باب نمبر39 مکمل) لیکن قرآن مجید نے کہا کہ جب یوسف علیہ السلام اس عورت کے چنگل سے اپنے دامن عفت و عصمت کو محفوظ رکھنے کیلئے دروازے کی طرف بھاگے تو وہ عورت بھی پیچھے پکڑنے کو لپکی اور دروازہ کھلنے پر جب اس عورت نے باہر اپنے خاوند کو کھڑے ہوئے دیکھا تو الزام یوسف علیہ السلام پر لگادیا جس پر عورت ہی کے خاندان میں سے ایک نے فیصلہ کیا کہ اگر دامن کے سامنے کا حصہ پھٹ گیا ہو تو یوسف علیہ السلام مجرم ہیں ورنہ عورت مجرمہ ہے جس پر پتہ چلا کہ یوسف علیہ السلام کو پیچھے سے لپک کر پکڑنے کیلئے اس عورت کے ہاتھ سے "پیراہن یوسفؑ" کا پچھلا حصہ پھٹا ہوا تھا اس زبردست دلیل اور ثبوت سے یوسف

علیہ السلام کی بے گناہی اس عورت کے خاوند پر ثابت ہو گئی تھی تب اس نے اپنی بیوی کو قصور وار ٹھہراتے ہوئے یوسف علیہ السلام سے درگزر کرنے کی التجا کی اور اپنی بیوی کو بھی اپنے گناہ سے استغفار کرنے کا حکم دیا (یوسف 23 تا 29) دیکھا قارئین کہ بائبل کے بیانات کو سامنے رکھتے ہوئے عورت کے خاوند پر یوسف علیہ السلام کی بے گناہی ثابت اور واضح ہی نہیں ہوئی لیکن قرآن کہتا ہے کہ اس پر یوسف علیہ السلام کی بے گناہی اور اپنی بیوی کا جرم ثابت ہو گیا تھا

قرآن کہتا ہے کہ شہر کی اور بھی بہت سی (فیشن ایبل اور ماڈرن) لیڈیوں نے (جو عزیز مصر کی بیوی کی سہیلیاں تھیں) ایک دعوت میں دیدار یوسفؑ سے مرعوب ہو کر چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ لیئے اور عزیز مصر کی عورت نے سب کے سامنے اپنے سابقہ جرم اور یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کا اقرار کرنے کے بعد دعوت گناہ قبول نہ کرنے پر یوسف علیہ السلام کو جیل میں قید کر دینے کی دھمکی دی مگر یوسف علیہ السلام اپنے رب سے دعا کرتے ہوئے اس دعوت گناہ کی نسبت جیل میں قید ہو جانے کی تمنا کی اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مکرو فریب سے بچا کر یوسف علیہ السلام کو جیل خانے میں محفوظ کر دیا (یوسف 30 تا 35) مگر بائبل ان باتوں میں بھی خاموش ہے

قرآن کہتا ہے کہ جب قید خانے میں دو قیدیوں نے یوسف علیہ السلام سے اپنے اپنے خواب کی تعبیریں پوچھیں تو یوسف علیہ السلام نے سب سے پہلے ان کو توحید کی تعلیم دے کر اپنے فرض تبلیغ کو ادا کیا تھا پھر بعد میں ان دو قیدی ساتھیوں کو ان کے خوابوں کی تعبیر بتائی (یوسف 36 تا 41) قارئین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام کیسے عالی پایہ نبیؑ تھے کہ جیل خانے میں پہنچ کر بھی نبوت کے فرائض منصبی کو نبھایا دعوت الی اللہ قید

خانے میں بھی جاری رکھی اور دعوت واصلاح کا جو وقت اور جو موقع بھی ملا اس کو ضائع نہیں کیا بلکہ بھرپور انداز سے کام کو جاری رکھا لیکن بائبل اس معاملے میں بھی خاموش ہے

قرآن کہتا کہ ہے کہ یوسف علیہ السلام نے تعبیر بتا کر عنقریب رہائی پانے والے قیدی سے کہا کہ اپنے آقا (فرعون مصر) سے میرا بھی ذکر کرنا (یوسف 42) لیکن بائبل کہتی ہے کہ یوسف علیہ السلام نے اس سے کہا کہ "لیکن جب تو خوشحال ہو جائے تو مجھے یاد کرنا اور ذرا مجھ سے مہربانی سے پیش آنا اور فرعون سے میرا ذکر کرنا اور مجھے اس گھر سے چھٹکارا دلوانا" (پیدائش 14:40) گویا کہ بڑی منتیں اور ساجتیں کرتے ہوئے یہ باتیں اس قیدی سے کہیں لیکن قرآن نے اس موقع پر بھی ایک نبیؑ کی شان کو اجاگر کیا

بائبل کہتی ہے کہ جب فرعون نے خواب دیکھا اور اس کی تعبیر کوئی نہ بتا سکا تو ساقی (رہائی پانے والا قیدی) کے بتانے پر فرعون نے تعبیر خواب کیلئے یوسف علیہ السلام کو طلب کیا تو یوسف علیہ السلام جلد فرعون کے پاس چلے گئے (پیدائش 14:41) مگر قرآن کہتا ہے کہ خواب کی تعبیر پوچھنے کیلئے فرعون کا ساقی خود چل کر جیل خانے میں یوسف علیہ السلام کے پاس آیا خواب کی تعبیر سن کر فرعون نے جب یوسف علیہ السلام کو اپنے دربار میں پیش کرنے کیلئے احکامات جاری کیئے تو یوسف علیہ السلام نے جیل خانے سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا اور پہلے اپنے اوپر لگائے گئے الزام کی تحقیقات کا مطالبہ کیا (یوسف 43تا50) اس بیان سے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی ' پرہیزگاری ' مستقل مزاجی اور خیرات میں ملی ہوئی رہائی کو ٹھکرا کر عزت نفس کی حفاظت کرنے کا بہترین سبق ملتا ہے

قرآن کہتا ہے کہ فرعون نے جب تحقیقات شروع کیں تو عزیز مصر کی بیوی کی سہیلیوں

نے یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کی گواہی دی اور عزیز مصر کی بیوی نے بھی یوسف علیہ السلام کو ورغلانے کا اقرار کرتے ہوئے یوسف علیہ السلام کے صداقتِ بیان اور طہارت نفس کی گواہی دی تب کہیں جاکر الزام تراشی کا داغ دھلنے کے بعد یوسف علیہ السلام نے باعزت طور پر رہائی قبول کی (یوسف 51تا54) لیکن بائبل یوسف علیہ السلام کے ان اوصاف کے بیان میں ساکت ہے

قرآن کہتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے خود جو خواب دیکھا تھا آخر کار اس کی تعبیر پوری ہوئی (یوسف 99تا100) لیکن بائبل کے بیان کے مطابق چونکہ خواب سن کر یعقوب علیہ السلام نے پہلے ہی شک اور حیرت کا اظہار کیا تھا (پیدائش 9:37تا11) اس لیئے یوسف علیہ السلام کے خواب کی تعبیر پوری ہونے کے بیان سے ہی بائبل یکسر خاموش ہے (پیدائش 29:46تا34) قارئین ایک نبیؑ کی بائبل کی نسبت قرآن مجید میں شایان شان سیرت سامنے آنے کے باوجود کیا اب بھی یہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائبل کے مضامین سن سنا کر ان کو اپنی عربی زبان میں ڈھال لینے کے بعد قرآن کے نام سے دنیا والوں کے سامنے پیش کر دیا تھا؟

موسیٰ علیہ السلام

قارئین موسیٰ علیہ السلام کا جس تفصیل کے ساتھ بائبل میں ذکر ہے اتنا اور کسی کا نہیں توریت کی کتاب خروج، احبار، گنتی اور استثناء موسیٰ علیہ السلام کے حالات پر ہی مشتمل ہے قرآن مجید میں بھی موسیٰ علیہ السلام کے حالات کا تذکرہ سب سے زیادہ ہے بائبل میں موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں یہ ریمارکس درج ہیں "اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن "یوکبد" سے بیاہ کیا اس عورت کے اس سے ہارونؑ اور موسیٰؑ پیدا ہوئے" (خروج

20:6) حالانکہ بائبل میں ہی یہ حکم صاف موجود ہے "تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا" (احبار 12:18) جبکہ قرآن مجید میں موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کے بارے میں یہ درج ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کی والدہ کی طرف وحی بھیجی" (قصص 7 طہ 38) قارئین واضح ہو کہ دنیا میں ایسی عورتیں بہت ہی کم ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی براہ راست آئی قرآن مجید میں اس شرف سے مشرف ہونے والی دو ہی عورتیں معلوم ہوتی ہیں جن میں ایک تو یہی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں اور دوسری عورت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ "مریم صدیقہ" سلام اللہ علیہا ہیں (آل عمران 45) اور بائبل سے اسماعیل علیہ السلام کی والدہ مصری شہزادی ہاجرہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں بھی یہی قدرومنزلت معلوم ہوتی ہے کیونکہ انہوں نے دوبار خداوند کے فرشتہ سے خداوند کا پیغام اور مستقبل کے بارے میں بشارتیں وصول کیں (پیدائش 7:16تا12=17:21تا21)

بائبل نے اس وقت کا نقشہ کھینچا ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے خداوند خدا سے ہم کلام ہوئے تو منصب نبوت لینے سے صرف اس وجہ سے ہچکچائے کہ "میں فصیح نہیں نہ تو پہلے ہی تھا اور نہ جب سے تو نے اپنے بندے سے کلام کیا بلکہ میں رک رک کر بولتا ہوں اور میری زبان کند ہے تب خداوند نے اس سے کہا....... سو اب تو جا اور میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں اور تجھے سکھاتا رہوں گا کہ تو کیا کیا کہے تب اس نے کہا کہ اے خداوند میں تیری منت کرتا ہوں کسی اور کے ہاتھ سے جسے تو چاہے یہ پیغام (فرعون کی طرف) بھیج تب خداوند کا قہر موسیٰ علیہ السلام پر بھڑکا اور خداوند نے ہارونؑ کو موسیٰؑ کا معاون بنادیا (خروج 10:4تا17) قارئین ملاحظہ کریں کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ

کرتا ہے اور پورا اطمینان دلاتا ہے مگر اس کے باوجود بائبل کے بقول موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کے وعدہ پر قطعی اعتماد اور بھروسہ نہیں ہوتا اور منصب نبوت کے قبول کرنے سے برابر انکار کئے جارہے ہیں یہاں تک کہ باقاعدہ منتیں کرنے لگ گئے جس کے نتیجہ میں موسیٰ علیہ السلام پر "خداوند خدا" ناراض اور غضبناک ہوجاتا ہے

لیکن قرآن مجید کہتا ہے کہ فرعون کے پاس جانے کا حکم ملنے پر موسیٰ علیہ السلام نے بذات خود اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو برائے معاونت اللہ تعالیٰ سے مانگا (قصص 29 تا 38) موسیٰ علیہ السلام نے اس دعوتی و تبلیغی مہم کو آسان فرمانے کیلئے التجائیں کیں اللہ تعالیٰ نے بھی بکمال لطف وکرم ان دعاؤں کو شرف قبولیت سے نوازا اور موسیٰ علیہ السلام کو اس موقع پر عقیدہ توحید نماز جیسی اہم عبادت اور قیامت کے دن کی آمد کے بارے میں سمجھانے کے بعد انہیں محبتوں' شفقتوں اور الطاف وعنایات سے خطاب فرما کر فرعون کی طرف بھیجا اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے ساتھ مل کر سب سے پہلے فرعون کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دی (طٰہٰ 9 تا 56 شعراء 10 تا 30) یہ ایمان افروز وروح پرور مکالمات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں

بائبل کہتی ہے کہ "موسیٰؑ اور ہارونؑ سے خداوند نے کہا چونکہ تم نے میرا یقین نہیں کیا کہ بنی اسرائیل کے سامنے میری تقدس کرتے اس لیئے تم اس جماعت کو اس ملک میں جو میں نے ان کو دیا ہے نہیں پہنچانے پاؤ گے (گنتی 12:20) "کیونکہ "دشت صین" میں جب جماعت نے مجھ سے جھگڑا کیا تو برعکس اس کے کہ وہاں پانی کے چشمہ پر تم دونوں ان کی آنکھوں کے سامنے میری تقدیس کرتے تم نے میرے حکم سے سرکشی کی" (گنتی 14:27) "اس لیئے تم دونوں نے بنی اسرائیل کے درمیان "دشت صین" کے قادس

میں "مریبہ" کے چشمہ پر میرا گناہ کیا کیونکہ تم نے بنی اسرائیل کے درمیان میری تقدیس نہ کی" (استثناء 32:51) قارئین ان عبارتوں میں صاف اس امر کی تصریح پائی جاتی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام دونوں سے خطا صادر ہوئی جس کے نتیجہ میں یہ دونوں ارض مقدس میں داخلہ سے محروم کردیئے گئے تھے اور خداوند نے دونوں کو دھمکی دیتے ہوئے اس سزا کی وجہ یہ بتلائی کہ تم دونوں نے میرا یقین نہ کیا' میرے حکم سے سرکشی کی اور میرا گناہ کیا کہ بنی اسرائیل کے درمیان میری تقدیس نہ کی لیکن قرآن نے موسیٰ علیہ السلام کا تقدس بحال کرتے ہوئے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام بڑے ہی مخلص رسول اور نبی تھے (مریم 51) ہدایت یافتہ' صالح' برگزیدہ اور جہان کے لوگوں پر فضیلت رکھنے والے تھے جس طرح باقی انبیاء ورسول تھے (انعام 85تا88)

ہارون علیہ السلام

جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں گزر چکا ہے کہ ہارون علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی درخواست پر منصب نبوت سے سرفراز کیا اور وہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاونت کرتے تھے (قصص 34تا35' طہٰ 29 تا 36 = 42 تا 47) بائبل نے بھی بتایا کہ "خدا نے ہارونؑ سے کہا کہ بیابان میں جاکر موسیٰؑ سے ملاقات کر" (خروج 27:4)" اور خداوند نے ہارونؑ سے کہا" (گنتی 1:18تا24)"اور خداوند نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا" (گنتی 1:2=1:4=26:14=20:16=1:19) (خروج 30:4=13:6 زبور 16:106=26:105) مندرجہ بالا حوالہ جات سے ظاہر ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہارون علیہ السلام کے پاس تنہا بھی وحی بھیجی اور موسیٰ علیہ السلام کی شرکت میں بھی اور ہارون علیہ السلام کو فرعون اور بنی اسرائیل کی طرف اسی طرح رسول بنا کر

بھیجا تھا جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا جو شخص بھی کتاب خروج کا مطالعہ کرے گا اس پر یہ بات اچھی طرح واضح ہو جائے گی کہ فرعون کے مقابلہ میں جس قدر بھی معجزات دکھائے گئے تھے ان میں سے بیشتر ہارون علیہ السلام کے ہاتھ سے ظاہر ہوئے

لیکن ان تمام فضائل کے باوجود بائبل نے یہ بھی کہہ دیا کہ ہارونؑ نے لوگوں کے کہنے پر موسیٰؑ کی غیر موجودگی میں سونے کے زیورات لے کر ایک بچھڑا ڈھال کر بنایا چھینی سے اس کی صورت ٹھیک کر کے کہا اے اسرائیل یہی تیرا دہ دیوتا (بمطابق کاتھولک بائبل کلام مقدس "معبود") ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا پھر ہارونؑ نے اس بچھڑے کے بت کے آگے قربان گاہ بنائی دوسرے دن خداوند کی عید کے موقع پر قربانیاں چڑھائیں بچھڑے کی اس پوجا کو دیکھ کر جب خداوند نے اس گردن کش قوم کا گلہ کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تو مجھے اب چھوڑ دے کہ میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کردوں تو منتیں کرتے ہوئے خداوند سے موسیٰؑ نے کہا کہ تو اپنے قہر و غضب سے باز رہ اور اپنے لوگوں سے اس بُرائی کرنے کے خیال کو چھوڑ دے تب خداوند نے اس بُرائی (بمطابق کاتھولک بائبل "بدسلوکی") کے خیال کو چھوڑ دیا جو اس نے کہا تھا کہ اپنے لوگوں سے کرے گا (خروج 32:1تا14) قارئین ایک ایسے نبی پر جو موسیٰ علیہ السلام کا بھائی اللہ کا برگزیدہ اور خیمہ عبادت کا امام ہو یہ الزام اور تہمت لگانا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے بچھڑے کی شکل میں سونے کا بت بنایا اسے اسرائیل کا معبود اور نجات دہندہ دیوتا کہا پھر اسی کے سامنے قربانیاں پیش کیں کیا یہ کام ایک نبی کو زیب دیتے ہیں ہرگز نہیں پھر اس پر مزید یہ کہ بت پرست اسرائیلیوں پر جب ان کی بت پرستی کی وجہ سے خداوند نے سزا دینے کا فیصلہ کیا تو اس سزا کے صحیح فیصلے کو "بُرائی کا خیال" کہہ کر موسیٰ علیہ السلام کی

زبان سے خداوند کی طرف منسوب کردیا گیا
قارئین قرآن مجید نے مصنفین بائبل کی غلطی اور الزام تراشی کی اصلاح کرتے ہوئے یہاں بھی اللہ کے نبی ہارون علیہ السلام کے تقدس اور مقام کو اجاگر کیا اور کہا کہ سونے کے زیورات سے بچھڑے کا بت ڈھال کے اسے معبود قرار دے کر اسرائیلیوں سے پجوانے کا مکروہ' گھٹیا اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا فعل "سامری" نے کیا تھا اسرائیلیوں کی اس بت پرستی کو دیکھ کر ہارون علیہ السلام نے قوم کو ایک اللہ کی توحید کی طرف دعوت دیتے ہوئے اپنی اتباع کا حکم دیا کہ بت پرستی چھوڑ کر ایک اللہ کی ربوبیت پر ایمان لاؤ لیکن قوم نے کہا جب تک موسیٰ علیہ السلام (طور پہاڑ سے شریعت لے کر) ہمارے پاس واپس نہیں آتے ہم اس وقت تک بت پرستی پر قائم رہیں گے (طٰہٰ 87تا91) واپس آکر موسیٰ علیہ السلام نے جب بھائی سے دریافت کیا کہ اسرائیلیوں کی بت پرستی دیکھ کر انہیں کیوں نہ روکا تو ہارون علیہ السلام نے جواب دیا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے بنی اسرائیل میں تفرقہ پڑجانے کے ڈر سے سختی نہ کی (کیونکہ زبانی طور پر تو انہیں بت پرستی سے روکتے رہے تھے) (طٰہٰ 92تا94)
اور دوسری بات یہ ہے کہ میرے منع کرنے پر اسرائیلی مجھے کمزور جانتے ہوئے قتل کرنے پر تیار ہو گئے تھے (چنانچہ میں اس معاملے کو آپ کی آمد تک مؤخر کرکے خود اسرائیلیوں کی بت پرستی سے الگ رہا) جب موسیٰ علیہ السلام کو اپنے بھائی ہارون علیہ السلام سے اصل حقائق معلوم ہوئے اور بھائی کا قصور ثابت نہ ہوا تو قوم کی بت پرستی کو دیکھ کر غصے کی شدت کی وجہ سے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے ساتھ اس سے پہلے جو سخت کلامی کا رویہ اپنایا تھا اور بھائی کے سر اور داڑھی کو پکڑا تھا اس پر اپنے رب ذوالجلال سے اپنے

اور بھائی ہارون علیہ السلام کیلئے معافی کی درخواست پیش کی اور اللہ کی رحمت میں داخلے کی دعا کی جس پر اللہ تعالیٰ نے بت پرست اسرائیلیوں پر اپنے غضب اور دنیا کی زندگی میں ذلت و خواری کی سزا تجویز کی (اعراف 150 تا 152) بت ساز اور بت پرستی کی ترغیب دینے والے شخص "سامری" کو بھی یہ سزا ملی کہ اگر کوئی اسے چھوتا تو اسے زبردست اندرونی تکلیف شروع ہو جاتی اس لیئے وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر ان سے یہی کہتا کہ مجھے ہاتھ نہ لگاؤ اور موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی شکل والے بت کو جلا کے اس کی راکھ کو اڑا کر دریا میں بکھیر دیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کو واضح اور ٹھوس انداز میں ثابت کر دیا (طٰہٰ 95 تا 98)

داؤد علیہ السلام

قارئین بائبل نے داؤد علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ انہوں نے اپنے ہمسائے "اوریاہ" کی بیوی کو اپنے شاہی محل کی چھت پر سے برہنہ نہاتے ہوئے دیکھ کر اپنے پاس بلوایا اور اس عورت سے بدکاری کی (نمبر2 سموئیل 11:2 تا 27) پھر اس کے خاوند "حتی اوریاہ" کو میدان جنگ میں قتل کرا کے اس عورت کو اپنی بیوی بنایا (نمبر2 سموئیل 12: 9) پھر اسی عورت سے جس کا نام "بت سبع" تھا داؤد علیہ السلام کا بیٹا سلیمان علیہ السلام پیدا ہوا (نمبر2 سموئیل 12:24 انجیل متی 1:6) خداوند کی ناراضگی کی وجہ سے ناتن نبی کی زبانی داؤد علیہ السلام کو سزا سنائی گئی (نمبر2 سموئیل 12:7 تا 12) جس کے نتیجہ میں خداوند کی مرضی اور حکم کے مطابق داؤد علیہ السلام کا بیٹا ابی سلوم (اب شالوم) سب بنی اسرائیل کے سامنے دن دیہاڑے اپنے باپ کی بیویوں سے صحبت کرتا ہے (نمبر2 سموئیل 16:21 تا 22)

قارئین موجودہ بائبل نے انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین و تنقیص کیلئے کوئی موقع ہاتھ

سے نہیں جانے دیا اور اس میں جو کوئی کسررہ گئی تھی وہ "تالمود" وغیرہ یہود کے دوسرے مذہبی نوشتوں نے پوری کردی اب غور کریں کہ بقول بائبل جرم تو داؤد علیہ السلام سے سرزد ہوا لیکن سب بنی اسرائیل کے سامنے دن دیہاڑے سزا داؤد علیہ السلام کی بیویوں کو اپنے بیٹے سے بدکاری کرانے کی شکل میں ملی اور وہ بھی خداوند کی مرضی اور چاہت کی وجہ سے گویا کہ یہ گھناؤنا اور مکروہ فعل خداوند نے خود کرایا اور بائبل نے اس فعل کی ساری ذمہ داری خداوند پرڈال کے اسے بھی مجرم بنادیا قارئین اسی لیئے قرآن مجید باربار اس قسم کے الزامات وبہتان تراشیوں کی تردید کرکے انبیاء کرام خصوصاً" انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام کی مقبولیت ' صالحیت اور عصمت وعفت کا پُرزور اثبات کرتا چلا جاتا ہے اس مقام پر بھی اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو "اپنا قوت والا بندہ"(نہ کہ خواہشات نفسانی کے ہاتھوں بے بس ہو کر گناہ کرنے والا) کہہ کر انکی شان عبدیت ونبوت کو اجاگر کیا (ص 17تا20)

بعض سینٹ پالی مشنریوں کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہو کر لوگ کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی سورۃ ص پارہ نمبر23 میں جو بیان آیات نمبر21تا25 کے تحت ذکر ہوا ہے اس میں وہی "اوریاہ" والا قصہ بیان کیا گیا ہے لیکن ایسی بات وہی لوگ کہہ سکتے ہیں جن کے دماغ میں پہلے سے ہی بائبل کے "قصہ اوریاہ" نے قبضہ کر رکھا ہے ورنہ قرآن مجید میں تو اس قصہ کی طرف اشارہ تک نہیں پایا جاتا اور مزید یہ کہ بائبل میں اس قصہ کا جو قرآن مجید میں ان جھگڑنے والوں کے آنے اور دیوار کو پھاند کر اندر آجانے کی بابت ہے کچھ ذکر نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ بائبل کا "قصہ اوریاہ" اور قرآن کا یہ قصہ دونوں جداگانہ قصے ہیں

یہ واقعہ موافق عبارت قرآنی یوں ہے کہ دو شخص داؤد علیہ السلام کے پاس محراب (خلوت خانہ) میں دیوار پھاند کر آئے داؤد علیہ السلام گھبرائے کیونکہ یہ وقت کسی کے آنے کا نہ تھا دروازے پر پہرے دار موجود تھے اس سے داؤد علیہ السلام سمجھے کہ دشمن نہ ہوں کیونکہ ان دنوں میں فلسطانیوں کی لڑائی جاری تھی اس لیئے ان دو شخصوں نے عرض کیا کہ ہم اہل مقدمہ ہیں فیصلہ کیلئے آپ کے پاس آئے ہیں آپ ہمیں دشمن جان کر نہ ڈریں یہ تسلی انہوں نے اس لیئے دی کیونکہ فرصت کا وقت جان کروہ خلاف قانون دیوار پھاند کر آئے تھے داؤد علیہ السلام کے دل میں دشمن کا خطرہ اور قانون کی خلاف ورزی پر غصہ پیدا ہونا لازمی امر تھا جس پر ان دواشخاص نے تسلی دی اور کہا کہ ہم آپس میں جھگڑتے ہوئے فیصلہ کیلئے آپ کے پاس آئے ہیں آپ غصہ کو جانے دیں اور بے انصافی کو چھوڑ کر ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کیجئے پھر انہوں نے دنبیوں کا مقدمہ پیش کیا داؤد علیہ السلام نے فیصلہ مبنی برحق کر دیا اس سے داؤد علیہ السلام سمجھ گئے کہ ان دو اشخاص کی آمد ورفت کے طریقہ کار میں اللہ نے میرے "حلم اور انصاف" کا امتحان لیا ہے کہ ان دو اشخاص کے "خلاف قانون" اور بے قاعدہ طور پر آنے اور سخت کلامی کرنے کے باوجود بھی میں ان سے انصاف کرتا ہوں یا انہیں شاہی زعم میں بوجہ غصہ خلوت خانہ سے باہر نکلوادیتا ہوں جیسا کہ بادشاہوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو بے موقع اور گستا خانہ انداز میں فریاد لے کر ان کے پاس آتا ہے تو اسے گستاخی کی سزا دیتے ہیں

یہ خیال آتے ہی داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے معافی مانگی اور اللہ کی طرف رجوع کیا تاکہ انسان ہونے کے ناطے ان دو اشخاص کے گستاخانہ انداز آمدورفت پر اگر دل میں کوئی رنجش یا غصہ آگیا ہو تو اللہ اسے معاف فرمائے اس ذرا سی بات پر بھی داؤد علیہ

السلام سجدہ میں گر پڑے اور اس کو بڑا گناہ سمجھ کر اللہ سے رو کر معافی مانگی کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اللہ کا ڈر دل میں رکھنے والے صالح مومنین ذرا سی لغزش کو بھی پہاڑ سمجھا کرتے ہیں بہر حال اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مرتبہ اور عمدہ ٹھکانے کی خوشخبری دیتے ہوئے داؤد علیہ السلام کو معاف کردیا اس امتحان میں کامیاب ہو کر داؤد علیہ السلام نے ثابت کردیا کہ میں خلافت اور انصاف کی کرسی پر بیٹھنے کے لائق ہوں اس لیئے اللہ تعالیٰ نے بھی داؤد علیہ السلام کو خلافت ارضی پر فائز رکھا تاکہ لوگوں کے درمیان انصاف سے فیصلے ہوتے رہیں اور آئندہ بھی اسی طرح خواہشات نفسانی کی پیروی سے بچتے رہیں جو کہ خلافت ارضی کیلئے ضروری ہے

قارئین یہ ہے وہ واقعہ اور قرآن مجید کے الفاظ بھی یہی ظاہر کرتے ہیں اور اسی کے تمام اہل حق قائل ہیں بعض قصہ خوانوں نے بائبل کی کتاب نمبر2 سموئیل باب نمبر11 تا باب نمبر12 میں بیان کردہ "قصہ اوریاہ" کو داؤد علیہ السلام کے مذکورہ بالا واقعہ قرآنی کی تفسیر میں چسپاں کردیا مگر قدماء اسلام اس کے سخت منکر تھے قاضی عیاض" فرماتے ہیں کہ اس قصہ کا ہرگز اعتبار نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ نہ قرآن مجید میں اس کی تصریح ہے نہ ہی کسی صحیح حدیث میں' بلکہ مؤرخین کی باتیں ہیں جن کو بعض مفسرین نے تفسیر میں لکھ دیا (تفسیر حقانی) امام رازی" فرماتے ہیں کہ آیات میں واقعہ کے شروع میں بھی داؤد علیہ السلام کی مدح ہے اور بعد میں بھی پھر کیونکہ عقل میں آسکتا ہے کہ جس نے ناحق ایک دین دار کو قتل کرایا اور اس کی بیوی چھین لی (بقول بائبل زدہ مفسرین) جس سے بڑھ کر شرک کے بعد اور کیا گناہ ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ اس کی مدح کرے؟ امام رازی" نے اس قصہ کی تکذیب میں سترہ قرائن پیش کیئے ہیں سات قرائن قرآنی آیات میں قصہ مذکور سے پہلے

اور دس قرائن قرآنی آیات میں قصہ مذکور کے بعد (تفصیل کیلئے دیکھئے تفسیر ثنائی) ان سب وجوہات کے سبب امام رازیؒ نے اس "قصہ اوریاہ" کا بطلان ثابت کیا ہے اور اسی لیئے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کوئی داؤد علیہ السلام کا قصہ (اوریاہ) بیان کرے گا (تائید کرے گا) میں اس کو ایک سو ساٹھ درے لگاؤں گا جو انبیاء کرام علیہم السلام پر تہمت کی "حد" ہے (تفسیر کبیر مصری جلد نمبر7)

یہاں بعض لوگوں نے ایک بے سروپا روایت اسرائیلیات سے لیکر نقل کردی ہے لیکن محققین کا فیصلہ یہی ہے کہ ایسی روایت کسی عام مرد صالح کے حق میں بھی قابل قبول نہیں چہ جائیکہ ایک نبی برحق کے حق میں (کس طرح قبول کی جائے؟)" (تفسیر ماجدی) "مفسرین نے یہاں پر ایک قصہ بیان کیا ہے لیکن اس کا اکثر حصہ بنی اسرائیل کی روایتوں سے لیا گیا ہے حدیث سے ثابت نہیں ہے" (تفسیر ابن کثیر) "یہ قصہ دراصل یہودیوں کی بائبل سے لیا گیا ہے مگر چونکہ بائبل میں (اس "قصہ اوریاہ" کے تحت) قبل از نکاح حرام کاری کا ذکر ہے اس لیئے ان ناقلین نے اتنا حصہ چھوڑ کر باقی کو نقل کر دیا...... اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام کی نسبت عورت کا قصہ ایک لغو بلکہ جھوٹا ہے (تفسیر ثنائی) (کتاب الفصل مصنف امام ابن حزمؒ جلد چہارم)

سلیمان علیہ السلام

قارئین سلیمان علیہ السلام کے بارے میں بائبل نے یہ کہا کہ "جبعون میں خداوند رات کے وقت سلیمانؑ کو خواب میں دکھائی دیا اور خداوند نے کہا مانگ میں تجھے کیا دوں؟...... (سلیمانؑ نے کہا) سو تو اپنے خادم کو اپنی قوم کا انصاف کرنے کیلئے سمجھنے والا دل عنایت کر تاکہ میں برے اور بھلے میں امتیاز کر سکوں کیونکہ تیری اس بڑی قوم کا

انصاف کون کر سکتا ہے؟ اور یہ بات خداوند کو پسند آئی کہ سلیمانؑ نے یہ چیز مانگی اور خدا نے اس سے کہا...... سو دیکھ میں نے تیری درخواست کے مطابق کیا میں نے ایک عاقل اور سمجھنے والا دل تجھ کو بخشا ایسا کہ تیری مانند نہ تو کوئی تجھ سے پہلے ہوا اور نہ کوئی تیرے بعد تجھ سا برپا ہو گا" (نمبر1 سلاطین 5:3 تا 12) "خداوند کا کلام سلیمانؑ پر نازل ہوا" (نمبر1 سلاطین 11:6)

مگر قارئین خداوند کی طرف سے خاص طور پر عطا کردہ دل کی کارکردگی کے بارے میں بائبل کہتی ہے کہ "اور سلیمانؑ بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے یعنی مُوآبی۔ عمّونی۔ اَدُومی ۔ صَیدانی اور حِتی عورتوں سے محبت کرنے لگا یہ ان قوموں کی تھیں جن کی بابت خداوند نے بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ تم ان کے بیچ نہ جانا اور نہ وہ تمہارے بیچ آئیں کیونکہ وہ ضرور تمہارے دلوں کو اپنے دیوتاؤں کی طرف مائل کر لیں گی سلیمانؑ ان ہی کے عشق کا دم بھرنے لگا اور اس کے پاس سات سو شاہزادیاں اس کی بیویاں اور تین سو حرمیں تھیں اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا کیونکہ جب سلیمانؑ بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا اور اس کا دل خدوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤدؑ کا دل تھا کیونکہ سلیمانؑ صیدانیوں کی دیوی عستارات اور عمّونیوں کے نفرتی (دیوتا) "ملکوم" کی پیروی کرنے لگا اور سلیمانؑ نے خداوند کے آگے بدی کی اور اس نے خداوند کی پوری پیروی نہ کی جیسی اس کے باپ داؤدؑ نے کی تھی پھر سلیمانؑ نے مُوآبیوں کے نفرتی (دیوتا) "کموس" کیلئے اس پہاڑ پر جو یروشلم کے سامنے ہے اور بنی عمّون کے نفرتی (دیوتا) "مُولک" کیلئے بلند مقام بنادیا اس نے ایسا ہی اپنی سب اجنبی بیویوں کی خاطر کیا جو اپنے دیوتاؤں کے

حضور بخور جلاتی اور قربانی گزارتی تھیں اور خداوند سلیمانؑ سے ناراض ہوا کیونکہ اس کا دل خداوند اسرائیل کے خدا سے پھر گیا تھا جس نے اسے دوبارہ دکھائی دے کر اس کو اس کام کا حکم کیا تھا کہ وہ غیر معبودوں کی پیروی نہ کرے پَر اس نے وہ بات نہ مانی جس کا حکم خداوند نے دیا تھا" (نمبر1 سلاطین 1:11 تا 10)

قارئین ملاحظہ کیجئے بائبل نے سلیمان علیہ السلام کی پانچ خطاؤں کا ذکر کیا ہے اول جو سب سے بڑی خطا ہے وہ یہ ہے کہ سلیمان علیہ السلام اپنی زندگی کے آخری ایام میں (جو عام طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہونے کا دَور ہوتا ہے) نعوذباللہ مرتد ہوجاتے ہیں اور موسوی شریعت میں مرتد کی سزا سنگساری ہے (استثناء باب نمبر13) پھر توریت کے کسی مقام سے بھی یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مرتد کی توبہ قبول ہو سکتی ہے کیونکہ اگر مرتد کی توبہ کا قبول ہونا ممکن ہو سکتا تو پھر موسیٰ علیہ السلام گوسالہ پرستوں کے قتل کا حکم نہ دیتے جس میں تین ہزار بچھڑے کے پجاری مارے گئے" (خروج 27:32 تا 28) دوسری خطا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے غیر قوم کے دیوی دیوتاؤں کیلئے بڑے بڑے بت خانے یروشلم کے سامنے پہاڑ پر بنوائے جو کئی سو سال تک باقی رہے یہاں تک کہ "یوسیاہ بن امون" شاہ یہوداہ نے اپنے دَور سلطنت میں ان بت خانوں میں نجاست ڈلوا کے سلیمان علیہ السلام کے بنوائے ہوئے بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا (نمبر2 سلاطین 13:23 تا 14)

تیسری خطا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے ان قبیلوں کی لڑکیوں سے شادیاں کیں جن کے ساتھ تعلق رکھنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا تھا کہ "تو ان سے شادی بیاہ بھی نہ کرنا نہ ان کے بیٹوں کو اپنی بیٹیاں دینا اور نہ اپنے بیٹوں کیلئے ان کی بیٹیاں لینا کیونکہ وہ تیرے

بیٹوں کو میری پیروی سے برگشتہ کریں گے تاکہ وہ اور معبودوں کی عبادت کریں" (استثناء 1:7 تا 5) چوتھی خطا یہ کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک ہزار عورتوں سے نکاح کیا حالانکہ بنی اسرائیل کے بادشاہ کیلئے زیادہ شادیاں کرنا ممنوع تھا کہ "وہ بہت سی بیویاں بھی نہ رکھے تانہ ہو کہ اس کا دل پھر جائے" (استثناء 14:17 تا 17) پانچویں خطا یہ کہ سلیمان علیہ السلام کی بیویاں اپنے دیوتاؤں کے حضور بخور (خوشبوئیں) جلاتیں اور ان کیلئے قربانی کیا کرتی تھیں حالانکہ بائبل ہی کہتی ہے کہ "جو کوئی واحد خداوند کو چھوڑ کر کسی اور معبود کے آگے قربانی چڑھائے وہ بالکل نابود کر دیا جائے" (خروج 20:22) لہٰذا ان عورتوں کا قتل واجب تھا لیکن سلیمانؑ نے توریت کی مقرر کردہ سزائیں نہ اپنے اوپر نافذ کیں اور نہ ہی اپنی بت پرست بیویوں پر تاحیات کوئی سزا جاری کی علاوہ ازیں عہد نامہ عتیق کے کسی مقام سے سلیمان علیہ السلام کا توبہ کرنا بھی ثابت نہیں کیونکہ اگر وہ توبہ کرتے تو سب سے پہلے یروشلم کے سامنے پہاڑ پر اپنے بنائے ہوئے بت خانے گراتے ان بتوں کو توڑتے جن کو بت خانوں کی زینت بنا رکھا تھا اور ان عورتوں کو سنگسار کرتے جنہوں نے سلیمان علیہ السلام کے دل کو پھیر دیا تھا گو پھر بھی توبہ قبول ہونے کے لائق نہیں ہو سکتی کیونکہ توریت میں مرتد کی سزا سنگساری کے سوا کچھ نہیں چاہے نبی ہی کیوں نہ ہو (استثناء 1:13 تا 5) .

قارئین ذرا انصاف کریں کہ جس ہستی کو اللہ تعالیٰ نے بقول بائبل اپنے دیدار سے مشرف کیا ہو جس سے ہمکلامی ہوئی ہو جس کو ایسا عاقل اور سمجھنے والا دل عطا کیا گیا ہو کہ اس سے پہلے اور بعد میں کسی کو بھی نہ ملا ہو جس نے رب واحد کی عبادت کیلئے "بیت المقدس" بنایا ہو (نمبر1 سلاطین باب نمبر6 مکمل) کیا ایسی ہستی کا بیویوں کی خاطر بت

پرست ہو جانا ممکن ہے؟ کیا ایسی ہستی کو اس کی بیویاں بت پرستی کی طرف مائل کر سکتی ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں قطعاً" نہیں دنیا سینکڑوں سالوں تک یہودیانہ و سینٹ پالی تحریفات و اختراعات کا شکار ہو کر اس توحید کے داعی سلیمان علیہ السلام کو نعوذ باللہ کافر، مرتد اور مشرک سمجھتی رہی ان یہودیوں اور سینٹ پالی مسیحیوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو اور خصوصاً" سلیمان علیہ السلام کو فاسق، کافر، مرتد اور مشرک قرار دے کر بلا دلیل ان کی نبوت کا انکار کرنا تو گوارہ کر لیا لیکن جرأت کے ساتھ یہ کہنا گوارہ نہ کیا کہ بائبل میں بیان کردہ یہ قصہ اور بقیہ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی اور توہین پر مبنی فحش اور شرکیہ عبارات سراسر من گھڑت اور الحاقی ہیں بائبل تحریفات سے پاک نہیں ہے، حق کو واشگاف کرنے کا یہ منصب تو درحقیقت قرآن مجید کا ہے جو ہر قوم اور ہر دور کے سچے نبیوں اور رسولوں کی عزت وناموس کا محافظ ہے اور اس نے آکر یقین نہ کرنے والی دنیا کے سامنے اعلان کیا کہ سلیمان علیہ السلام کو تم معاذاللہ کافر اور مرتد کہتے ہو تمہارا بیان کردہ پورا بائبلی قصہ سلیمان علیہ السلام پر ایک شرمناک تہمت ہے کیونکہ "سلیمانؑ تو کفر کے مرتکب ہی نہیں ہوئے"(بقرہ 102)

قارئین قرآن کی صدائے حق فضاؤں میں آج تک گونج رہی ہے لیکن بائبل کے پرستاروں نے بات نہ مانی مگر قدرت حق کا اعجاز بھی دیکھئے کہ اب جو فاضلانہ و محققانہ کتب سینٹ پالیوں کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں ان میں برٹش محققین کی کاوشوں کا لب لباب اور نچوڑ "انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا" کے ایڈیشن نمبر14 میں مقالہ "سلیمانؑ" کے تحت صاف لکھا ہے کہ "سلیمانؑ خدائے واحد کے مخلص پرستار تھے"(جلد نمبر2 صفحہ نمبر952 ایڈیشن نمبر14) علاوہ ازیں قرآن نے یہ بھی کہا کہ سلیمان علیہ السلام بہترین بندے اور

(اللہ کی طرف) رجوع کرنے والے تھے (نہ کہ مشرک) (ص 30) "بے شک اس (سلیمان علیہ السلام) کیلئے ہمارے (اللہ کے) پاس قرب اور عمدہ مقام ہے" (ص 40) "اور سلیمان علیہ السلام (اپنے باپ) داؤد علیہ السلام کے وارث ہوئے" (نمل 16) قارئین اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کا وارث صرف سلیمان علیہ السلام کو بتایا ہے حالانکہ بائبل کے مطابق داؤد علیہ السلام کے چھ بیٹے بمقام جبرون پیدا ہوئے (نمبر2 سموئیل 2:3 تا 5) اور گیارہ بیٹے یروشلم میں پیدا ہوئے (نمبر2 سموئیل 13:5 تا 16) یعنی کل سترہ لڑکے تھے اس سے ظاہر ہوا مندرجہ بالا قرآنی آیت کو سامنے رکھتے ہوئے یہاں وراثت سے مراد مال و اسباب کی وراثت نہیں ورنہ وہ تو تمام سترہ بیٹوں میں تقسیم ہوتی جب کہ قرآن نے صرف سلیمان علیہ السلام کو وارث داؤد علیہ السلام کہا ہے حقیقت میں مندرجہ بالا قرآنی آیت بائبل کی اس بات کی تردید کرتی ہے کہ "جب سلیمانؑ بڈھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کے دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کرلیا اور اس کا دل خداوند اپنے خدا کے ساتھ کامل نہ رہا جیسا اس کے باپ داؤدؑ کا دل تھا" (نمبر1 سلاطین 4:11) اس لیئے قرآن نے سلیمان علیہ السلام کو داؤد علیہ السلام کا وارث کہہ کر یہ ثابت کردیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت اور منصب نبوت میں سلیمان علیہ السلام کا وہی درجہ ہے جو ان کے باپ داؤد علیہ السلام کا ہے اور ورثہ نبوت میں سلیمان علیہ السلام ہی اپنے باپ داؤد علیہ السلام کے وارث حقیقی تھے (نمل 15-19)

قارئین بائبل میں "سبا کی ملکہ" کا ذکر اس طرح ہے کہ وہ سلیمانؑ کی حکمت اور اقبال مندی کی شہرت سن کر خود یروشلم میں آئی تاکہ سلیمانؑ کو مشکل سوالوں سے آزمائے جب سلیمانؑ بادشاہ نے اس کے سب سوالوں کے جواب دے دیئے تو "ملکہ سبا" سلیمانیؑ محل کی

شان و شوکت اور سلیمانؑ کی عدل وانصاف والی بادشاہی کی تعریفیں کرتی ہوئی بیش قیمت تحائف پیش کرتی ہے جس پر سلیمانؑ بادشاہ نے بھی اسے منہ مانگے تحائف اور شاہانہ سخاوت سے عنایت کیا تب وہ ملکہ اپنے ملازمین سمیت اپنی مملکت کو لوٹ گئی(نمبر1 سلاطین 1:10تا13) (نمبر2 تواریخ 1:9تا12) مگر قرآن نے کہا کہ ہدہد پرندے کی اطلاع پر سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ملک سبا کی سورج پرست مشرک قوم نے ایک عورت کو اپنا حکمران بنا رکھا ہے چنانچہ سلیمان علیہ السلام نے اسی ہدہد پرندے کے ذریعے ملکہ سبا کو خط روانہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے تحریر کو شروع کرکے اسے لکھا کہ مجھ سے سرکشی نہ کر اور مسلمان ہونے کیلئے آجا لیکن ملکہ سبا نے ہنگامی طور پر پارلیمنٹ کا اجلاس بلا کے جب اس معاملے کو پیش کیا تو سورج پرست مشرک قوم کے "رن مرید" جرنیلوں نے ملکہ سبا کو اپنے جنگی ساز وسامان اور قوت کے بھرپور تعاون کا یقین دلایا مگر ملکہ سبا نے جنگ کی تباہ کاریوں اور ہولناکیوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک "سفارتی مشن" کے ذریعے "اقتصادی امداد" بھیج کر سلیمان علیہ السلام کی نبوت کو آزمانے کا اعلان کر دیا لیکن سلیمان علیہ السلام نے اس "سفارتی مشن" کی طرف سے پیش کردہ "اقتصادی امداد" کو ٹھکرا کر کہا کہ میرے پاس اللہ کا عطا کردہ مال تمہاری "اقتصادی امداد" سے بہت زیادہ اور بہتر ہے کیونکہ "اقتصادی امداد" لے کر تم جیسے مشرک اور دنیا دار و عیاش لوگ خوش ہوتے ہیں اس لیئے "اقتصادی امداد" کی رشوت لے کر واپس جاؤ اور ہمارے مجاہدین کے جہادی لشکر کے حملہ آور ہونے کا انتظار کرو "سفارتی مشن" کے جانے کے بعد سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کا عظیم الشان تخت شاہی اللہ کے فضل سے اپنے دربار میں منگوالیا تو ملکہ سبا کی آمد پر جیسے ہی اسے اپنا تخت معمولی تغیر و تبدل کے ساتھ

دربار سلیمانی میں نظر آیا تو وہ حیران ہو کر کھڑی رہ گئی تب سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کو شرک جیسے گھناؤنے جرم سے روکا ملکہ سبا نے شرک کو چھوڑ کر اللہ کی توحید کا اقرار کرتے ہوئے اسلام قبول کیا (نمل 20 تا 44) قارئین قرآن مجید کے اس مندرجہ بالا حوالہ سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ سلیمان علیہ السلام تخت شاہی پر متمکن ہونے کے باوجود اپنے منصب نبوت کا حق ادا کرتے ہوئے شرک اور کفر کی بیخ کنی کرکے دوسری قوموں اور مملکتوں تک عقیدہ توحید اور دین اسلام کی دعوت پہنچانے والے تھے نہ کہ بقول بائبل کفر و شرک کی اشاعت و تبلیغ کیلئے بت خانے قائم کرنے والے تھے

ایوب علیہ السلام

قارئین بائبل میں کتاب "ایوبؑ" الگ ہی ہے جو بیالیس ابواب پر مشتمل ہے بائبل نے صرف یہی کہا کہ "عُوض کی سرزمین میں ایوبؑ نام ایک شخص تھا وہ شخص کامل اور راستباز تھا اور خدا سے ڈرتا اور بدی سے دور رہتا تھا"(ایوب 1:1) مگر قرآن مجید میں دو جگہوں پر ان کا نام انبیاء کرام علیہم السلام کی فہرست میں لکھا ہوا ہے یعنی (سورۃ نساء 163 سورۃ انعام 85) میں ایوب علیہ السلام کو نبی کہا گیا ہے بائبل نے کہا کہ جب ایوبؑ کی آزمائش کیلئے ان کا مال اسباب اور مے نوشی کرتے ہوئے ایوبؑ کی بیٹیاں اور بیٹے خداوند نے شیطان کے کہنے پر ختم کر دیئے تو "ایوبؑ نے اٹھ کر اپنا پیراہن چاک کیا اور سر منڈایا اور زمین پر گر کر سجدہ کیا اور کہا ننگا میں اپنی ماں کے پیٹ سے نکلا اور ننگاہی واپس جاؤں گا خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا خداوند کا نام مبارک ہوان سب باتوں میں ایوبؑ نے نہ تو گناہ کیا اور نہ خدا پر بے جا کام کا عیب لگایا"(ایوب 1:2تا22) جب شیطان نے خداوند کی اجازت سے ایوبؑ کو پھوڑوں کی بیماری میں مبتلا کر دیا" تب اس کی بیوی اس سے کہنے لگی کہ کیا تو اب بھی اپنی راستی پر قائم رہے گا؟ خدا کی تکفیر کر اور مر جا پر اس نے اس سے کہا کہ تو ناوان عورتوں کی سی باتیں کرتی ہے کیا ہم خدا کے ہاتھ سے سکھ پائیں اور دکھ نہ پائیں ان سب باتوں میں ایوبؑ نے اپنے لبوں سے خطانہ کی"(ایوب 1:2تا10) جب ایوبؑ کے تینوں دوست اطلاع ملنے پر آئے تو چلا چلا کر روتے ہوئے اپنے پیراہن چاک کرتے ہیں اپنے سر کے اوپر آسمان کی طرف دھول اڑا کے سات دن اور سات رات تک اس کے ساتھ زمین پر بیٹھے رہے (ایوب 11:2تا13)

مگر قارئین خدا پر بے جاکام کا عیب نہ لگانے والا اور اپنے لبوں سے خطانہ کرنے والا ایوب علیہ السلام بقول بائبل کے صبر کا یہ مظاہرہ کرتا ہے کہ ''اس کے بعد ایوبؑ نے اپنا منہ کھول کر اپنے جنم دن پر لعنت کی''بائبل کی کتاب ''ایوب کا تیسرا باب مکمل طور پر اس جیسی حسرت اور افسوس کی باتوں سے بھرا پڑا ہے بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ ''ایوبؑ نے کہا اے میرے دوستو مجھ پر ترس کھاؤ ترس کھاؤ کیونکہ خدا کا ہاتھ مجھ پر بھاری ہے تم کیوں خدا کی طرح مجھے ستاتے ہو''(ایوب 21:19 تا 22'' زندہ خدا کی قسم جس نے میرا حق چھین لیا اور قادر مطلق کی سوگند جس نے میری جان کو دکھ دیا ہے (ایوب 2:27)میں صادق ہوں خدا نے میری حق تلفی کی ہے اگرچہ میں حق پر ہوں تو بھی جھوٹا ٹھہرتا ہوں گو میں بے تقصیر ہوں میرا زخم لا علاج ہے(ایوب 5:34 تا 6)''اس (خدا) کا قہرایوبؑ پر بھڑکا اس لیئے کہ اس نے خدا کو نہیں بلکہ اپنے آپ کو راست ٹھہرایااور اس کے تینوں دوستوں پر بھی اس کا قہر بھڑکا اس لیئے کہ...... انہوں نے ایوبؑ (بمطابق کاتھولک بائبل خدا) کو مجرم ٹھہرایا'' (ایوب 2:32 تا 3) تب ایوبؑ نے خداوند کو یوں جواب دیا میں جانتا ہوں کہ تو سب کچھ کر سکتا ہے........ لیکن میں نے جو نہ سمجھا وہی کہا یعنی ایسی باتیں جو میرے لیئے نہایت عجیب تھیں جن کو میں جانتا نہ تھا میں تیری منت کرتا ہوں سن........اس لیئے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے اور میں خاک اور راکھ میں توبہ کرتا ہوں'' (ایوب 1:42 تا 6) قارئین قرآن نے بائبل کے ایوبیؑ نوحہ ' بین اور آہ وبکا والی باتوں کو منصب نبوت کے منافی جانتے ہوئے رد کر دیا جن میں ایوبؑ نے خدا کو ستانے والا ' حق چھیننے والا ' جان کو دکھ دینے والا اور حق تلفی کرنے والا کہا اور خدا کی طرف سے قہر بھڑکنے اور دھمکیاں ملنے پر آخر کار مجبوراً'' اپنے آپ سے نفرت کرتے ہوئے خدا کی

منتیں کر کے خاک اور راکھ میں توبہ کی پھر بھی بائبل کا اس بات پر اصرار ہے کہ "ایوبؑ نے نہ تو گناہ کیا اور نہ خدا پر بے جا کام کا عیب لگایا" (ایوب 22:1) اور یہ بھی کہ "ان سب باتوں میں ایوبؑ نے اپنے لبوں سے خطا نہ کی" (ایوب 10:2)

قرآن مجید نے کہا کہ ایوب علیہ السلام نے نہایت ہی عاجزانہ انداز میں اپنے رب کو پکارا (اور اللہ تعالیٰ کا گلہ و شکوہ کرنے کی بجائے تکلیف کو شیطان کی طرف منسوب کرتے ہوئے کہا) کہ شیطان نے مجھ کو تکلیف دے رکھی ہے (تاکہ صبرو استقامت کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دوں) (ص 41) "اس لیئے تو (اے اللہ) سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے (اللہ نے فرمایا) ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور جوان کو تکلیف تھی (قرآن نے تکلیف کا ذکر کیئے بغیر کہا کہ) وہ دور کر دی (انبیاء 83 تا 84) وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام سے فرمایا کہ "آپ اپنا پاؤں زمین پر ماریں (دیکھو) یہ (چشمہ اللہ کے حکم سے نکل آیا) نہانے کو ٹھنڈا اور پینے کو (میٹھا)...... بے شک ہم نے ان (ایوبؑ) کو صابر پایا (اس امتحان میں) بہت ہی اچھا بندہ تھا بے شک وہ (اپنے رب کی طرف) رجوع (اور توبہ) کرنے والا تھا (نہ کہ رب کو موردالزام ٹھہرانے والا) (ص 42 تا 44) دیکھا قارئین کہ قرآن نے کس طرح ایوب علیہ السلام کی پیغمبرانہ شان اور عظمت وتقدس کو بحال کیا

زکریا علیہ السلام

قارئین زکریا علیہ السلام کی نبوت کا اقرار صرف قرآن مجید کرتا ہے (سورۃ انعام 86) ورنہ یہودی اور سینٹ پالی بت پرست مسیحیوں نے ان کی نبوت کا انکار کیا ہے ان کے ہاں زکریا علیہ السلام کی حیثیت "ہیکل بیت المقدس" کے ایک بزرگ مجاور خادم اور کاہن کی ہے (انجیل لوقا 5:1) قرآن کہتا ہے زکریا علیہ السلام کے دور میں مسیح ابن مریم علیہ

السلام کی نانی جان (جن کا مسیحی نوشتوں میں "حنہ" نام بتایا گیا ہے) عمران کی بیوی نے اللہ کے نام کی منت مانی کہ جو میرے پیٹ میں ہے میں اسے بیت المقدس کی خدمت کیلئے وقف کر دوں گی (خواہش تھی کہ لڑکا پیدا ہو) لیکن لڑکی بنام "مریم" سلام اللہ علیہا کے پیدا ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اسے ہی فضیلتیں، مرتبے اور درجے عطا کرکے بیت المقدس کی خدمت کیلئے قبول کرلیا (سورۃ آل عمران 35 تا 36) قارئین یاد رہے کہ "مریم" سلام اللہ علیہا کی پیدائش سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ نے جو اللہ کے نام کی "نذر نیاز" مانی تھی اس کی بابت بہت سی تفصیلات قدیم ترین مسیحی نوشتوں میں درج تھیں لیکن بزرگان کلیسا نے جب کاٹ چھانٹ کرکے "مستند اناجیل اربعہ" مرتب کرنا شروع کیں تو ان مضامین اور بیانات کو اس سے خارج کردیا اس بات کی گواہی خود آج کے مسیحی اکابرین بھی دے رہے ہیں (مثلاً "کیتھولک ڈکشنری صفحہ نمبر48اور ہیسٹنگز کی ڈکشنری آف دی بائبل جلد نمبر3 صفحہ نمبر288) قرآن کہتا ہے کہ جب "والدہ مریم" سلام اللہ علیہا کی نذر کو اللہ تعالیٰ نے اس لڑکی کی شکل میں بیت المقدس کی خدمت کیلئے قبول کرلیا "تو مریم سلام اللہ علیہا کی کفالت کیلئے قرعہ اندازی کی گئی (آل عمران 44) آخر زکریا علیہ السلام کا نام کفالت کیلئے سامنے آیا تو (بیت المقدس میں ہی خادموں اور عبادت گزاروں کیلئے بنے ہوئے حجروں میں سے ایک حجرہ میں مریم سلام اللہ علیہا کو رکھا گیا سرپرست اور رشتہ میں خالو ہونے کی وجہ سے زکریا علیہ السلام خبرگیری کیلئے حجرہ میں جایا کرتے تھے) جب کبھی زکریا علیہ السلام ان کے پاس حجرہ میں جاتے تو مریم سلام اللہ علیہا کے پاس کھانے پینے کی چیزیں (پہلے سے ہی) موجود پاتے جب حیران ہو کر زکریا علیہ السلام نے مریم سلام اللہ علیہا سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا

رزق ہے(اور یہ میرا کمال نہیں بلکہ) اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا کرتا ہے (آل عمران 37) قارئین حیرانی کی بات ہے کہ مریم سلام اللہ علیہا کے شرف و عظمت کی یہ ساری تفصیلات اناجیل اربعہ میں موجود نہیں ہیں بلکہ قرآن مجید ہی ان کو کھول کھول کربیان کر رہا ہے

اب چونکہ زکریا علیہ السلام ضعیف العمر ہو چکے تھے اور ان کی بیوی بانجھ تھیں اس لیئے زکریا علیہ السلام نے مریم سلام اللہ علیہا کے پاس حجرہ میں اللہ تعالٰی کی طرف سے کھانے پینے کی چیزیں جب دیکھیں تو اچانک آپ کا ذہن یہ سوچنے لگا کہ جو اللہ تعالٰی اس پر قادر ہے کہ بلا اسباب ظاہری یہاں پر حجرہ میں تر و تازہ میوہ جات پہنچا دیتا ہے تو وہ یقیناً" اس پر بھی قادر ہے کہ اس ضعیف العمری میں مجھے اولاد کی نعمت سے سرفراز کردے چنانچہ زکریا علیہ السلام نے نہایت عاجزی کے ساتھ اپنے رب سے دعا مانگی کہ مجھے اپنے بعد دین کے دعوتی اور اصلاحی کام کو جاری رکھنے والا رشتہ داروں میں کوئی بھی نظر نہیں آتا اور میری اپنی اولاد نہیں ہے اس لیئے مجھے ایسا پاکیزہ بیٹا عطا فرما جو میرے اور آل یعقوبؑ کے دینی مشن کو جاری رکھنے کا صحیح معنوں میں وارث ہو(مریم 2تا6 آل عمران 38 انبیاء 89تا90) زکریا علیہ السلام محض اولاد ہی نہیں چاہتے تھے بلکہ "پاکیزہ" اولاد چاہتے تھے جو ان کے بعد ان کے مشن تبلیغ توحید کو جاری رکھے دینی خدمات سنبھالے ان کی مسند پر بیٹھ کر علم و حکمت کے خزانوں اور کمالات نبوت جیسی مقدس امانتوں کا بوجھ اٹھاسکے قارئین یہ تھی وہ دینی اور علمی وراثت جس کیلیئے انہوں نے اپنے رب سے وارث مانگا وراثت مالی یہاں پر اس لیئے مراد نہیں لی جا سکتی کیونکہ یہ بات تو تمام دنیا جانتی ہے کہ بیٹا باپ کے مال جائیداد کا وارث ہوتا ہے پھر تمام آل یعقوبؑ کے اموال واملاک کاوارث تنہا

زکریا علیہ السلام کا بیٹا ویسے بھی نہیں بن سکتا تھا علاوہ ازیں یہ خیال کرنا کہ زکریا علیہ السلام کو اپنے مال و دولت کی فکر تھی کہ کہیں میرے گھر سے نکل کر دوسرے رشتہ داروں کے پاس نہ پہنچ جائے یہ خیال ہی نہایت ادنٰی اور پست ہے کیونکہ انبیاء کرام علیھم السلام کی یہ شان نہیں ہوتی کہ دنیا سے رخصت ہوتے وقت دنیا کے حقیر مال ودولت کی فکر میں پڑجائیں کہ ہائے یہ کہاں جائے گا اور کس کے پاس رہے گا انبیاء کرام علیھم السلام کی نظر بہرحال آخرت پر اور دینی امور کی ذمہ داریوں پر رہتی ہے بہرحال ادھر زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی ادھر قبول ہو گئی اللہ تعالٰی کی طرف سے ایک پاکدامن اور صالح لڑکے کی بشارت سنائی گئی اور نبی بنا کر نام بھی اللہ تعالٰی نے اس لڑکے کا خود تجویز کرکے دے دیا یعنی "یحیٰ" علیہ السلام نام بھی ایسا منفرد اور انوکھا کہ اس لڑکے سے پہلے کسی کا یہ نام نہ رکھا گیا تھا (آل عمران 39 مریم 7)

موجودہ اناجیل میں زکریا علیہ السلام کی دعا کا تو ذکر ہی نہیں ہے مگر جواب دعا اور قبولیت دعا کا ذکر موجود ہے(لوقا 1:7تا17) انجیل کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ زکریا علیہ السلام نے جبرائیلؑ فرشتہ کے ذریعے ملنے والی بیٹے کی بشارت کا یقین نہ کیا اس لیئے بطور سزا چند دن کیلیئے ان سے قوت گویائی چھین کر گونگا بنا دیا گیا (انجیل لوقا 1:18تا22) مگر قرآن مجید جو تمام قدیم صحیفوں کی تمام غلطیوں اور غلط بیانیوں کی تصحیح کرتا ہے یہاں بھی اس نے حسب معمول اپنا مہیمن (نگران ونگہبان) ہونے کا فرض ادا کیا اور زکریا علیہ السلام پر سے یہ بہتان رفع کرکے صحیح صورت حال یہ بیان کی کہ زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالٰی سے خود ہی درخواست کی کہ بیٹے کی معجزانہ پیدائش کی علامت مقرر کردی جائے ان کی درخواست پر اللہ تعالٰی نے ایک "علامت غیبی" انہیں یہ عطا فرمائی کہ آپ تسبیح و ذکر الٰہی تو اپنی جگہ

بدستور کرتے رہیں گے البتہ لوگوں سے بات چیت کی قوت آپ کو تین دن (تین رات) کیلئے حاصل نہ رہے گی (آل عمران 40 تا 41 مریم 8 تا 11) دن کہنے سے رات تبعاً اس میں شامل ہو گئی یاد رہے کہ یحیٰ علیہ السلام کو انجیل میں "یوحنا" کہا گیا ہے

مسیح ابن مریم علیہ السلام

قارئین انجیل میں بھی "فضیلت مریمؑ" کا ذکر ہے مگر قرآن مجید سے بہت کم اور ہلکے الفاظ میں مثلاً "چھٹے مہینے میں جرائیلؑ فرشتہ خدا کی طرف سے گلیل کے ایک شہر میں جس کا نام "ناصرہ" تھا ایک کنواری کے پاس بھیجا گیا جس کی منگنی داؤدؑ کے گھرانے کے ایک مرد "یوسف" سے ہوئی تھی اور اس کنواری کا نام مریمؑ تھا اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آکر کہا سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا ہے خداوند تیرے ساتھ ہے وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے فرشتہ نے اس سے کہا اے مریمؑ خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہو گی اور تیرے بیٹا ہو گا اس کا نام یسوع رکھنا" (انجیل لوقا 1:26 تا 31) "اب یسوع مسیحؑ کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریمؑ کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی پس اس کے شوہر یوسف نے جو راست باز تھا اور اسے بدنام کرنا نہیں چاہتا تھا اسے چپکے سے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا وہ ان باتوں کو سوچ ہی رہا تھا کہ خداوند کے فرشتہ نے اسے خواب میں دکھائی دے کر کہا اے یوسف ابن داؤد اپنی بیوی مریمؑ کو اپنے ہاں لے آنے سے نہ ڈر کیونکہ جو اس کے پیٹ میں ہے وہ روح القدس کی قدرت سے ہے اس کے بیٹا ہو گا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا........ پس یوسف نے نیند سے جاگ کر ویسا ہی کیا جیسا خداوند کے فرشتہ نے اسے حکم دیا تھا اور اپنی بیوی کو

اپنے ہاں لے آیا اور اس کو نہ جانا جب تک اسکے بیٹا نہ ہوا اور اس کا نام یسوع رکھا"(انجیل متی 18:1تا25)

قارئین بائبل نے یوسف ابن داوٗد کو "کنواری مریمؑ" کا منگیتر اور شوہر تسلیم کیا ہے اس کے علاوہ مسیح علیہ السلام کے چار بھائیوں اور بہنوں کا مریمؑ کے شوہر یوسف ابن داوٗد کی اولاد ہونا بھی بائبل نے تسلیم کیا ہے اسی لیئے مسیح علیہ السلام کے وقت کے لوگ مسیح علیہ السلام کو (یوسف) بڑھئی کا بیٹا اور یعقوب' یوسف (یوسیس)شمعون' یہوداہ اور بہنوں کا بھائی کہتے تھے (انجیل متی 54:13تا56 مرقس 3:6) یوحنا نے بھی مسیحؑ کے بھائیوں کا وجود تسلیم کیا (انجیل یوحنا 12:2=1:7تا10) لوقا نے مسیح علیہ السلام کو یوسف کا بیٹا لکھا (انجیل لوقا 1:2تا7 = لوقا 23:3) اور مریمؑ کے شوہر یوسف کو مسیح علیہ السلام کا باپ بتایا (لوقا41:2تا48) یوسف کا بیٹا یسوع ناصری ہے (یوحنا 45:1) قارئین تعجب ہوتا ہے کہ سینٹ پالی مسیحی مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے مسیح علیہ السلام کے بعد چار بیٹے اور بیٹیوں کی پیدائش کو تسلیم کرکے بھی "مریمؑ کو کنواری" سمجھتے ہیں مسیح علیہ السلام کے بہن بھائیوں کی پیدائش کو تسلیم کرنے کے باوجود مسیح علیہ السلام کو "اکلوتا" سمجھتے ہیں یوسف ابن داوٗد کو مسیح علیہ السلام کا باپ تسلیم کرلینے کے باوجود مسیح علیہ السلام کا باپ خداوند خدا کو سمجھتے ہیں اور تاویل یہ کرتے ہیں کہ یوسف (مریمؑ کا شوہر) مسیح علیہ السلام کا پرورش کرنے والا باپ تھا گویا کہ بقول سینٹ پالی مسیحیوں کے "خدا بیٹا" بھی پرورش کا محتاج تھا یاد رہے کہ مریمؑ پرستی اور مسیحؑ پرستی کی طرح یوسف پرستی بھی سینٹ پالی بت پرست مسیحیوں میں رائج ہے

قارئین قرآن مجید ہی دنیا کی واحد الہامی کتاب ہے جس نے مسیح علیہ السلام کو بغیر باپ

کے تسلیم کیا ہے(مریم 20) اسی لیئے مسیح علیہ السلام کو " عیسیٰ ابن مریم"(بقرہ 87)"مسیح عیسیٰ ابن مریم"(آل عمران 45)"مسیح ابن مریم"(مائدہ 17) یعنی کنواری مریم سلام اللہ علیہا کا بیٹا کہہ کر مسیح علیہ السلام کے کسی بھی دنیاوی پرورش کرنے والے باپ کے وجود کا انکار کیا تبھی تو مسیح علیہ السلام نے خود کہا کہ "مجھے اپنی والدہ سے اچھا سلوک کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے"(مریم 32) ورنہ اگر مسیح علیہ السلام کا کوئی زمینی باپ ہوتا تو ان سے بھی اچھا سلوک کرنا مسیح علیہ السلام کا حق تھا لیکن اپنے کلام میں بجائے"والدین" کا لفظ استعمال کرنے کے مسیح ابن مریم علیہ السلام نے صرف "والدہ" کا لفظ استعمال کرکے اپنے کسی مزعومہ باپ کے وجود کا ہی انکار کردیا اس کے علاوہ مریم سلام اللہ علیہا کے بارے میں یہ کہہ کر کہ "وہ جس نے اپنی عصمت و عفت کو محفوظ رکھا"(انبیاء 91 مریم 20 آل عمران 47) مسیح علیہ السلام کے چار بھائیوں اور بہنیں تو دُور کی بات ہے مریم سلام اللہ علیہا کے منگیتر اور شوہر تک کے وجود کا انکار کردیا

بائبل کے بیانات کی تردید کرکے قرآن مجید نے مسیح علیہ السلام اور مریم سلام اللہ علیہا پر یہودیوں کی طرف سے لگائے گئے الزامات و بہتان تراشیوں کا جو جواب دیا ہے اس سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مریم سلام اللہ علیہا کے منگیتر اور شوہر"یوسف ابن داؤد" کا تصور بائبل کا خود ساختہ تصور ہے ورنہ جب مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا اپنے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو گود میں اٹھا کر قوم کے پاس لے کر آئی تھی تو یہودیوں نے حیران ہو کر ان کی عصمت وپاکدامنی کے بارے میں باتیں بنائیں جس پر مسیح ابن مریمؑ علیہ السلام نے شیر خوارگی کی عمر میں ماں کی گود سے اپنا تعارف کرایا اور اپنی والدہ کی عصمت وپاکدامنی کی گواہی دی (مریم 27 تا 34) اگر مریم سلام اللہ علیہا کی منگنی ایکے بعد منگیتر

کے ساتھ رخصتی اور شوہر کا وجود ہوتا (انجیل لوقا 1:2 تا 7)(متی 1:18 تا 25) تو یہودیوں کو ایک شادی شدہ اور شوہر والی عورت کے بطن سے پیدا ہونے والے لڑکے کی پیدائش پر حیران ہو کر اعتراضات' الزامات اور بہتان تراشیوں کی قطعاً" ضرورت نہ تھی یہودیوں کا ایک کنواری لڑکی کے بطن سے پیدا ہونے والے لڑکے کو دیکھ کر الزامات کی بوچھاڑ کرنا بھی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کنواری اور بغیر شوہر والی تھیں

قارئین قرآن مجید نے یہودیوں کی "مریمؑ دشمنی" اور سینٹ پالی مسیحیوں کی "مریمؑ پرستی" دونوں کا رد کرتے ہوئے کہا کہ "اے مریمؑ بے شک اللہ نے تجھے بزرگی دی (تہمتوں اور بہتان تراشیوں سے) تجھے پاک کیا اور جہان کی عورتوں میں تجھے منتخب کیا اے مریمؑ اپنے رب کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا"(آل عمران 42 تا 43) یعنی اللہ تعالٰی نے مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کو شروع سے ہی بزرگی دے کر جہان کی عورتوں میں سے عیسٰی علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش کیلئے چن لیا تھا اسی لیئے آپ کی والدہ کی دعاؤں کو شرف قبولیت بخشا گیا پھر ہیکل کی خدمت کیلئے لڑکوں اور مردوں کو قبول کیا جاتا تھا مگر آپ کو لڑکی ہونے کے باوجود بیت المقدس کی خدمت کا موقع عنایت کیا گیا پھر آپ کو آپ کے حجرہ میں غذائیں پہنچا کر جس انداز میں کرامات (اللہ کی طرف سے اکرام و تکریم) کا ظہور ہوا اس نے زکریا علیہ السلام جیسے نبی کو بھی حیران کردیا(آل عمران 35 تا 37) یہ سب شواہد مریم سلام اللہ علیہا کی بزرگی ہی کے ہیں پھر یہودیوں کو بتایا گیا کہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کرنے والی' پاک دامن اور بڑی عبادت گزار و فرمانبردار خاتون تھیں ساتھ ہی مذکورہ بالا آیات

میں سینٹ پالی مسیحیوں کو بھی جتلا دیا گیا کہ مریم سلام اللہ علیھا نہ تو "خدا کی ماں" تھی اور نہ ہی کسی قسم کی دیوی تھی کہ ان کی پرستش کی جائے نہ انہیں شریک الوہیت سمجھ کر کسی درجہ میں بھی ان کو شریک عبادت سمجھا جائے بلکہ مریم صدیقہ سلام اللہ علیھا کی ساری بزرگی تو بس یہ تھی کہ وہ اپنے اللہ تعالیٰ کی مخلص فرمانبردار اور بہت ہی عبادت گزار خاتون تھیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو ابن مریمؑ کہہ کر قرآن مجید نے یہ حقیقت بیان کردی کہ عیسیٰ علیہ السلام خود تو انسان تھے ہی لیکن فرزند بھی کسی دیوی دیوتا یا کسی مافوق البشر کے نہ تھے بلکہ محض ایک عورت ذات کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے

مسیحؑ کا بائبل میں شجرہ نسب

قارئین مسیح علیہ السلام کے آباء اجداد اور نانیوں ' داویوں کے بارے میں بائبل کے اندر بہت ہی شرمناک واقعات منسوب کیئے گئے ہیں مثلاً" انجیل متی نے مسیح علیہ السلام کا شجرہ نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ "یسوع مسیحؑ ابن داوٗدؑ ابن ابرہامؑ کا نسب نامہ ' ابرہامؑ سے اضحاقؑ پیدا ہوا اور اضحاقؑ سے یعقوبؑ پیدا ہوا اور یعقوبؑ سے یہوداہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے اور یہوداہ سے فارص اور زارح تمر سے پیدا ہوئے...... اور سلمون سے بوعز راحب سے پیدا ہوا اور بوعز سے عوبید روت سے پیدا ہوا اور عوبید سے یُسّی پیدا ہوا اور یُسّی سے داوٗدؑ بادشاہ پیدا ہوا اور داوٗدؑ سے سلیمانؑ اس عورت سے پیدا ہوا جو پہلے اوریاہ کی بیوی تھی........ اور یعقوب سے یوسف پیدا ہوا یہ اس مریمؑ کا شوہر تھا جس سے یسوع پیدا ہوا جو مسیحؑ کہلاتا ہے"(انجیل متی 1:1تا16)

قارئین بائبل کے بیان کردہ اس شجرہ نسب کے مطابق اگر بائبل میں دیکھا جائے تو حقائق کھل کر یوں سامنے آتے ہیں کہ "یعقوبؑ سے یہوداہ اس وقت پیدا ہوا جب آپس میں

ئی بہنیں "لیاہ اور راخل" یعقوبؑ کے نکاح میں تھیں "(پیدائش 29:16تا35)
گے مزید پڑھیئے کہ "تمر جو کہ یہوداہ کے پہلوٹھے بیٹے عیر کی بیوی تھی عیر کے مرنے کے
جب طویل بیوگی کی حالت سے پریشان ہو گئی تو اس نے بڑی چالاکی سے اپنے خسر
ہوداہ سے بدکاری کروائی جس سے فارص اور زارح دو جڑوں بھائی پیدا ہوئے "(تفصیلات
پیدائش باب نمبر38) "بوعز کی ماں راحب کسبی (بدکار اور طوائف عورت) تھی "(یشوع
25) عوبید کی ماں روت نے اپنی ساس نعومی کے مشورہ سے بوعز (جو روت کو اپنی بیٹی
تھا) سے بدکاری کرانے کے پورے پورے جتن کیئے چنانچہ نہا دھو کر خوشبو لگا کر
شاک پہن کر رات کے وقت کھلیان میں غلہ کے ڈھیر کے ایک طرف سوئے ہوئے بوعز
پاس چپکے چپکے آئی اور روت بوعز کے پاؤں کھول کر لیٹ گئی آدھی رات کو جب بوعز
آنکھ کھلی تو باتیں کرنے کے بعد بوعز نے روت سے کہا صبح تک تو لیٹی رہ سو وہ صبح
اس کے پاؤں کے پاس لیٹی رہی اور پیشتر اس سے کہ کوئی ایک دوسرے کو پہچان سکے
کھڑی ہوئی کیونکہ اس نے کہہ دیا تھا کہ یہ ظاہر نہ ہونے پائے کہ کھلیان میں یہ
رت آئی تھی آخر کار روت بوعز سے جَو کے چھ پیمانے اپنی چادر میں لے کر اپنی ساس
ی کے پاس آئی تب اس نے سب کچھ جو اس مرد نے اس سے کیا تھا اسے بتایا روت کی
ساس نعومی نے کہا اے میری بیٹی جب تک اس بات کے انجام کا تجھے پتہ نہ لگے تو چپ
پ بیٹھی رہ اس لیئے کہ اس شخص کو چین نہ ملے گا جب تک وہ اس کام کو آج ہی تمام
کرلے (روت باب نمبر3) سو بوعز نے روت کو لیا اور وہ اس کی بیوی بنی اور اس نے
س سے خلوت کی اور خداوند کے فضل سے وہ حاملہ ہوئی اور اس کے بیٹا ہوا (روت
13) سو انہوں نے اس کا نام عوبید رکھا وہ یسّی کا باپ تھا جو داؤدؑ کا باپ ہے (روت

(17:4

پھر داؤدؑ سے سلیمانؑ اوریاہ کی بیوہ سے پیدا ہوا جو بعد میں داؤدؑ کی بیوی بنی (کس طرح بیوی بنی یہ تفصیل پچھلے اوراق میں گزر چکی ہے) اور یہ سلسلہ نسب آگے بڑھتے ہوئے یسوع جو مسیح کہلاتا ہے تک جا کر پہنچتا ہے (متی 1:6 تا 16) قارئین بائبل میں مسیح علیہ السلام کے آباء اجداد اور نانیوں ' دادیوں کے حالات اور انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی پر مبنی توہین آمیز بیانات پڑھ کر بائبل سے ہی یہ فیصلہ ملتا ہے جس کو ہم لرزتے قلم سے نقل کر رہے ہیں کہ "کوئی حرام زادہ خداوند کی جماعت میں داخل نہ ہو دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے" (استثناء 23:2) "کیا تم نہیں جانتے کہ بدکار خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے فریب نہ کھاؤ نہ حرام کار خدا کی بادشاہی کے وارث ہوں گے نہ بت پرست نہ زناکار نہ عیاش نہ لونڈے باز نہ چور نہ لالچی نہ شرابی نہ گالیاں بکنے والے نہ ظالم" (نمبر 1 کرنتھیوں 9:6 تا 10) بلکہ یہاں تک مسیح علیہ السلام سے یہ بیان منسوب کر دیا گیا کہ "جتنے مجھ سے پہلے آئے سب چور اور ڈاکو ہیں" (انجیل یوحنا 8:10)

توہین مسیح کا قرآنی رد

قارئین جیسا کہ پچھلے باب "بائبل اور توہین رسالت" میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ بائبل نے مسیح علیہ السلام کو بدکار (لوقا 37:22) ناپاک (ایوب 4:25) لعنتی (گلتیوں 13:3)(استثناء 23:21) گناہ گار (رومیوں 3:8) کہا اور مسیح علیہ السلام کے نیک ہونے کا انکار کیا (متی 16:19 تا 17 مرقس 18:10 لوقا 18:18 تا 19) بائبل نے بتایا کہ مسیح علیہ السلام کے چہرے پر تھوکا گیا کانٹوں کا تاج پہنایا گیا ان کی آنکھیں بند کر کے

چہرے پر تھپڑ مارے گئے مذاق اڑایا گیا (انجیل متی 27:27 تا 31 مرقس 16:15 تا 20)
لیکن مسیح علیہ السلام بڑی بے بسی سے نہ چاہتے ہوئے بھی (متی 37:26 تا 39 مرقس
32:14 تا 36) جان جانے کے خوف سے (بمطابق عقیدہ تثلیث) اپنے آپ سے ہی
صلیبی موت سے بچنے کیلئے رو رو کر دعائیں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے میرے خدا تو نے
مجھے کیوں چھوڑ دیا مگر پھر بھی انہیں صلیبی موت مار دیا جاتا ہے (متی 45:27 تا 50
مرقس 33:15 تا 36)

لیکن قارئین قرآن مجید نے مسیح ابن مریم علیہ السلام کے ناموس و تقدس کا دفاع کرتے ہوئے کہا کہ "وہ تو دنیا اور آخرت میں باعزت و صاحب اکرام اور مقربوں میں سے ہیں" (آل عمران 45) گویا کہ یہودیوں کی "تالمود" اور "بائبل" میں مسیح علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم سلام اللہ علیہا پر لگائے گئے الزامات اور بہتان تراشیوں کا رد کر دیا یہ قرآن ہی کی برکت ہے کہ اس کے نزول کے بعد اب رفتہ رفتہ خود یہود کے لہجہ کی تلخی نرمی میں تبدیل ہوتی جا رہی ہے اور تالمود کے الزامات دہراتے ہوئے یہود کو شرم آنے لگی ہے اور سینٹ پالی مسیحیوں نے بھی مسیح علیہ السلام کی عظمت اور تقدس "مسیح کی شان ازروئے قرآن" کے حوالے سے تسلیم کر کے بیان کرنا شروع کر دی ہے (جس کی تفصیل ہمارے مقالہ اسلام یا سینٹ پالی مسیحیت کے باب اول میں "مسیح ابن مریم قرآن کی نظر میں" کے زیر عنوان ملاحظہ کریں) مسیح ابن مریم علیہ السلام کیلئے آخرت کے اعزاز کا مشاہدہ تو خیر جب روز قیامت ہوگا تو سب انسانیت دیکھ لے گی مگر دنیا کا اعزاز اس سے ظاہر ہے کہ کرۂ ارض پر موجود تمام مسلمان آج مسیح علیہ السلام کو اللہ کا سچا رسول مانتے ہیں اور ان کا نام بغیر علیہ السلام کے نہیں لیتے کرۂ ارض پر بسنے والی تمام قوموں میں

صرف واحد مسلم قوم ہے جو مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں یہ ٹھوس اور پختہ اعتقاد رکھتی ہے کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام بغیر باپ کے پیدا ہوئے (مریم 20 تا 21) آپ پیدائش سے وفات تک کنواری رہنے والی مریم سلام اللہ علیہا کے بطن سے پیدا ہوئے (انبیاء 91) مریم سلام اللہ علیہا پاکدامن عورت تھی (مائدہ 75 مریم 18) آپ کی عبادت گزاری اور تقوٰی تمام لوگوں میں مشہور تھا آپ ایک الگ حجرہ میں عبادت کیا کرتی تھیں آپ کو اللہ کی طرف سے خصوصی رزق ملتا تھا (آل عمران 35 تا 37)

اللہ تعالٰی نے چاہا کہ مریم سلام اللہ علیہا سے بغیر باپ بطور نشان کے لڑکا پیدا کیا جائے (انبیاء 91 آل عمران 45 تا 46) تو فرشتہ (جرائیل علیہ السلام) انسانی شکل میں مریم سلام اللہ علیہا کے پاس آیا آپ اس کو اجنبی مرد سمجھتے ہوئے دیکھ کر سہم گئیں اور اللہ کی پناہ طلب کرنے لگیں مگر فرشتہ نے اللہ کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا کہ میں تمہیں ایک پاکیزہ بیٹا دینا چاہتا ہوں تو مریم سلام اللہ علیہا نے کہا اے میرے رب یہ کس طرح ہوگا کیونکہ میری تو شادی بھی نہیں ہوئی اور نہ ہی میں کوئی غلط کار عورت ہوں فرمایا بالکل اسی طرح تیرے کنوارپن کے باوجود بغیر خاوند کے تجھ سے لڑکا پیدا ہوگا کیونکہ اللہ جس طرح اور جو چاہے پیدا کرنے پر قادر ہے اور اللہ جب کسی کام کے کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو کہتا ہے ہو جا پس وہ (کام آنکھ جھپکنے سے پہلے) ہو جاتا ہے اللہ تعالٰی نے اس پیدا ہونے والے لڑکے کو لوگوں کیلئے نشان اور رحمت بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے (مریم 16 تا 21 آل عمران 47) اس لیئے اس جلیل القدر لڑکے کی پیدائش عام فطری قواعد سے ہٹ کر ہوگی اللہ تعالٰی اس بغیر باپ کے لڑکے کو بنی اسرائیل کیلئے نبوت و رسالت کے مقام پر فائز کرے گا تورات و انجیل اور کتاب و حکمت کا علم اسے عطا کرے گا اور معجزات سے اسے

نوازے گا (آل عمران 48 تا 49) وہ اپنے اوپر نازل شدہ کتاب انجیل کے علاوہ (سینکڑوں برس پہلے کی نازل شدہ) کتاب تورات (کی حقیقت واصلیت جس کو "علماء یہود" نے اپنے مذموم مقاصد کی خاطر خلط ملط کردیا تھا) لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کرے گا اور تورات کے (صحیح اور اصل نازل شدہ) احکامات کی تصدیق کرے گا (آل عمران 50)

مریم سلام اللہ علیہا کو جب اللہ کے حکم سے حمل ٹھہر گیا تو آپ دور ایک جگہ چلی گئیں زچگی کے ایام پورے ہونے پر ایک کھجور کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئیں اور بدنامی کے خوف کی وجہ سے پریشان ہو کر اپنی موت کی تمنا کرنے لگ گئیں تب ان کو تسلی دینے کیلئے فرشتہ نے آواز دی اور کہا کہ غم نہ کریں آپ کے پاؤں کے نیچے اللہ تعالیٰ نے پانی کا چشمہ پیدا کر دیا ہے اور کھجور کے تنے کو ہلائیں تو آپ کے سامنے تروتازہ کھجوریں گر پڑیں گی یہ اللہ کی طرف سے آپ کے کھانے پینے کا بندوبست ہے اور اگر کوئی شخص آپ سے اس بارے میں بات کرے تو آپ (اشارے سے) اس سے کہہ دیں کہ میں نے رحمٰن کا روزہ رکھا ہے (اس لیئے میرے اوپر خاموش رہنا لازم ہے واضح رہے کہ اس قسم کا روزہ بہت سی پچھلی شریعتوں میں رکھا جاتا تھا گوکہ اب شریعت اسلامی میں "چُپ کا روزہ" رکھنا جائز نہیں لیکن قارئین آپ غور کریں کہ ایک پاکدامن اور شریف لڑکی کیلئے خصوصاً" جب خود اسی کی عصمت زیر بحث آنے لگے اپنی صفائی اور اپنے اوپر لگنے والے الزام کو رد کرنے کیلئے بھی گفتگو کرنا کتنا دشوار ہو جاتا ہے اس کا اندازہ ہر صاحب بصیرت اور صاحب تجربہ کو ہو گا اسی لیئے قرآن مجید نے مریم سلام اللہ علیہا کے جذبات کی نزاکت کا لحاظ فرما کر کتنا اچھا نسخہ انہیں بتادیا کہ تم اس سوال و جواب میں نہ پڑنا بلکہ جواب دینے کیلئے اپنی گود میں اٹھائے ہوئے شیرخوار بچے کی طرف ہی اشارہ کردینا

ہم اسے قوت گویائی عطا فرما کر تمہاری صفائی پیش کرنے کیلئے بہتان تراشیوں کا جواب دِلوادیں گے)

عیسٰی مسیح ابن مریم علیہ السلام فطری طور پر اپنی کنواری ماں کے بطن سے پیدا ہوئے جب کنواری مریم سلام اللہ علیھا بغیر باپ کے بیٹے کے ساتھ قوم کے پاس آئیں تو یہودی قوم کے لوگوں نے کہا اے مریمؑ تو نے یہ کیا غضب کر دیا کیسی بُری حرکت کی تیرے ماں باپ غلط کار نہ تھے (تو کیسے غلط کار بن گئی) تو مریم سلام اللہ علیھا نے اپنے شیر خوار بچے کی طرف اشارہ کردیا یہودی کہنے لگے کہ اتنا سا دودھ پیتا بچہ کیسے بول سکتا ہے (ابھی وہ بات کر ہی رہے تھے کہ بچے نے) کہا میں اللہ کا بندہ ہوں (یعنی نہ تو خود اللہ ہوں نہ تثلیث کا تیسرا اقنوم اور نہ ہی اللہ کا بیٹا ہوں) اس (اللہ) نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا میں جہاں (اور جس حال میں بھی) ہوں مجھے برکت والا بنایا ہے (نہ کہ بقول بائبل بدکار، ناپاک، لعنتی گنہگار اور نیکیاں نہ کرنے والا) اور جب تک زندہ ہوں مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے (قارئین نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ مسیح علیہ السلام انسان تھے اللہ نہیں تھے ورنہ نماز جیسی عبادت کرنے کی انہیں ضرورت تھی) مجھے اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا بنایا ہے مجھے سرکش اور بدبخت نہیں بنایا گیا (قارئین اس میں بائبل کی پیدا کی ہوئی اس غلط فہمی کی تردید ہے کہ مسیح علیہ السلام کا برتاؤ اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ اچھا نہ تھا اور آپ ان سے بے رخی، بے التفاتی اور بے اعتنائی برت جاتے تھے ملاحظہ ہو (انجیل متی 46:12 تا 50 مرقس 31:3 تا 35 لوقا 19:8 تا 21 یوحنا 1:2 تا 11 لوقا 41:2 تا 51) جس دن میں پیدا ہوا جس دن مجھے موت آئے گی اور جس دن میں زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا مجھ پر سلامتی ہے

سلامتی) ہے (نہ کہ بائبل کی بیان کردہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش پر بے سروسامانی کہ والدین نے اپنے پہلوٹھے بیٹے کو سرائے میں جگہ نہ ہونے کی وجہ سے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھ دیا اور خود مردم شماری کیلئے نام لکھوانے چلے گئے (لوقا 1:2 تا 7) اور بوقت صلیب ذلت وخواری کے عالم میں لعنتی موت (متی باب نمبر 26۔27 مرقس باب نمبر 14۔15) کا بھی قرآن نے رد کردیا اور بقول بائبل مسیح علیہ السلام جب صلیبی موت کے بعد زندہ اٹھ کر شاگردوں کے پاس آئے تو کوئی بھی یقین کرنے کو تیار نہ ہوا بلکہ شک میں پڑے رہے (متی 17:28 مرقس 14:16 لوقا 36:24 تا 40 یوحنا 11:20 تا 15= 25:20) اسی بے اعتقادی اور شک کا مسیح علیہ السلام نے مندرجہ بالا حوالہ جات میں رونا رویا مگر قرآن نے یہاں اس کا بھی رد کردیا) یہ ہیں عیسٰی ابن مریم (علیہ السلام اور یہ ہے ان کی صحیح کیفیت اور نبی اور اللہ کا مقبول و مقرب بندہ ہونا) سچی بات یہی ہے (کہ نہ مسیح ابن مریم علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں نہ تثلیث کے تیسرے اقنوم ہیں نہ ہی خود اللہ ہیں جیسا کہ سینٹ پالی بت پرست مسیحیوں نے گھڑ رکھا ہے اور نہ وہ شعبدہ باز ' جادوگر یا ناجائز اولاد ہیں جیساکہ تالمود میں یہودیوں کے علماء نے بہتان تراشیاں کی ہیں اور مسیح ابن مریم علیہ السلام کے بارے میں سینٹ پالی مسیحیوں اور یہودیوں کی افراط و تفریط ہی کی وجہ سے) لوگ اس (معاملے میں مسیح علیہ السلام کے اصل مقام و مرتبہ جو قرآن نے بیان کیا ہے کے بارے) میں شک کرتے ہیں (مریم 22 تا 34)

قارئین مریم سلام اللہ علیھا کے بطن سے بغیر باپ کے مسیح علیہ السلام کی پیدائش پر جو ان کے ہم قوم یہودیوں نے ان پر نہایت بے ہودہ اور گھٹیا ذہنیت کے ساتھ الزامات

لگائے اور ان کی شرافت کو داغ دار کرنے کی ہر ممکنہ گھناؤنی کوششیں کیں صدیوں تک دنیا ان بے بنیاد الزامات و بہتان تراشیوں کو سنتی چلی آرہی تھی کسی میں یہ جرأت نہ تھی کہ ان بہتان تراشیوں کی تردید کرتا سب سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلہ کی آخری کڑی نبی کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے قرآن مجید نے مریم سلام اللہ علیہا اور ان کے بیٹے مسیح علیہ السلام پر لگائے گئے الزامات اور بہتان تراشیوں کی پُرزور الفاظ میں تردید کی بلکہ اس سے بھی آگے دونوں "ماں بیٹا" کی حقیقی عظمت، شان اور بزرگی کو بھی اجاگر کیا قرآن مجید کی ایک سورۃ کا نام ہی "سورۃ مریم" ہے جو رہتی دنیا تک دونوں ماں بیٹا کی محافظ عفت و عصمت کی علامت کے طور پر پہچانی جاتی رہے گی سینٹ پالی مسیحی عام زندگی میں بظاہر بڑی "شکر گزار" قوم کی حیثیت سے اپنی پہچان کراتے ہیں جو ذرا ذرا سی بات پر اظہار تشکر کرتی ہے اور فوراً "تھینک یُو" کہہ کر سراپا مشکور بن جاتی ہے لیکن اس کے باوجود سینٹ پالی مسیحی لوگ اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید جیسی کتاب نازل کرنے والے شہنشاہ کائنات اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا نہیں کرتے کہ جس نے خصوصاً" انبیاء بنی اسرائیل علیہم السلام پر بائبل و تالمود میں لگائے گئے الزامات و بہتان تراشیوں کا رَد کر کے قرآن مجید میں آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی زبان نبوت سے تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان، عظمت، عفت و عصمت اور تقدس کی بحالی کا اعلان کرایا اور مسلمانوں کیلئے جزو ایمان قرار دیا

باب پنجم

تحریف بائبل کی کہانی بائبل کی زبانی

قارئین کرام باب اول میں ہم نے خالق کائنات کے آخری عہد نامہ "قرآن مجید" کے ان تمام حفاظتی مراحل کا ذکر کیا جن سے گزر کر موجودہ شکل و صورت میں وہ تحریف و تغیر سے پاک بحفاظت ہم اہل اسلام تک پہنچا ہے اس کے بعد باب دوم میں قرآن مجید پر کیئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا گیا تاکہ شکوک و شبہات اور مغالطے دور ہوں باب سوم میں بائبل کو مکمل طور پر اللہ کا کلام کہنے والوں کے لیئے بائبلی خداوند بائبل کی توہین رسالت اور فحش مضامین پر مبنی عبارتوں کی مثالیں پیش کی گئیں اور باب چہارم میں قرآن کی طرف سے ناموس رسالت کے تحفظ اور تقدس کو اُجاگر کرنے کی مثالیں پیش کی گئی جس سے قارئین آپ کے سامنے بائبل اور قرآن مجید کا موازنہ پیش کردیا گیا اب باب پنجم میں ہم بائبل کو مد نظر رکھتے ہوئے ان مراحل کا ذکر کریں گے جن سے گزر کر موجودہ شکلوں اور متعدد صورتوں میں یہ بائبل آج کرۂ ارضی پر موجود سینٹ پالی مسیحیوں کے پاس موجود ہے

تدوین توریت دَور موسیٰ علیہ السلام

خداوند نے موسیٰؑ کو پتھر کی لوحوں (تختیوں) پر لکھے ہوئے شریعت کے احکامات دینے اور سکھانے کے لیئے پہاڑ پر بلایا (خروج 12:24)"اور جب خداوند کوہ سینا پر موسیٰؑ سے باتیں کرچکا تو اس نے اسے شہادت کی دو لوحیں(تختیاں) دیں وہ لوحیں پتھر کی اور خدا کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں"(خروج 18:31)"اور موسیٰؑ شہادت کی دونوں لوحیں ہاتھ میں لیئے ہوئے اُلٹا پھرا اور پہاڑ سے نیچے اترا اور وہ لوحیں ادھر سے اور اودھر سے دونوں

طرف سے لکھی ہوئی تھیں اور وہ لوحیں خدا ہی کی بنائی ہوئی تھیں اور جو لکھا ہوا تھا وہ بھی خدا ہی کا لکھا اوران پر کندہ کیا ہوا تھا اور جب یشوع نے لوگوں کی للکار کی آواز سنی تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کا شور ہو رہا ہے موسیٰ نے کہا یہ آواز نہ تو فتحمندوں کا نعرہ ہے نہ مغلوبوں کی فریاد بلکہ مجھے تو گانے والوں کی آواز سنائی دیتی ہے اور لشکر گاہ کے نزدیک آکر اس نے وہ بچھڑا اور ان کا ناچنا دیکھا تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اور اس نے ان لوحوں کو اپنے ہاتھوں میں سے پٹک دیا اور ان کو پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالا" (خروج 15:32تا19) "پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا پہلی لوحوں کی مانند پتھر کی دو لوحیں اپنے لیئے تراش لینا اور میں ان لوحوں پر وہی باتیں لکھ دوں گا جو پہلی لوحوں پر جن کو تو نے توڑ ڈالا مرقوم تھیں اور صبح تک تیار ہو جانا اور سویرے ہی کوہ سینا پر آکر وہاں پہاڑ کی چوٹی پر میرے سامنے حاضر ہونا...... اور موسیٰ نے پہلی لوحوں کی مانند پتھر کی دو لوحیں تراشیں اور صبح سویرے اٹھ کر پتھر کی دونوں لوحیں ہاتھ میں لیئے ہوئے خداوند کے حکم کے مطابق کوہ سینا پر چڑھ گیا تب خداوند ابر میں ہو کر اترا اور اس کے ساتھ وہاں کھڑے ہو کر خداوند کے نام کا اعلان کیا" (خروج 1:34تا5) "اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ تو یہ باتیں لکھ کیونکہ ان ہی باتوں کے مفہوم کے مطابق میں تجھ سے اور اسرائیل سے عہد باندھتا ہوں سو وہ چالیس دن اور چالیس رات وہیں خداوند کے پاس رہا اور نہ روٹی کھائی نہ پانی پیا اور اس نے ان لوحوں پر اس عہد کی باتوں کو یعنی دس احکام کو لکھا اور جب موسیٰ شہادت کی دونوں لوحیں اپنے ہاتھ میں لیئے ہوئے کوہ سینا سے اُترا آتا تھا تو پہاڑ سے نیچے اترتے وقت اسے خبر نہ تھی کہ خداوند کے ساتھ باتیں کرنے کی وجہ سے اس کا چہرہ چمک رہا ہے" (خروج 27:34تا29)

بنی اسرائیل اور عہد کا صندوق

اب خداوند کے اس حکم کو سامنے رکھتے ہوئے کہ شہادت نامہ کے رکھنے کیلئے کیکر کی لکڑی کا ایک صندوق بنایا جائے جو اندر اور باہر سے خالص سونے سے منڈھا ہوا ہو (خروج 25:10تا22) تو موسیٰ علیہ السلام نے اس قسم کا صندوق ایک شخص "بضلی ایل" سے بنوایا (خروج 37:1تا9) یہوداہ قبیلے سے تعلق رکھنے والے اس شخص کے ساتھ بطور معاون کاریگر "دان" کے قبیلہ کا ایک شخص "اہلیاب بن اخیسمک" بھی تھا اور ان دونوں کاریگروں (جنہیں خداوند نے روح اللہ سے معمور کرکے خود ہی موسیٰ کے سامنے نام لے کر اس کام کیلئے مقرر کیا تھا۔خروج 31:1تا6=30:35تا35) نے خیمہ اجتماع (مسکن شہادت) کا باقی سامان بھی تیار کیا تھا(خروج 22:38تا23) خداوند کے حکم کے مطابق دوسرے سال کے پہلے مہینے کی پہلی تاریخ کو مسکن شہادت (خیمہ اجتماع) کھڑا کیا گیا(خروج 1:40تا19) شہادت نامہ کو موسیٰ علیہ السلام نے صندوق کے اندر رکھا اور صندوق کو مسکن شہادت میں رکھ دیا (خروج 20:40تا21) "لاوی" کے قبیلہ کو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھانے اور خیمہ اجتماع (مسکن شہادت) میں خداوند کے حضور خدمت سرانجام دینے اور خداوند کے نام سے برکت دینے کیلئے مقرر کیا (استثناء 1:10تا8)

نصیحتیں

پھر موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ "جس جس بات کا میں حکم کرتا ہوں تم احتیاط کرکے اس پر عمل کرنا اور تو اس میں نہ تو کچھ بڑھانا اور نہ اس میں سے کچھ گھٹانا"(استثناء 32:12) بنی اسرائیل کے سامنے لعنتیں اور برکتیں دونوں کو موسیٰ علیہ

السلام نے رکھا (استثناء 26:11 تا 28) شریعت کے احکامات پر عمل کرنے والوں کیلئے برکتوں کے وعدے اور شریعت کی نافرمانی کرکے شرک کرنے والوں کیلئے لعنتوں کے انبار ذلت و خواری ' آفتوں ' مصیبتوں' تعداد کی قلت اور طرح طرح کی بیماریوں کی شکل میں سزاؤں کا اعلان کیا (استثناء 9:27 تا 26 = باب نمبر 28 تا 30)" اسرائیلیوں کے ساتھ جس عہد کے باندھنے کا حکم خداوند نے موسیٰؑ کو "موآب" کے ملک میں دیا اسی کی یہ باتیں ہیں یہ اس عہد سے الگ ہے جو اس نے ان کے ساتھ "حورب" میں باندھا تھا" (استثناء 1:29) "اور موسیٰ (علیہ السلام) نے اس (موآبی عہد کی) شریعت کو لکھ کر اسے کاہنوں کے جو "بنی لاوی" اور خداوند کے عہد کے صندوق کے اٹھانے والے تھے اور اسرائیل کے سب بزرگوں کے سپرد کیا پھر موسیٰؑ نے ان کو یہ حکم دیا کہ ہر سات برس کے آخر میں چھٹکارے کے سال کے معین وقت پر "عید خیام" میں جب سب اسرائیلی خداوند تیرے خدا کے حضور اس جگہ آکر حاضر ہوں جسے وہ خود چنے گا تو تُو اس شریعت کو پڑھ کر سب اسرائیلیوں کو سنانا تو سب لوگوں کو یعنی مردوں اور عورتوں اور بچوں اور اپنی بستی کے مسافروں کو جمع کرنا تاکہ وہ سنیں اور سیکھیں اور خداوند تمہارے خدا کا خوف مانیں اور اس شریعت کی سب باتوں پر احتیاط رکھ کر عمل کریں" (استثناء 9:31 تا 12)

پیشین گوئیاں

زندگی کے آخری ایام میں خداوند کے حکم پر موسیٰؑ ' یشوع کے ساتھ خیمہ اجتماع میں جب ہدایات لینے کیلئے پہنچے تو خداوند نے انہیں بنی اسرائیل کے مستقبل کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ قوم بنی اسرائیل اجنبی دیوتاؤں کی پیروی میں زنا کار ہو جائے گی مجھے چھوڑ دے گی میرے ساتھ کیئے ہوئے عہد کو توڑ دے گی تب میرا قہران پر بھڑکے گا

اور میں ان کو چھوڑ دوں گا ان پر بلائیں اور مصیبتیں نازل کروں گا یہ سب ان کے گناہوں کی وجہ سے ہو گا پھر خداوند نے موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے خلاف بطور گواہ ایک گیت لکھنے کا حکم دیا تاکہ دودھ اور شہد کھا کھا کر خوب موٹے ہو جانے والے بنی اسرائیل جب بت پرستی میں لت پت ہو کر خداوند سے کیئے ہوئے عہد کو توڑ ڈالیں تو پھر انہیں خداوند کی طرف سے آنے والی بلائیں اور مصیبتیں بھی بطور سزا کے یاد رہیں اس لیئے یہ گیت پوری قوم کو حفظ کرادیں تاکہ ان کی اولاد بھی ان سزاؤں کو نہ بھولے تب موسیٰؑ نے گیت لکھا اور سکھایا (استثناء 14:31تا23) وہ گیت بھی (استثناء 1:32تا43) میں لکھا ہوا موجود ہے موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنی قوم بنی اسرائیل سے انہیں توقعات کا اظہار کیا کہ میں جانتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد تم اپنے کو بگاڑ لوگے اور اس طریق سے جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے پھر جاؤ گے تب آخری ایام میں تم پر آفت ٹوٹے گی (استثناء 28:31تا29) کیونکہ تم پہلے دن سے مسلسل سرکشی کر رہے ہو (استثناء 7:9تا29)

صندوق کی اشیاء

موسیٰ علیہ السلام نے "رفیدیم" کے مقام پر بنی اسرائیل سے لڑنے والے "عمالیقیوں" کے مقابلہ میں جب یشوع کو چند آدمیوں کے ساتھ بھیجا تو "عمالیقیوں" کی شکست کے بعد خداوند کے حکم پر موسیٰ علیہ السلام نے جن باتوں کو اس واقعہ کی یادگاری کیلئے کتاب میں لکھا (خروج 8:17تا16) اور ملک مصر سے بنی اسرائیل کو نکال کر لے جانے کے بعد جو سفر کے حالات خداوند کے حکم کے مطابق موسیٰ علیہ السلام نے قلمبند کیئے تھے (گنتی 1:33تا2) ان کے علاوہ "جب موسیٰؑ اس شریعت کی باتوں کو ایک کتاب میں لکھ چکا اور

وہ ختم ہو گئیں تو موسیٰؑ نے لاویوں سے جو خداوند کے عہد کے صندوق کو اٹھایا کرتے تھے کہا کہ اس شریعت کی کتاب کو لے کر خداوند اپنے خدا کے عہد کے صندوق کے پاس (بمطابق کاتھولک اردو بائبل "صندوق میں") رکھ دو تاکہ وہ تیرے بر خلاف گواہ رہے کیونکہ میں تیری بغاوت اور گردن کشی کو جانتا ہوں دیکھو ابھی تو میرے جیتے جی تم خداوند سے بغاوت کرتے رہے ہو تو میرے مرنے کے بعد کتنا زیادہ نہ کرو گے"(استثناء 24:31 تا 27) قارئین بائبل کے بیانات کو مدنظر رکھتے ہوئے"خداوند کے عہد کے صندوق" میں موجود اشیاء کی ترتیب کچھ یوں بنتی ہے خیمہ اجتماع میں موجود اس صندوق کے اندر موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ پر خداوند کی طرف سے لکھوائی گئی شریعت کے احکام پر مشتمل پتھر کی دو لوحیں (خروج 20:40 تا 21) شریعت کی کتاب (استثناء 24:31 تا 26) دوران سفر بنی اسرائیل پر خداوند کی طرف سے بطور خوراک نازل ہونے والے "من" سے بھرا ہوا مرتبان (خروج 31:16 تا 34) جو کہ سونے کا بنا ہوا تھا اس کے علاوہ ہارونؑ کا عصا (عبرانیوں 4:9)

دَورِ یشوع

موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد خداوند نے "نون کے بیٹے یشوع" کو شریعت کی کتاب پر عمل کرنے کا حکم دیا (یشوع 1:1 تا 8) قوم بھی عمل کرتی رہی (یشوع 1:22 تا 3 = 1:23 تا 2 = 6:23 تا 8) خداوند کے عہد کے صندوق کو ساتھ لے کر یشوع بمع بنی اسرائیل "یردن" کے پار اترے (یشوع باب نمبر 3 تا 4) خداوند کے صندوق کی برکت سے انہوں نے "یریحو" کا شہر فتح کیا (یشوع باب نمبر 6) اس سے آگے "عی" کے علاقہ کو فتح کرنے کے بعد "کوہ عیبال اور کوہ گرزیم" کے مقابل سارے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ

السلام کی شریعت کی کتاب میں لکھی ہوئی شریعت کی سب باتیں پڑھ کر سنائیں برکتوں اور لعنتوں کا اعلان کیا (یشوع باب نمبر8) زندگی کے آخری ایام میں یشوع نے اسرائیل کے سب قبیلوں کو "سکم" میں جمع کیا ان کو خداوند کے احسانات یاد کرائے اور ان سے صرف خداوند اسرائیل کی پرستش کرنے کا عہد لیا اور یشوع نے یہ باتیں خدا کی شریعت کی کتاب میں لکھ دیں (یشوع 1:24 تا 26) اس سے پہلے وعدہ کی سرزمین مل جانے پر (یشوع 43:21 تا 45) ملک کنعان میں "سیلا" کے مقام پر خیمہ اجتماع کھڑا کر دیا گیا تھا (یشوع 1:18)

قاضیوں کا دَور

یشوع کی وفات کے بعد قاضیوں کا دَور آیا اس دَور میں بنی اسرائیل انتہائی سرکش ہو گئے انہوں نے خداوند کے احکامات کو پس پشت ڈال کر نافرمانی کی عہد نامہ عتیق کی کتاب "قضاۃ" ان کی نافرمانیوں، بت پرستیوں اور سزاؤں کے واقعات سے بھری پڑی ہے خلاصہ پڑھیں (قضاۃ 11:2 تا 23)

دَور سموئیل

ملک کنعان میں "سیلا" کے مقام پر (یشوع 2:21) واقع خداوند کے ہیکل میں خدا کے صندوق کے پاس لیٹے ہوئے خداوند کی خدمت کرنے والے "سموئیل" کو جب نبوت سے سرفراز کیا گیا (نمبر1 سموئیل باب نمبر3) تو سموئیل نبی کی بات سن کر اسرائیلی "فلستیوں" سے لڑنے کو نکلے مگر شکست کھائی تو "سیلا" سے خداوند کے عہد کے صندوق کو بطور برکت اور حصول فتح کیلئے میدان جنگ میں لے آئے فلستیوں نے اسرائیلیوں کو دوبارہ شکست دے کر خداوند کے عہد کا صندوق بھی ان سے چھین لیا (نمبر1 سموئیل باب نمبر4) مگر

فلستیوں نے عہد کے صندوق کی وجہ سے آفتیں اور مصائب اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھ کر آخر کار خداوند کے عہد کا صندوق اسرائیلیوں کی طرف واپس بھیج دیا (نمبرا 1 سموئیل باب 5 تا 6) بیس برس کے بعد جب اسرائیلیوں کو خداوند کے عہد کا صندوق ملا تو سموئیل نبی کے کہنے پر انہوں نے بت پرستی سے توبہ کی تب جا کر میدان جنگ میں اسرائیلیوں کو فلستیوں پر فتح ملی (نمبرا 1 سموئیل باب نمبر 7)

سموئیل نبی کی طرف سے مقرر کردہ دو قاضیوں (جو کہ سموئیل نبی کے بیٹے تھے) کو اپنے باپ کے نقش قدم پر نہ چلنے کی وجہ سے ہٹا کر ایک "بادشاہ" مقرر کرنے کا اسرائیلی بزرگوں نے مطالبہ کر دیا جس پر خداوند نے سموئیل نبی سے کہا انہوں نے "میری حقارت کی ہے کہ میں ان کا بادشاہ نہ رہوں جیسے کام وہ اس دن سے جب سے میں ان کو مصر سے نکال لایا آج تک کرتے آئے ہیں کہ مجھے ترک کر کے اور معبودوں کی پرستش کرتے رہے ہیں ویسا ہی وہ تجھ سے کرتے ہیں" (نمبرا 1 سموئیل 8:1 تا 8) خداوند کی طرف سے جب مطالبہ کرنے والوں کو سموئیل نبی کی زبانی بتایا گیا کہ بادشاہ مقرر ہونے کے بعد اس کی طرف سے تم پر عائد کردہ پابندیوں اور ذمہ واریوں کے بوجھ کو اگر تم نہ اٹھا سکے اور اس کی وجہ سے خداوند کے سامنے فریاد کرو گے تو خداوند تم کو جواب نہ دے گا مگر باوجود اس قدر سمجھانے کے انہوں نے اصرار کیا کہ ہم تو بادشاہ چاہتے ہیں ہمیں اس کی غلامی قبول ہے تب خداوند نے سموئیل نبی کو بادشاہ مقرر کرنے کا اختیار دیا (نمبرا 1 سموئیل 9:8 تا 22) چنانچہ ساؤل کو بادشاہ مقرر کر دیا گیا (نمبرا 1 سموئیل 9:15 تا 17)" پھر سموئیل نے لوگوں کو حکومت کا طرز بتایا اور اسے کتاب میں لکھ کر خداوند کے حضور رکھ دیا" (نمبرا 1 سموئیل 25:10) مگر "تب خداوند کا کلام سموئیل کو پہنچا کہ مجھے افسوس ہے

ر میں نے ساؤل کو بادشاہ ہونے کیلئے مقرر کیا کیونکہ وہ میری پیروی سے پھر گیا ہے اور
س نے میرے حکم نہیں مانے"(نمبر1 سموئیل 10:15 تا 11)" سموئیل نے ساؤل سے
کامیں تیرے ساتھ نہیں لوٹوں گا کیونکہ تو نے خداوند کے کلام کو رد کیا ہے اور خداوند
نے تجھے رد کیا کہ اسرائیل کا بادشاہ نہ رہے"(نمبر1 سموئیل 26:15)

ور داؤد علیہ السلام

ساؤل کے مرنے کے بعد داؤد علیہ السلام کو خاندان یہوداہ کا بادشاہ بنا دیا گیا(نمبر2 سموئیل
4:2 تا 7) انہوں نے سات برس چھ ماہ "یہوداہ" پر اور تینتیس برس یہوداہ سمیت
سارے اسرائیل پر سلطنت کی(نمبر2 سموئیل 4:5 تا 5) قارئین بنی اسرائیل کیلئے یہ
انتہائی عروج کا دَور تھا اسی دَور میں عدل اور انصاف کا دَور دَورہ ہوا(نمبر2 سموئیل
15:8) فتوحات ہوئیں آخر کار"خدا کا صندوق" منگوایا گیا (نمبر1 تواریخ باب نمبر13)
اور اسے ایک مخصوص جگہ پر خیمہ تیار کرکے رکھ دیا اور خدمت کیلئے آدمی بھی مقرر کر
دیئے(نمبر1 تواریخ باب نمبر15 تا 16)

دَور سلیمان علیہ السلام

زندگی کے آخری ایام میں داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو شریعت کی
باتوں پر عمل کرنے کی تلقین کی (نمبر1 سلاطین 1:2 تا 4) اور اسے اپنی زندگی میں ہی
اپنے تخت شاہی پر بٹھادیا(نمبر1 سلاطین 28:1 تا 48) سلیمان علیہ السلام نے خداوند کا
گھر بنا کر اس میں ایک مستقل الہام گاہ یعنی پاک ترین مکان بنایا تاکہ اس میں خداوند کے
عہد کے صندوق کو رکھا جائے(نمبر1 سلاطین باب نمبر6) ہیکل مکمل ہونے کے بعد موسیٰ
علیہ السلام کے بنے ہوئے خیمہ اجتماع کو مقام "جبعون" سے اور عہد کے صندوق کو

"داؤد کے شہر" سے لاکر مستقل الہام گاہ میں رکھ دیا(نمبر2 تواریخ 1:1تا6 = نمبرا سلاطین 1:8تا8)"اس صندوق میں کچھ نہ تھا سوا پتھر کی ان دو لوحوں کے جن کو وہاں موسیٰؑ نے "حورب" میں رکھ دیا تھا جس وقت کہ خداوند نے بنی اسرائیل سے جب وہ ملک مصر سے نکل آئے عہد باندھا تھا"(نمبر1 سلاطین 9:8= نمبر2 تواریخ 10:5)

توریت گم ہو گئی

قارئین خداوند کے عہد کے صندوق کے اندر دَور سلیمانیؑ میں پتھر کی دو لوحیں تو موجود تھیں مگر خود موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی شریعت کی کتاب (استثناء 24:31تا26) غائب "من" سے بھرا ہوا سونے کا مرتبان (خروج 31:16تا34) بھی غائب' ہارونؑ کا عصا (عبرانیوں 4:9) بھی غائب' یشوع کی طرف سے خدا کی شریعت کی کتاب میں لکھی گئی باتیں(یشوع 1:24تا26) بھی غائب' سموئیل نبی نے لوگوں کو حکومت کا طرز بتانے کیلئے جو قوانین کتاب میں لکھ کر خداوند کے حضور رکھ دیئے تھے (نمبرا سموئیل 25:10) وہ بھی غائب پائے گئے گویا کہ یہ خداوند کے عہد کا صندوق رچھن جانے کے بعد (نمبرا سموئیل باب نمبر4) دوسرا عظیم حادثہ تھا کیونکہ بنی اسرائیل شریعت سے دُوری' لاتعلقی' سرکشی اور بتوں کی پرستش جیسے نفرتی کاموں میں لت پت ہونے کی وجہ سے اپنے اندر بگاڑ پیدا کر بیٹھے تھے جس پر "قاضیوں کادَور" خصوصاً گواہ ہے انہیں وجوہات کی بنا پر وہ "عہد کے صندوق" کے اندر موجود اشیاء کی حفاظت نہ کر سکے غالب گمان یہی ہے کہ نفس اور دولت کے پجاری کاہنوں (نمبرا سموئیل 12:2تا24) نے عہد کے صندوق میں موجود شریعت کی باتوں پر مشتمل کتابیں خود ہی نکال کر جلاویں تاکہ فتویٰ فروشی کے ذریعے لوگوں کا مال ہڑپ کرنے کی راہیں ہموار ہو

جائیں اور شاید اسی لیئے "ہارونؑ کا عصا" اور "من سے بھرا ہوا سونے کا مرتبان" بھی بچ کر رقم بٹور لی گئی ہو گی لیکن پتھر کی دو لوحوں کو غیر اہم اور غیر قیمتی صرف سادہ سی پتھریلی تختیاں دیکھ کر کسی نے نہ خریدا ہو گا جس کی وجہ سے وہ بکنے سے بچ گئیں

بنی اسرائیل میں تفریق اور بت پرستی

یروشلم میں سب اسرائیل پر چالیس برس سلطنت کرنے کے بعد جب سلیمان علیہ السلام وفات پا گئے (نمبر1 سلاطین 11:42 تا 43) تو بقول بائبل سلیمان علیہ السلام کی بت پرستی کی وجہ سے (نمبر1 سلاطین 11:1 تا 13) سلطنت اسرائیل کو بطور سزا کے خداوند نے دو حصوں میں تقسیم کر دیا (نمبر1 سلاطین 11:26 تا 37) سلیمان علیہ السلام کا خادم "یربعام" بنی اسرائیل کے دس قبیلوں کا بادشاہ بنا اور "سلطنت اسرائیلیہ" کی بنیاد پڑ گئی (نمبر1 سلاطین 12:20) یربعام بادشاہ بنتے ہی شریعت کی تابعداری والے عہد (نمبر1 سلاطین 11:38) کو توڑ کر مرتد ہو گیا بت پرستی کے اڈے تعمیر کر کے عوام کو بھی بت پرستی پر لگا دیا (نمبر1 سلاطین 12:25 تا 33) جس پر خداوند کا غصہ ان پر بھڑکا اور "اسوریوں" کے ہاتھوں ان پر تباہی آئی (نمبر2 سلاطین 17:1 تا 41) اور سلطنت اسرائیلیہ اپنے گناہوں کے سبب تباہ ہو کر "اسوریوں" کی غلام بن گئی

قارئین کرام سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل کے بقیہ دو قبیلوں کا بادشاہ سلیمان علیہ السلام کا بیٹا "رحبعام" بن گیا (نمبر1 سلاطین 11:43) یہ "سلطنت یہوداہ" کے نام سے مشہور ہوئی اس کا دارالسلطنت یروشلم تھا (نمبر1 سلاطین 14:21) سلطنت یہوداہ میں رحبعام کے دَور سے ہی بت پرستی شروع ہو گئی (نمبر1 سلاطین 14:22 تا 24) عوام کے ساتھ ساتھ سلاطین بھی بت پرست بن گئے تھے (سلاطین دوم تواریخ دوم میں

تفصیلات موجود ہیں)"اور یہوداہ نے بھی خداوند اپنے خدا کے احکام نہ مانے بلکہ ان آئین پر چلے جن کو اسرائیل نے بنایا تھا تب خداوند نے اسرائیل کی ساری نسل کو رد کیا اور ان کو دکھ دیا اور ان کو لٹیروں کے ہاتھ میں کر کے آخر کار ان کو اپنی نظر سے دور کردیا"(نمبر2 سلاطین 17:19تا20)"اور شاہ مصر "سیسق" نے یروشلم پر چڑھائی کی اور اس نے خداوند کے گھر کے خزانوں اور شاہی محل کے خزانوں کو لے لیا بلکہ اس نے سب کچھ لے لیا"(نمبر1 سلاطین 14:25تا26 = نمبر2 تواریخ 12:1تا9) گناہوں پر خاکساری اختیار کرنے کی وجہ سے بنی اسرائیل مکمل تباہی سے تو بچ گئے(نمبر2 تواریخ 12:12) لیکن ان بادشاہوں میں مرتد ہو کر بت پرست بننے والوں کی تعداد شریعت پر کار بند رہنے والوں سے زیادہ ہی رہی "آخز بادشاہ" نے تو اپنے دَور سلطنت میں یروشلم کے ہر اونچے مقام، اور پہاڑوں کے ساتھ ساتھ ہر ایک ہرے درخت کے نیچے "بعلیم" کے بت کیلئے قربان گاہیں بنا دیں اور "بعلیم" بت کی ہر جگہ پرستش شروع کرادی(نمبر2 سلاطین 16:1تا4 = نمبر2 تواریخ 28:1تا4)

اس بت پرستی کی وجہ سے جب دمشق کے "شاہ ارام" اور اسرائیل کے ہاتھوں خداوند نے ان کو سزا دی (نمبر2 سلاطین 16:5 = نمبر2 تواریخ 28:5تا8) تو "آخز بادشاہ" نے اپنی مدد کیلئے "شاہ اسور" کو بلایا شاہی محل اور خداوند کے گھر سے مال اکٹھا کرکے اسے بطور نذرانہ دیا فتح حاصل ہونے پر فاتح اسوریوں کی نقالی کرتے ہوئے ہیکل میں خداوند کے "مذبح" کے نقشے کو بدل دیا دمشق کے بتوں اور" ارام" کے بتوں کیلئے قربانیاں کیں خداوند کے گھر کے برتنوں کو جمع کرکے توڑ دیا اور خداوند کے گھر کے دروازوں کو بند کرکے بت پرستی کو مزید فروغ دیا (نمبر2 سلاطین 16:7تا18 = نمبر2 تواریخ 28:16تا25) آخز

کے مرنے کے بعد اس بیٹا "حزقیاہ" جب بادشاہ بنا تو اس نے بت پرستی کا خاتمہ کیا (نمبر2 سلاطین 18:1تا8) اب تک دو دفعہ تباہ ہو جانے والے "ہیکل" کی مرمت کرکے اسے آباد کیا عید فسح اور عید فطیر منائی شاہ اسُور کے خلاف لڑائی میں فتح یاب ہوا (نمبر2 تواریخ باب نمبر29تا32) لیکن حزقیاہ کے بیٹے "منسّی" نے بادشاہ بننے کے بعد یہاں تک بت پرستی کو فروغ دیا کہ "بعل" کا بت خداوند کی ہیکل میں نصب کر دیا جب بت پرستی کو اس نے پوری شدت سے اپنی سلطنت میں پھیلایا تو شاہ اسُور کے ہاتھوں سزا ملنے پر تائب ہوا اور بت پرستی کا خاتمہ کیا (نمبر2 سلاطین 21:1تا16 = نمبر2 تواریخ 33:1تا17) مگر "منسّی" کے بیٹے "امُون" نے پھر بت پرستی کو فروغ دیا آخر کار قتل ہوا (نمبر2 سلاطین 21:18تا23 = نمبر2 تواریخ 33:20تا24)

دورِ یُوسیاہ اور توریت

قارئین "امُون" کے بیٹے "یُوسیاہ" نے بادشاہ بننے کے بعد بت پرستی کا خاتمہ کیا اپنے دَور سلطنت کے اٹھارویں برس خداوند کے ہیکل کی مرمت کا کام شروع کیا (نمبر2 سلاطین 22:1تا2 = نمبر2 تواریخ 34:1تا7) تو یُوسیاہ بادشاہ نے "اصلیاہ" کے بیٹے سافن اور شہر کے حاکم "معسیاہ" اور "یوآخز" کے بیٹے "یُوآخ" مورّخ کو خداوند کی ہیکل میں خلقیاہ کاہن کے پاس اس لیئے بھیجا تاکہ ہیکل کی مرمت کیلیئے لوگوں سے جمع کی جانے والی نقدی گنی جائے اور اس کے بعد خلقیاہ کاہن کے سرِدِ براۓ مرمت ہیکل کر دی جائے چنانچہ یہ تینوں خلقیاہ کاہن کے پاس آئے اور نقدی اس کے سپرد کر دی (نمبر2 سلاطین 22:3تا7 = نمبر2 تواریخ 34:8تا13) "اور جب وہ اس نقدی کو جو خداوند کے گھر میں لائی گئی تھی نکال رہے تھے تو خلقیاہ کاہن کو خداوند کی توریت کی کتاب جو موسٰیؑ کی معرفت دی گئی تھی

ملی تب خلقیاہ نے سافن منشی سے کہا کہ میں نے خداوند کے گھر میں توریت کی کتاب پائی ہے اور خلقیاہ نے وہ کتاب سافن کو دی اور سافن وہ کتاب بادشاہ کے پاس لے گیا......

پھر سافن منشی نے بادشاہ سے کہا کہ خلقیاہ کاہن نے مجھے یہ کتاب دی ہے اور سافن نے اس میں سے بادشاہ کے حضور پڑھا اور ایسا ہوا کہ جب بادشاہ نے توریت کی باتیں سنیں تو اپنے کپڑے پھاڑے"(نمبر2 تواریخ 14:34 تا 19 = نمبر2 سلاطین 8:22 تا 11)

تبصرہ

قارئین یہاں پر ذرا غور کریں کہ موسیٰ علیہ السلام نے تو شریعت کی کتاب "توریت" خداوند کے عہد کے صندوق میں رکھ کر لاوی قبیلہ کے سپرد کی تھی (استثناء 24:31 تا 26) لیکن توریت کی کتاب سلیمان علیہ السلام کے دور سلطنت میں عہد کے صندوق میں سے غائب پائی گئی (نمبر1 سلاطین 9:8 = نمبر2 تواریخ 10:5) بعد میں ایک دفعہ شاہ مصر "سیسق" نے یروشلم پر حملہ کرکے خداوند کے گھر سے سب کچھ لے لیا (نمبر1 سلاطین 25:14 تا 26 = نمبر2 تواریخ 1:12 تا 9) دوسری دفعہ خود یہودی بادشاہ "آخز" نے مرتد ہو کر خداوند کے گھر کے برتنوں تک کو جمع کرکے توڑا اور خداوند کے گھر میں تبدیلیاں کرنے کے بعد دروازوں کو بھی بند کرکے ویران کر دیا (نمبر2 سلاطین 7:16 تا 18 = نمبر2 تواریخ 16:28 تا 25) یہودی بادشاہ "یوآس" نے جب کاہنوں اور لاویوں کو خداوند کے گھر کی مرمت کے لیئے چندہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا تو لاویوں نے سستی کا مظاہرہ کیا اس پر بادشاہ نے خود ہی ایک صندوق بنوا کر خداوند کے گھر کے دروازہ پر باہر رکھ دیا چندہ کی منادی کو سن کر جب لوگوں نے صندوق میں نقدی ڈال کر اس کو بھر دیا تو لاویوں کے ہاتھ سے صندوق بادشاہ کے مختاروں کے پاس پہنچا وہاں پر بادشاہ کے منشی اور

سردار کاہن کے نائب نے آکر نقدی سے بھرے ہوئے صندوق کو خالی کیا اور اسے لے کر پھر ہیکل کے دروازے سے باہر رکھ دیا اور روزانہ اسی طرح کرنے سے جب بہت سی نقدی جمع ہو گئی تو بادشاہ یوآس نے اس نقدی کو سردار کاہن "یہویدع" کے سپرد کیا تاکہ ہیکل کے تعمیراتی کاموں میں اسے خرچ کیا جائے (نمبر2 تواریخ 24:1تا14) (نمبر2 سلاطین 12: 4تا15)

پھر یہودی بادشاہوں امصیاہ، عزیاہ، یوتام، آخز، حزقیاہ، منسّی اور امون کے بعد جب یوسیاہ کا دور سلطنت آیا تو "یوآس" بادشاہ کے طریقہ کے مطابق بادشاہ "یوسیاہ" نے ہیکل کے تعمیراتی کاموں کیلئے جمع کی جانے والی نقدی صندوق سے نکلوا کر "خلقیاہ" کاہن کے سپرد کرادی اب خلقیاہ کاہن کو نقدی نکالتے وقت اس میں سے خداوند کی توریت کتاب ملتی ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خداوند کی کتاب توریت دور سلیمانی میں عہد کے صندوق میں سے غائب پائی گئی یوسیاہ کے دور سلطنت کے آغاز تک خداوند کا ہیکل دو دفعہ لوٹا جا چکا تھا یوآس بادشاہ کے دور میں نقدی والا صندوق روزانہ خالی کر دیا جاتا تھا مگر اس میں اس وقت بھی خداوند کی کتاب توریت کا نام و نشان تک نہ تھا مگر اب خلقیاہ کاہن کو نقدی نکالتے وقت اس میں سے خداوند کی توریت ملتی ہے جبکہ اس کتاب کو اصولاً" قانوناً" اور عقلاً" خداوند کے عہد کے صندوق میں موجود ہونا چاہیے تھا لیکن بجائے عہد کے صندوق میں موجود ہونے کے خداوند کی کتاب توریت نقدی میں سے کس طرح نکل آئی؟ اس کتاب کو نقدی کے ڈھیر میں کون رکھ گیا تھا؟ یہ کتاب اس سے پہلے کس کے پاس تھی؟ اور اس شخص کے پاس یہ کتاب عہد کے صندوق میں سے نکل کر کس طرح پہنچی اور صرف اسی کے پاس کیوں پہنچی؟ اور اب تک اپنے پاس اس کتاب کو محفوظ رکھنے کے بعد اب کس مقصد کے تحت وہ چپکے سے کتاب نقدی میں چھپا کے رکھ گیا تھا؟

اس کے علاوہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلقیاہ کاہن کو نقدی میں سے ملنے والا توریت کا نسخہ وہ نہ ہو جو خداوند کے عہد کے صندوق میں موسیٰ علیہ السلام نے رکھا تھا بلکہ اس نسخہ سے نقل کیا ہوا یہ دوسرا نسخہ ہو؟ لیکن قارئین پہلی بات تو یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے توریت کا صرف ایک ہی نسخہ لکھ کر عہد کے صندوق میں رکھا تھا اور ہر سات برس کے آخر میں چھٹکارے کے سال کے معین وقت پر عید خیام کے موقع پر سب اسرائیلیوں کو جمع کر کے شریعت کی کتاب توریت پڑھ کے سنانے کا حکم دیا تھا(استثناء 31:9تا12) لہٰذا نہ تو شریعت کی کتاب توریت کی کثرت سے تلاوت ہوتی تھی نہ ہی توریت کو "حفظ" کرنے کا بنی اسرائیل میں رواج تھا اور نہ ہی توریت کے اس ایک نسخے کی عام اشاعت تھی جس سے یہ خیال کرلیا جائے کہ توریت کے کئی ایک نسخے احاطہ تحریر میں آگئے ہوں گے اور خلقیاہ کاہن کو نقدی میں کسی کا رکھا ہوا کوئی ایک نسخہ مل گیا ہوگا ان تمام باتوں کی طرف بائبل میں کوئی اشارہ تک نہیں ملتا ہاں صرف ایک بات یقینی تھی کہ خداوند کے عہد کے صندوق میں موسیٰ علیہ السلام کا رکھا ہوا توریت کا ایک نسخہ ضرور موجود اور محفوظ ہو گا لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ دَور سلیمانی میں خداوند کے عہد کے صندوق میں سے توریت کا اکلوتا نسخہ بھی غائب پایا گیا اور بعد میں دو دفعہ "ہیکل" لٹنے کی وجہ سے عہد کے صندوق کی حفاظت بھی نہ ہو سکی

اب رہا یہ سوال کہ نقدی میں خداوند کی کتاب توریت کا نسخہ کس نے رکھا تھا؟ تو اس بارے میں ایک جدید تحقیق تو یہ ہے کہ جب یُوسیاہ بادشاہ نے خلقیاہ کاہن کے پاس نقدی سپرد کرنے کیلئے اپنے تین آدمیوں کو بھیجا تو ان میں ایک کا نام بائبل کے بیان کے مطابق "یُوآخ مُورّخ" تھا (نمبر2 تواریخ 34:8تا9) چونکہ مُورّخ ہونے کی وجہ سے وہ بنی

اسرائیل کی تاریخ سے واقف تھا اس لیئے اس نے سنی سنائی زبانی روایتوں اور قصوں کو جمع کر کے مرتب کیا تاکہ یہودی بادشاہ یُوسیاہ اور امرائے سلطنت کے شریعت موسوی کی طرف بڑھتے ہوئے رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے گمشدہ شریعت کی کتاب کی کمی کو پورا کیا جاسکے اسی لیئے یُوسیاہ کی سلطنت کے آغاز کے سترہ برس بعد "یُوآخ مُورِّخ" کو اپنا تیار کردہ "توریت کا نسخہ" خلقیاہ کاہن کو نقدی سپرد کرتے وقت نقدی میں چھپانے کا سنہری موقع مل گیا لیکن ایک دوسری تحقیق مصنف کتاب "اظہار الحق" رحمت اللہ کیرانوی" کی ہے جس کے مطابق چونکہ "کسی نے سترہ سال کے طویل عرصہ میں توریت کو (خداوند کی ہیکل میں) نہ دیکھا نہ سنا حالانکہ بادشاہ اور تمام اراکین سلطنت "موسوی شریعت" کے پھیلانے اور رواج دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے اور کاہن روزانہ (ہیکل میں) داخل ہوتے رہے تو بڑی حیرت کی بات ہے کہ توریت کا نسخہ بیت المقدس میں موجود ہو اور اتنی مدت کسی کو نظر نہ آئے اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ نسخہ خلقیاہ (کاہن) کا تراشیدہ اور من گھڑت تھا کیونکہ اس نے جب بادشاہ اور امرائے سلطنت کی عام توجہ ملت موسوی کی طرف دیکھی تو یہ نسخہ ان سنی سنائی زبانی روایتوں اور قصوں کو جمع کر کے مرتب کیا جو تمام لوگوں کی زبانی اس تک پہنچے تھے خواہ وہ سچے ہوں یا جھوٹے اور یہ سارا (سترہ سال کا) وقت اس نے اس کی جمع و تالیف میں گزارا جب حسب منشاء نسخہ جمع اور مرتب ہو گیا تو اس کو موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کردیا اور اس قسم کا افتراء اور جھوٹ دین و مذہب کی ترقی اور اشاعت کی غرض سے متاخرین یہود اور پچھلے عیسائیوں کے نزدیک دینی مستحبات (جائز کاموں) میں شمار ہوتا تھا"(اردو ترجمہ بائبل سے قرآن تک صفحہ نمبر151-152 جلد دوم ناشر مکتبہ دارالعلوم کراچی نمبر14) بہر حال توریت کا یہ نسخہ

"موآخ موٴرخ" کا خود ساختہ ہو یا خلقیاہ کاہن کا پھر بھی یوسیاہ بادشاہ کے بقیہ تیرہ سالہ دور سلطنت تک رائج اور نافذ رہا

یوسیاہ سے بخت نصر تک

یوسیاہ بادشاہ جب شاہ مصر سے لڑائی کے دوران قتل ہو گیا (نمبر2 تواریخ 20:35 تا 25)[1] تو اس کی جگہ اس کے بیٹے "یہو آخز" کو تخت نشین کر دیا گیا لیکن یہ بھی مرتد ہو گیا تب شاہ مصر اس پر مسلط ہو گیا اس نے "یہو آخز" بادشاہ کو قید کر کے اس کے بھائی "الیاقیم" کو بادشاہ بنایا اور "یہو آخز" کو قید کی حالت میں مصر لے گیا جہاں جا کر "یہو آخز" کو موت آ گئی (نمبر2 سلاطین 30:23 تا 34)[2] یہو آخز کا بھائی جس کو شاہ مصر نے اسرائیل کا بادشاہ بنایا تھا وہ بھی اپنے بھائی کی طرح مرتد نکلا (نمبر2 سلاطین 36:23 تا 37) یہودی بادشاہ "یہو یقیم" کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا "یہویاکین" تخت نشین ہوا تو یہ بھی اپنے باپ اور چچا کی طرح مرتد تھا (نمبر2 سلاطین 6:24 تا 9)

خبردار کرنے والے

قارئین چونکہ خداوند کے احکام نہ ماننے کی وجہ سے یہوداہ کے قبیلہ سمیت اسرائیل کی ساری نسل کو رد کرنے' دکھ دینے' لٹیروں کے ہاتھ میں کرنے اور آخر کار ان کو اپنی نظروں سے دور کر دینے کے اشارے خداوند نے دے دیئے تھے (نمبر2 سلاطین 19:17 تا 20) اور اسرائیل و یہوداہ کی نافرمانیوں اور بت پرستیوں کی وجہ سے خداوند نے اپنے گھر اور شہر یروشلم کو بھی تباہ و برباد کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا (نمبر2 سلاطین 27:23) اس لیئے قوم بنی اسرائیل کے پاس انہیں "یروشلم کی تباہی والے دن" سے خبردار کرنے کیلئے انبیاء آئے اور اسرائیلیوں کو جھنجوڑ کر ڈرایا مگر وہ ٹس سے مس بھی نہ

---

[1] (نمبر2 سلاطین 29:23 تا 30) [2] (نمبر2 تواریخ 36:1 تا 4)

ہوئے بلکہ انہوں نے خدا کے پیغمبروں کو ٹھٹھوں میں اڑایا اور اس کی باتوں کو ناچیز جانا اور اس کے نبیوں کی ہنسی اڑائی (نمبر2 تواریخ 15:36تا16) کچھ نبیوں کو ستا کر قتل کردیا (اعمال 7:51تا52)

حنانی نبی

قارئین سلیمان علیہ السلام کے بعد جب بنی اسرائیل کی سلطنت تقسیم ہو کر دو ریاستوں (یروشلم کی ریاست یہودیہ اور سامریہ کی ریاست اسرائیلیہ) میں بٹ گئی تو ان میں باہمی لڑائیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا نوبت یہاں تک آگئی کہ یہودیہ کی ریاست نے اپنے ہی بھائیوں (اسرائیلیوں) کے خلاف دمشق کی آرامی سلطنت سے مدد مانگی اس پر خدا کے حکم سے "حنانی نبی" نے سلطنت یہودیہ کے بادشاہ "آسا" کو سخت تنبیہہ کی مگر بادشاہ آسا نے اس تنبیہہ کو قبول کرنے کی بجائے خدا کے پیغمبر کو جیل میں بھیج دیا (نمبر2 تواریخ باب نمبر16)

ایلیاہ نبی

ایلیاہ (الیاسؑ) نے جب "بعل" کی پرستش کرنے پر یہودیوں کو ملامت کی اور از سرنو توحید کی دعوت کو کھڑا کرنے کیلئے جھوٹے نبیوں کو قتل کیا جو کہ ساڑھے آٹھ سو کی تعداد میں تھے (نمبر1 سلاطین 19:18تا40) تو سامریہ کا اسرائیلی بادشاہ "اخی اب" اپنی مشرک اور خداوند کے نبیوں کی قاتل بیوی ایزبل (نمبر1 سلاطین 4:18) کی خاطر "ایلیاہ" کی جان کا دشمن بن گیا حتی کہ "ایلیاہ" کو جزیرہ نمائے سینا کے پہاڑوں پر پناہ لینی پڑی اور انہوں نے دعا کرتے ہوئے یہ الفاظ کہے "بنی اسرائیل نے تیرے عہد کو ترک کیا اور تیرے مذبحوں کو ڈھادیا اور تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کیا اور ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں سو وہ میری

جان لینے کے درپے ہیں (نمبر1 سلاطین 19:1تا10)

میکایاہ نبی

بادشاہ "اخی اب" نے حق گوئی کے جرم میں "میکایاہ" کو قید خانہ میں ڈلوادیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھلاتا اور مصیبت کا پانی پلاتا (نمبر1 سلاطین 22:26تا27)

زکریاہ نبی

یہودیہ کی ریاست میں جب کھلم کھلا بت پرستی شروع ہوئی تو "زکریاہ" نے اس کے خلاف آواز بلند کی نتیجتاً شاہ یہوداہ "یوآس" کے حکم سے انہیں خداوند کے گھر کے صحن میں سنگسار کر دیا گیا (نمبر2 تواریخ 24:18تا22)

یسعیاہ نبی

بنی اسرائیل کی سرکشی کو دیکھ کر خداوند نے "یسعیاہ" کو رؤیا میں بڑے افسوس کے ساتھ بتایا کہ "آہ خطاکار گروہ' بدکاری سے لدی ہوئی قوم' بدکرداروں کی نسل' مکار اولاد جنہوں نے خداوند کو ترک کیا اسرائیل کے قدوس کو حقیر جانا اور گمراہ وبرگشتہ ہو گئے تم کیوں زیادہ بغاوت کرکے اور مار کھاؤ گے" (یسعیاہ 1:2تا5) "یہ باغی لوگ اور جھوٹے فرزند ہیں جو خداوند کی شریعت کو سننے سے انکار کرتے ہیں جو غیب بینوں سے کہتے ہیں غیب بینی نہ کرو اور نبیوں سے کہ ہم پر سچی نبوتیں ظاہر نہ کرو ہم کو خوشگوار باتیں سناؤ اور ہم سے جھوٹی نبوت کرو راہ سے باہر جاؤ راستہ سے برگشتہ ہو اور اسرائیل کے قدوس کو ہمارے درمیان سے موقوف کرو" (یسعیاہ 30:9تا11)

"لیکن تم اے جادوگرنی کے بیٹو اے زانی اور فاحشہ کے بچو ادھر آگے آؤ تم کس پر ٹھٹھا مارتے ہو؟ تم کس پر منہ پھاڑتے اور زبان نکالتے ہو؟ کیا تم باغی اولاد اور دغاباز نسل

نہیں ہو جو بتوں کے ساتھ ہر ایک ہرے درخت کے نیچے اپنے آپ کو برا نگیختہ کرتے اور وادیوں میں چٹانوں کے شگافوں کے نیچے بچوں کو ذبح کرتے ہو" (یسعیاہ 3:57 تا 5) اسی طرح بنی اسرائیل کے کردار اور جرائم سے پردہ ہٹاتے ہوئے (یسعیاہ 1:59 تا 15) خداوند نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا کہ "جو میرے طالب نہ تھے میں ان کی طرف متوجہ ہوا جنہوں نے مجھے ڈھونڈا نہ تھا مجھے پالیا میں نے ایک قوم سے جو میرے نام سے نہیں کہلاتی تھی فرمایا دیکھ میں حاضر ہوں میں نے سرکش لوگوں (بنی اسرائیل) کی طرف جو اپنی فکروں کی پیروی میں بُری راہ پر چلتے ہیں ہمیشہ ہاتھ پھیلائے (لیکن) ایسے لوگ جو ہمیشہ میرے روبرو باغوں میں قربانیاں کرنے اور اینٹوں پر خوشبو جلانے سے مجھے برافروختہ کرتے (غصہ دلاتے) ہیں جو قبروں میں (پوجاپاٹ کیلئے) بیٹھتے اور پوشیدہ جگہوں میں رات کاٹتے (برائے عیاشی) اور سؤر کا گوشت کھاتے ہیں اور جن کے برتنوں میں نفرتی چیزوں کا شوربہ موجود ہے........ پس میں خاموش نہ رہوں گا بلکہ بدلہ دوں گا........ تمہاری اور تمہارے باپ دادا کی بد کرداری کا بدلہ اکٹھا دوں گا جو پہاڑوں پر خوشبو جلاتے اور ٹیلوں پر میری تکفیر کرتے تھے...... لیکن تم جو خداوند کو ترک کرتے اور اس کے کوہ مقدس کو فراموش کرتے اور مشتری (سیارے کی پوجا) کیلئے دسترخوان چنتے اور زہرہ (سیارے کی پوجا) کیلئے شراب ممزوج (خوشبودار) کا جام پُر کرتے ہو میں تم کو گن گن کر تلوار کے حوالہ کروں گا اور تم سب ذبح ہونے کیلئے خم ہوگے........ اور تم اپنا نام میرے برگزیدوں کی لعنت کیلئے چھوڑ جاؤ گے خداوند خدا تم کو قتل کرے گا اور اپنے بندوں کو ایک دوسرے نام سے بلائے گا" (یسعیاہ 1:65 تا 15) بمطابق کاتھولک بائبل کلام مقدس ایڈیشن 1958ء صفحہ نمبر 931 یسعیاہ (اشعیا) نبی کو ان کے شریر داماد "شاہ

منسّی" کے حکم سے آری سے دو حصوں میں چیر کر شہید کردیا گیا قارئین آخر کار سامریہ کی اسرائیلی ریاست "اسّوریوں" کے ہاتھوں ختم ہو گئی جس کی پیشین گوئی کرتے ہوئے یسعیاہ نبی کو خداوند نے رؤیا میں بتادیا تھا کہ "اسی طرح" شاہ اسُور "مصری اسیروں اور کُوشی جلاوطنوں کو کیا بوڑھے کیا جوان ...... اور ننگے پاؤں اور بے پردہ سرینوں کے ساتھ مصریوں کی رسوائی کیلئے لے جائے گا" (یسعیاہ 4:20)

یرمیاہ نبی

اس کے بعد جب یروشلم کی یہودی ریاست کے سر پر تباہی کا طوفان تُلا کھڑا تھا تو خداوند نے یرمیاہ نبی کو بھیجا اور اسے کہا کہ "اب یروشلم کے کوچوں میں اِدھر اُدھر گشت کرو اور دیکھو اور دریافت کرو اور اس کے چوکوں میں ڈھونڈو اگر کوئی آدمی وہاں ملے جو انصاف کرنے والا اور سچائی کا طالب ہو تو میں اسے معاف کروں گا اور اگرچہ وہ کہتے ہیں زندہ خداوند کی قسم تو بھی یقیناً" وہ جھوٹی قسم کھاتے ہیں" (یرمیاہ 1:5 تا 2) گویا کہ پورے یروشلم میں انصاف کرنے والوں اور سچائی کے طلب کرنے والوں کا نام ونشان بھی نہ تھا پھر عام لوگوں کے علاوہ جب قوم کے بزرگوں نے بھی خداوند کے احکامات جاننے کے باوجود (شریعت کا) جُوا توڑ ڈالا تو سزا سناتے ہوئے خداوند نے کہا "میں تجھے کیوں کر معاف کروں؟ تیرے فرزندوں نے مجھ کو چھوڑا اور ان کی قسم کھائی جو خدا نہیں ہیں جب میں نے ان کو سیر کیا تو انہوں نے بدکاری کی اور پرے باندھ کر (جوق در جوق) قحبہ خانوں میں اکٹھے ہوئے وہ پیٹ بھرے گھوڑوں کی مانند ہو گئے ہر ایک صبح کے وقت اپنے پڑوسی کی بیوی پر ہنہنانے لگا خداوند فرماتا ہے کیا میں ان باتوں کیلئے سزا نہ دوں گا اور کیا میری روح ایسی قوم سے انتقام نہ لے گی" (یرمیاہ 3:5 تا 9)

"اسلیئے خداوند فرماتا ہے اسرائیل کے گھرانے اور یہوداہ کے گھرانے نے مجھ سے نہایت بے وفائی کی انہوں نے خداوند کا انکار کیا اور کہا کہ وہ نہیں ہے" (یرمیاہ 11:5 تا 12) قارئین بنی اسرئیل کی دونوں ریاستوں کے کردار اور جرائم کی نقاب کشائی کے بعد جب خداوند نے انہیں طلاق نامہ لکھ دیا (یرمیاہ 1:3 تا 9) تو ان کو سزا دینے کیلئے بابل کے بادشاہ "بنوکدنفر" (بخت نصر) کو چن کر یرمیاہ نبی کے ذریعے انہیں اس کی آمد سے خبردار کر دیا (یرمیاہ 15:5 تا 19 = 6:27 تا 11) لیکن یرمیاہ نبی کی طرف سے مخلصانہ کوششوں (یرمیاہ باب نمبر 1 تا 20) کے بعد امراء اور سب لوگوں کے منع کرنے کے باوجود کاہنوں اور نبیوں نے یرمیاہ نبی کے "قتل" کا فتویٰ جاری کردیا (یرمیاہ 1:26 تا 16) یرمیاہ نبی کو مار اپیٹا گیا گرفتار ہوئے بیرونی دشمنوں سے ساز باز کرنے اور اپنی قوم سے غداری کا الزام لگا (یرمیاہ 5:37 تا 15) رسی سے باندھ کر کیچڑ بھرے حوض میں لٹکا کر دھنسا دیا گیا تاکہ بھوک اور پیاس سے وہیں سوکھ سوکھ کر مرجائیں (یرمیاہ 6:38) قارئین کاتھولک بائبل کے مطابق ارمیاہ (یرمیاہ) نبی کو مصر جانے والے یہودیوں نے سنگسار کر دیا تھا (کلام مقدس ایڈیشن 1958ء صفحہ نمبر 993) بلکہ یرمیاہ نبی کی باتوں کی تائید کرنے والے "اوریاہ نبی" کو بھی مصر سے گرفتار کرا کے قتل کروا دیا گیا (یرمیاہ 20:26 تا 23)

حزقی ایل نبی

قارئین "حزقی ایل" کو جب خداوند نے اسرائیل کے خاندان کے پاس نبی بنا کر بھیجا (حزقی ایل 8:2 تا 10 = 1:3 تا 3) تو کہا کہ "میں یروشلم میں روٹی کا عصا توڑ ڈالوں گا اور وہ روٹی تول کر فکر مندی سے کھائیں گے اور پانی ناپ کر حیرت سے پئیں گے تاکہ وہ روٹی

پانی کے محتاج ہوں اور باہم سراسیمہ ہوں اور اپنی بدکرداری میں ہلاک ہوں" (حزقی ایل 16:4تا17) ساتھ ہی ملک کے چاروں کونوں پر خاتمے' خداوند کے غضب' بلائے عظیم (تباہی) اور شامت آنے کا خدائی فتوٰی جاری کردیا (حزقی ایل باب نمبر7 مکمل) کیونکہ باقی جرائم کے علاوہ (حزقی ایل 1:22تا9) وہ اسرائیلی ان بدکاریوں میں بھی لتھڑے ہوئے تھے " تیرے اندر وہ بھی ہیں جنھوں نے اپنے باپ کی حرم شکنی (ماں سے بدکاری) کی تجھ میں انہوں نے اس عورت سے جو ناپاکی کی حالت میں تھی مباشرت (بدکاری) کی کسی نے دوسرے کی بیوی سے بدکاری کی اور کسی نے اپنے بھو سے بدذاتی کی اور کسی نے اپنی بہن اپنے باپ کی بیٹی کو تیرے اندر رسوا کیا تیرے اندر انہوں نے خونریزی کیلئے رشوت خوری کی تو نے بیاج اور سود لیا اور ظلم کرکے اپنے پڑوسی کو لوٹا اور مجھے فراموش کیا"(حزقی ایل 10:22تا12) ہوسیع نبی نے بھی بنی اسرائیلیوں کو بداعمالیوں کی سزا سے ڈرایا (کتاب ہوسیع)

یوایل نبی

انہوں نے بھی حملہ آور زبردست قوم کی آمد کے بارے میں خبروار کرتے ہوئے اسرائیلیوں کو گناہوں سے توبہ کرنے کا مشورہ دیا (یوایل 1:2تا13)

عاموس نبی

اسرائیلیوں کے گناہ گن گن کر ان کی سزائیں خداوند نے "عاموس نبی" کو رویا (خواب) میں بتادیں (عاموس باب نمبر1تا2) اور کہا "اے بنی اسرائیل اے سب لوگو جن کو میں ملک مصر سے نکال لایا یہ بات سنو جو خداوند تمہاری بابت فرماتا ہے دنیا کے سب گھرانوں سے میں نے صرف تم کو برگزیدہ کیا ہے اس لیئے میں تم کو تمہارے ساری بدکرداری کی

سزا دوں گا"(عاموس 1:3 تا 2) خدا نے ان کی عیدوں کو ماتم میں اور نغموں کو نوحوں میں بدلنے اور ماتم و قحط بھیجنے کا عہد کیا اور کہا"تب لوگ سمندر سے سمندر تک شمال سے مشرق تک بھٹکتے پھریں گے اور خداوند کے کلام کی تلاش میں اِدھر اُدھر دوڑیں گے لیکن کہیں نہ پائیں گے"(عاموس باب نمبر8) کیونکہ بیت ایل کے کاہن امصیاہ نے عاموس نبی کو اپنے ملک سے نکل جانے اور باہر جا کر نبوت کرنے کا حکم دیا تھا اس لیئے بطور سزا خداوند نے اس سے کہا کہ "تیری بیوی شہر میں کسبی (طوائف) بنے گی اور تیرے بیٹے اور تیری بیٹیاں تلوار سے مارے جائیں گے اور تیری زمین جریب سے تقسیم کی جائے گی اور تو ایک ناپاک ملک میں مرے گا اور اسرائیل یقیناً" اپنے وطن سے اسیر(قیدی) ہو کر جائے گا"(عاموس 10:7 تا 17)

میکاہ نبی

"میکاہ نبی" نے آکر اسرائیلیوں کے جرائم کی نشاندہی کی اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرا کر تباہی کے دن سے خبردار کیا (میکاہ باب نمبر1 تا 3) آخر خداوند نے شہروں اور قلعوں کو تباہ کرنے اور اپنا قہر و غضب نازل کا ارادہ کر لیا (میکاہ 10:5 تا 15) حبقوق نبی نے بھی اسرائیلیوں کو خبردار کیا (کتاب حبقوق)

صفنیاہ نبی

خداوند نے صفنیاہ نبی کی معرفت کہا کہ میں روئے زمین سے انسان، حیوان، پرندوں، مچھلیوں اور سب کچھ بالکل نیست اور فنا کردوں گا یہوواہ اور یروشلم کے سب باشندوں، بت پرستوں اور اجرام فلک (ستاروں) کے پجاریوں کو بھی فنا کردوں گا(صفنیاہ 1:1 تا 6)

بخت نصر کا حملہ

قارئین آخر کار یہودی بادشاہ "یہو یقیم" کے دَور سلطنت میں شاہ بابل بنو کد نضر (بخت نصر) نے یروشلم پر زبردست حملہ کیا اور یہودی بادشاہ کو گرفتار کر لیا اسے بیڑیاں ڈال کر خداوند کے گھر کے قیمتی برتنوں سمیت "بابل" لے گیا (نمبر2 تواریخ 5:36 تا 8) یہودی بادشاہ "یہو یقیم" تین برس تک شاہ بابل کا خادم رہا آخر بغاوت کی کوشش کرنے کے جرم میں ہلاک ہوا (نمبر2 سلاطین 1:24 تا 2) یہو یقیم کے بعد اس کا بیٹا "یہویا کین" اس کی جگہ بادشاہ بنا تو شاہ بابل نے پھر یروشلم پر حملہ کیا بادشاہ کو گرفتار کیا خداوند کے گھر کے سب خزانوں اور شاہی محل کے سب خزانوں کو لوٹا شاہی خاندان، سرداروں، رئیسوں کاریگر، ہنرمندوں اور طاقتور سورماؤں کی کثیر تعداد کو بھی گرفتار کیا اور "یہویا کین" بادشاہ کے چچا "صدقیاہ" کو کنگالوں پر بادشاہ مقرر کر کے سب خزانوں اور قیدیوں کو ملک "بابل" لے گیا (نمبر2 سلاطین 6:24 تا 17 = نمبر2 تواریخ 8:36 تا 10)

لیکن بادشاہ "صدقیاہ" بھی مرتد ہو کر بدکاریاں کرنے لگ گیا خداوند کے گھر کو ناپاک کیا خداوند کے پیغمبروں اور نبیوں کا ٹھٹھا اور ہنسی اڑانے کو اپنا معمول بنا لیا شاہ بابل بنو کد نضر سے بھی بغاوت کر دی نتیجتاً شاہ بابل نے پھر حملہ کیا زبردست خونریزی کی بھگوڑے "صدقیاہ" بادشاہ کو قید کیا اس کی اولاد کو اس کی آنکھوں کے سامنے ذبح کیا بعد میں "صدقیاہ" کی آنکھیں نکلوا کر زنجیروں میں جکڑ دیا خداوند کے ہیکل، شاہی محلات، یروشلم کے بڑے لوگوں کے مکانات ہر بڑی عمارت اور لوگوں کے گھروں کو آگ سے جلا دیا یروشلم کی فصیل (شہر کی حفاظت کیلئے مضبوط چاردیواری) کو بھی گرا دیا بنی اسرائیل کے تمام خاندانوں کو گرفتار کر کے لوٹے ہوئے بیش بہا خزانوں سمیت اپنے ملک بابل کو لوٹ گیا اور یروشلم میں مسکین اور کنگالوں کو کھیتی باڑی کیلئے جان بخشی کر کے چھوڑ دیا (نمبر2

سلاطین 18:24تا20 باب نمبر25 مکمل= نمبر2 تواریخ 11:36تا20 = یرمیاہ 1:39تا10) یروشلم کی تباہی دیکھ کر "یرمیاہ نبی" نے جو مرثیے اور نوحے کہے وہ بائبل کی کتاب "نوحہ" میں موجود ہیں یعقوبؑ کے بھائی "عیسو" کی اولاد "بنوادوم" کو یروشلم کی تباہی کے وقت "بنی یہوداہ" کی مدد نہ کرنے اور دشمنوں کا ساتھ دینے کی وجہ سے سزا کی وعید خداوند کی طرف سے سنائی گئی (کتاب عبدیاہ)

توریت پھر غائب ہو گئی

قارئین شاہ بابل کا حملہ تاریخ کا ایک عظیم سانحہ تھا اس دوران "سردار خلقیاہ کاہن" کا دریافت شدہ نسخہ توریت جو خداوند کے گھر میں رکھا ہوا تھا ہیکل کے جل جانے کی وجہ سے ضائع ہو گیا بلکہ کاتھولک اردو بائبل میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ "اور اسی تحریر میں یہ آیا ہے کہ نبی نے بمطابق اس وحی کے جو اس پر نازل ہوئی حکم دیا تھا کہ مسکن اور صندوق اسکے ساتھ لے چلیں جب کہ وہ اس پہاڑ پر چڑھنے لگا جس پر چڑھ کر موسیٰ نے خدا کی میراث پر نگاہ کی تھی اور کہ ارمیاہ (یرمیاہ نبی) نے وہاں پہنچ کر ایک غار پایا جو قابل سکونت تھا اور اس کے اندر مسکن اور صندوق اور بخور کا مذبح رکھ دیئے اور مدخل (داخلے کی جگہ) کو بند کردیا اور اجب اس کے ساتھیوں میں سے بعض آئے تاکہ راہ پرنشان کرویں مگر اسے نہ پاسکے تو ارمیاہ نے یہ امر معلوم کرکے ان کو ملامت کی اور کہا کہ وہ جگہ نامعلوم ہی رہے گی جب تک خدا اپنی امت کو دوبارہ فراہم کرکے رحم نہ کرے اسی وقت خدا ان تمام چیزوں (مسکن' صندوق اور بخور کے مذبح) کو پھر ظاہر کرے گا اور خداوند کا جلال اور بادل نمودار ہو گا جس طرح موسیٰؑ کے دنوں میں ظاہر ہوا اور اس وقت کی طرح جب سلیمانؑ نے دعا کی کہ یہ مقام بہت ہی مقدس ہو" (نمبر2 مکابیئین

4:2 تا 8) یعنی کہ یرمیاہ نبی کے وقت میں ہی بنی اسرائیل کی مقدس عبادت گاہ خیمہ اجتماع کا مسکن' عہد کا صندوق اور بخور کا مذبح ایک ایسے غار میں چھپا دیئے گئے جس کی جگہ کے بارے میں کسی کو علم ہی نہیں اور نہ ہی آج تک اس میں رکھی ہوئی چیزیں ظاہر ہو سکیں بائبل اس بارے میں خاموش ہے

یروشلم کی دوبارہ آبادی

شاہ بابل جن لوگوں کو یروشلم سے گرفتار کرکے بابل لے گیا تھا ان قیدیوں میں "دانیال نبی" بھی تھے (دانیال باب نمبر1) بابل میں بادشاہ کے خوابوں کی صحیح تعبیر بتانے پر صوبہ کے حاکم بنا دیئے گئے (دانیال باب نمبر2) عقیدہ توحید رکھنے کے جرم میں شیروں کی کچھار میں قید کر دیئے گئے مگر زندہ خدا پر توکل کی وجہ سے شیروں سے محفوظ رہے (دانیال باب نمبر6) بنی اسرائیل سزا کے مطابق ستر برس تک جب قید اور جلاوطنی کاٹ چکے تو دانیال نبی نے خداوند کے حضور بنی اسرائیل کے گناہوں کا اقرار کیا' توبہ کی جس پر انہیں تسلیاں اور رہائی کو خوشخبریاں دی گئیں (دانیال باب نمبر9 کتاب زکریاہ) بابل و نینوا کی تباہی کے بارے میں پیشین گوئی کی گئی (کتاب ناحوم) آخر شاہ فارس "خورس" نے بابلیوں کو شکست دی اور بنی اسرائیل کو رہائی دِلا کے یروشلم میں آباد کیا (نمبر2 تواریخ 20:36 تا 23 = عزرا باب نمبر1 تا 2) یروشلم کی تعمیر و مرمت کرنے کیلئے "حجی نبی" کی معرفت یہودیوں کو ترغیب دی گئی (کتاب حجی) تباہ شدہ یروشلم کی مرمت کا کام یہودیوں نے شروع کیا دشمنوں کے حملہ کے خوف سے یہودیوں نے "ہتھیار بند" ہو کر مرمت کے کام کو تکمیل تک پہنچایا (نحمیاہ باب نمبر1 تا 7 = عزرا باب نمبر3 تا 6)

جدید توریت

قارئین ان سب باتوں کے بعد "عزرا کاہن فقیہہ (عزیر علیہ السلام) آمادہ ہو گیا تھا خداوند کی شریعت کا طالب ہو اور اس پر عمل کرے اور اسرائیل میں آئین اور احکام کی تعلیم دے" (عزرا 7:1تا10) اور کاتھولک اردو بائبل کے مطابق یہ الفاظ درج ہیں کہ "عزرا نے اپنے دل کو خداوند کی شریعت کی تلاش کیلئے تیار کیا تھا تاکہ اس پر عمل کرے اور اسرائیل میں قوانین اور احکام کی تعلیم دے" (عزرا 7:1تا10) قارئین مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات سے بھی معلوم ہوا کہ عزرا کاہن کے وقت میں خداوند کی شریعت کی کتاب "توریت" گم پائی گئی اسی لیئے تو عزرا کاہن کو توریت کی تلاش اور طلب کیلئے اپنے دل کو تیار اور آمادہ کرنا پڑا بہرحال اس سے آگے بائبل میں یہ تذکرہ موجود نہیں ہے کہ عزرا کاہن کو توریت کہاں سے ملی؟ کس کے پاس موجود تھی؟ یا یہ کہ عزرا کاہن نے خود ہی سے لکھا؟

الغرض توریت کے مرتب ہو جانے کے بعد بنی اسرائیلیوں کی فرمائش پر عزرا کاہن نے سب کو توریت کے احکامات پڑھ کر سنائے اور عید خیام منائی (نحمیاہ باب نمبر8) اس کے بعد روزہ رکھ کے اپنے اور اپنے آباؤ اجداد کے گناہوں "گردن کشی" گھمنڈ اور خداوند کے احکامات کی نافرمانی جیسے جرائم کا اقرار کیا آئندہ کیلئے وفاداری کا عہد و پیمان لکھ کے اس پر مہر بھی لگادی (نحمیاہ باب نمبر9تا10) غیر قوموں سے بیاہ کرلائی گئیں اجنبی عورتوں کو اپنے سے دُور کیا (عزرا باب نمبر9تا10 نحمیاہ 13:1تا3) کیونکہ ان بت پرست اجنبی عورتوں کی وجہ سے اسرائیلیوں کی ان سے اولاد یہودی زبان میں گفتگو کرنا بھی بھول گئی تھی (نحمیاہ 13:23تا27) ملاکی نبی نے مسیح علیہ السلام کے بارے میں بشارت دے دی (ملاکی باب نمبر3)

شاہ انطاکس کا حملہ

قارئین سکندر اعظم کے دور تک یہودی ایرانیوں کے زیر اقتدار یروشلم میں زندگی بسر کر رہے تھے مگر جب سکندر یونانی نے شاہ فارس "دارا" کو شکست دی (نمبر1 مکابیئین 1:1 تا9) تو یروشلم ایرانیوں کے تسلط سے آزاد ہو کر یونانیوں کے زیر کنٹرول آ گیا بادشاہ "انطاکس" نے یروشلم پر حملہ کر دیا خوب قتل عام کیا خداوند کے ہیکل سے قیمتی سامان اور پوشیدہ خزانے تک لوٹ کر لے گیا (نمبر1 مکابیئین 1:10 تا24، نمبر2 مکابیئین 5:11 تا21)
دو سال بعد بادشاہ نے ایک اور لشکر "یہودہ" کے شہروں کی طرف بھیجا یروشلم پر حملہ ہوا لوٹ مار ہوئی قتل عام ہوا شہر کی "فصیل" گرا دی گئی عورتیں بچے اور مال مویشی پکڑ لیے گئے تاکہ انہیں بیچ دیا جائے (نمبر1 مکابیئین 1:29 تا33 = نمبر2 مکابیئین 5:24 تا26)
فتح مکمل ہونے کے بعد "انطاکس" بادشاہ نے ایک فرمان اپنی تمام مملکت میں جاری کیا کہ سب ایک قوم بن جائیں ہر ایک اپنے دستوروں کو چھوڑ دے قربانی اور دوسری مذہبی رسوم مثلاً" سبت اور عیدوں کے منانے سے باز رہیں ہیکل اور اشخاص مخصوصہ کو بے حرمت کریں مندر اور بت خانے بنائیں خنزیروں اور دیگر حرام جانوروں کو ذبح کریں اپنے بیٹوں کا ختنہ نہ کریں شریعت کو فراموش کر دیں (نمبر1 مکابیئین 1:41 تا49)
چونکہ شاہی فرمان پر عمل نہ کرنے والے کی سزا قتل تھی اس لیئے بہت سے لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور شریعت کو ترک کر دیا بت خانے تعمیر ہو گئے بت پرستی شروع ہو گئی (نمبر1 مکابیئین 1:50 تا55) خداوند کے ہیکل کو ناپاک کر کے اسے اولمپس کے زوس (دیوتا) کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہیکل غیر قوم کے افراد' اوباش اور فاحشہ عورتوں کی عیاشی اور مے خواری (شراب نوشی) سے بھر گئی یہودیوں کو اپنے آپ کو "یہودی" کہنے کی اجازت

نہ تھی انہیں بت پرستوں کے تہواروں کے موقع پر زبردستی جلوس میں شامل کیا جاتا اور بتوں کا ذبیحہ جبرا" کھلایا جاتا دو عورتوں پر الزام لگایا گیا کہ انہوں نے اپنے بچوں کا ختنہ کیا ہے تو ان کے بچے ان کے پستانوں سے لٹکائے گئے اور دونوں برملا شہر میں پھرائی گئیں اور آخر کار فصیل پر سے سر کے بل گرادی گئیں اسی طرح کئی عورتوں کو اپنے بچوں کا ختنہ کرانے کے جرم میں اہل خانہ سمیت قتل کردیا گیا پوشیدہ طور پر "سبت منانے والے مفروروں" کو گرفتار کر کے آگ میں جلا دیا گیا (نمبر2 مکابیین 1:6 تا 11 = نمبر1 مکابیین 1:60 تا 64)

توریت پر ایک اور حادثہ

قارئین اس دوران "شریعت کے جتنے طومار (اوراق) پائے جاتے تھے وہ پھاڑ کر آگ میں جلادیئے جاتے تھے اور جس کسی کے پاس عہد کا طومار پایا گیا یا جو کوئی شریعت کو عمل میں لاتا تھا وہ شاہی فرمان کے مطابق قتل کردیا جاتا تھا اور اسی طرح اسرائیل کے ان لوگوں کے ساتھ جو شہروں میں پکڑے جاتے تھے ماہ بہ ماہ سختی سے سلوک ہوتا رہا" (نمبر1 مکابیین 1:56 تا 58)

یہودہ مکابی کا جہاد

قارئین بت پرست بادشاہ "افطاکس" کے ظالمانہ شاہی فرمان پر اس انداز میں عمل درآمد کو دیکھتے ہوئے "یہودہ مکابی" کے باپ "متت یاہ کاہن" نے شاہی فرمان کو ٹھکرا دیا اپنے پانچوں بیٹوں اور بھائیوں سمیت شریعت پر عمل کرنے کا عہد کیا لوگوں میں تحریک چلائی انہیں شریعت کیلئے غیرت دلائی نتیجتاً ایک بڑا گروہ تیار ہو گیا اور وہ شہر کو چھوڑ کے ہجرت کرکے پہاڑوں میں جارہے سبت کے دن بھی دشمنوں سے لڑنے کی پالیسی اپنائی

"منت یاہ کاہن" نے اپنی موت کے وقت پہاڑوں میں رہنے والی اس چھوٹی سی فوج کا سپہ سالار "یہودہ مکابی" کو بنایا شریعت کے احکام پر عمل کرنے اور جہاد کو جاری رکھنے کی وصیت کرتا ہوا "منت یاہ" فوت ہوگیا(نمبر1 مکا بیئین باب نمبر2)

پہاڑوں میں رہنے والے "یہودہ مکابی" (نمبر2 مکا بیین 5 :27) نے یہودیوں میں خفیہ طور پر اپنے ساتھی بھیج کر شریعت کے پابندوں کو اپنے ساتھ ملایا چھ ہزار افراد جمع ہونے پر چھاپہ مار جنگوں کا آغاز کر دیا چار دستے بنادیئے گئے اور انہیں "خدا کی مدد" کلمہ مُعیّنہ (بطور ماٹو) دے دیا گیا شاہی فوج سے لڑائی ہوئی "خداوند کی مدد" سے فتح ہوئی پھر دوبارہ یہودی حکومت قائم ہوگئی ہیکل کو پاک کردیا گیا (نمبر2 مکا بیئین باب نمبر8 مکمل = 1:10 تا 8 = نمبر1 مکا بیئین باب نمبر3 تا 4)"یہودہ مکابی" نے ان تمام کتابوں کو جمع کیا جو لڑائیوں کے سبب منتشر ہوگئی تھیں(نمبر2 مکا بیئین 14:2)

رومیوں کا قبضہ

قارئین یہودہ مکابی نے سلطنت اسرائیل قائم کرلینے کے بعد یونان کے بادشاہوں کی طرف سے اسرائیلیوں پر سختیوں کو روکنے کا پروگرام بنایا جس کے تحت یہودہ مکابی نے یونانیوں کی طاقت کے برابر طاقتور حکومت "روم" سے دفاعی معاہدہ کیا(نمبر1 مکا بیئین باب نمبر8) یہودہ مکابی کے بعد اس کے بھائی یوناتان (نمبر1 مکا بیئین 1:12 تا 23)اور شمعون نے بھی روم کے ساتھ اس دفاعی معاہدے کو برقرار رکھا (نمبر1 مکا بیئین 15:15 تا 24) بعد میں رومی یہودیوں کی مدد کے بہانے یروشلم میں داخل ہوئے اور اس پر قابض ہوگئے ٹائٹس رومی نے 70ء میں یروشلم پر پھر حملہ کیا ہیکل سلیمانی تباہ کیا تقریبا" دس لاکھ یہودی اس جنگ میں مارے گئے (تاریخ شام مصنف فلپ کے ہٹی)

رومیوں کے مظالم

قارئین یہاں سے یہودیوں اور مسیحیوں کا طویل دَور غلامی شروع ہوا روم کے بادشاہ "نیرون" (54ء تا 68ء) شاہ ڈومیشین (81ء تا 96ء) شاہ ٹراجانوس (101ء تا 117ء) نے ان پر خوب مظالم ڈھائے قتل عام کیا شاہ ہڈرین (134ء) کے دَور میں یہودیوں نے تنگ آکر آخری جان توڑ مقابلہ کی کوشش کی لیکن شکست کھائی بہت زیادہ قتل ہوئے رومیوں نے یروشلم کے ویران کھنڈرات میں بھی یہودیوں کا داخلہ بند کردیا یروشلم کو ایک رومی کالونی بنالیا اور یروشلم کے کھنڈرات کے پاس ایک نیا شہر "ایلیا" آباد کیا ہیکل سلیمانی کو مسمار کرکے اس کی جگہ "جیوپیٹر" دیوتا کا ایک مینار بنادیا اور کوہ کلوری پر " وینس "دیوی کی مورتی رکھ دی

بعدمیں "شاہ مرقس انیتو نیٹس"(161ء) شاہ سوریس (202ء) شاہ میکسمن (237ء) شاہ ڈی شیس (253ء) شاہ ولریان (257ء) شاہ اریلین (274ء) اور شاہ ڈیوکلیشن (284ء تا 305ء) نے بھی یہودیوں اور مسیحیوں کے مذہبی رہنماؤں ' مقدس مقامات اورعوام پر خوب مظالم اور قتل و تشدد کی کاروائیاں کیں مذہبی کتب کو نذر آتش کیا (انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا) اور یہ مظالم اس وقت تک جاری رہے جب تک " قسطنطین اعظم" نے 313ء میں سینٹ پالی مسیحیت قبول نہ کرلی (تفصیلات ہمارے مقالہ "نجات کا منصوبہ اسلام یا سینٹ پالی مسیحیت "میں ملاحظہ فرمائیں)

توریت اور طالمود

قارئین بیان کردہ تاریخی حالات و حادثات کو اگر سامنے رکھا جائے تو کتب یہود مثلاً "توریت" کے محفوظ رہنے کی کوئی امکانی شکل نظر نہیں آتی اور نہ ہی "توریت" کی تصحیح و

تحقیق کی کوئی صورت دکھائی دیتی ہے اب ظاہر ہے کہ ایسے ناخوشگوار حالات میں تحریف کرنے والوں کی توچاندی ہوگئی جیسا کہ ابھی "محافظین توریت" کے زیر عنوان دلائل آپ کیلئے تحریر کیئے جائیں گے

تخریب و بربادی اور ظلم وستم کا ایک سلسلہ جو یہودیوں کے ساتھ مسلسل جاری رہا اور اس دوران کتابیں ضائع ہوتی رہیں اور ان کو باربار جمع کیا جاتا رہا"مقدسوں اور بزرگوں" کے علم یا ان کی یاداشت کے ذریعے جو کچھ بھی (بلا تمیز اصلی یا نقلی) جمع ہوتا رہا وہ بھی اپنی صحیح حالت میں نہ رہا تو "احبار اور ربیوں" (علماء یہود) کے اقوال بھی "وحی" کا درجہ (عوام میں) حاصل کرنے لگے دوسری صدی عیسوی کے آخر میں "ربی یہودا" نے "احبار اور ربیوں" کے اقوال کو جمع کیا اور اس کا نام "مشنا" (زبانی تعلیم) رکھا اس کتاب میں مذہبی قوانین اور علماء یہود کے وہ فیصلہ جات ہیں جو بزعم خود "عہد نامہ عتیق" کی روشنی میں کیئے گئے تھے گویا یہ کتاب علماء یہود کے اجتہادی مسائل اور فتاوٰی کا مجموعہ ہے "مشنا" سے متعلقہ مواد اور مسائل جو بعد کے زمانہ میں پیش آئے اور جن کو بعد میں اکٹھا کیا گیا ان کو دو الگ کتابوں کی شکل میں جمع کیا گیا جن کے نام "توسفتا" (ایزادی) اور "مدراشیم" (تفسیر) ہیں ان دونوں تفسیری مواد کی کتابوں کو "گمارا" (تکمیل تعلیم یا فیصلہ) کا نام دیا گیا ہے

قارئین "مشنا" اور "گمارا" دونوں کے مجموعہ کو "طالمود" کہا جاتا ہے طالمود بھی دو ہیں "فلسطینی طالمود" اور "بابلی طالمود" فلسطینی طالمود مختصر اور جامع ہے چوتھی صدی عیسوی میں "طبریس" کے مقام پر مکمل کی گئی جب کہ بابلی طالمود کو لکھنے میں فلسطینی طالمود سے استفادہ کیا گیا ضخامت میں یہ فلسطینی طالمود سے تین گنا بڑی ہے چھٹی صدی عیسوی میں

پایہ تکمیل کو پہنچی اس کو "ہماری طالمود" بھی کہا جاتا ہے عہد نامہ عتیق کے بعد "طالمود" یہودیوں کے نزدیک بہت اہم سمجھی جاتی ہے (تفصیل "جیوش انسائیکلوپیڈیا اور انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا) واضح رہے کہ "طالمود میں مسیح علیہ السلام کو (نعوذباللہ) ناجائز اولاد اور مریم صدیقہ سلام اللہ علیہا کو بدکار عورت ظاہر کرکے مسیح علیہ السلام کو ایک رومی سپاہی "وینتھر" کا بیٹا کہا گیا ہے ان دونوں "ماں بیٹا" کی شان میں گستاخیوں اور توہین آمیز عبارات سے "طالمود" بھری پڑی ہے (استغفر اللہ) بہرحال بائبل جو دو حصوں پر مشتمل ہے اس کے ایک حصے کا نام "عہد نامہ عتیق" ہے اور دوسرے حصے کا نام "عہد نامہ جدید" ہے یہودی "عہد نامہ عتیق" کو مانتے ہیں مگر عہد نامہ جدید اور مسیح علیہ السلام کو بالکل نہیں مانتے جب کہ مسیحی عہد نامہ جدید کو مانتے ہوئے عہد نامہ عتیق کو پرانا، مٹنے کے قریب اور منسوخ قرار دیتے ہیں قارئین ذرا آپ ان باتوں پر غور کریں کہ توریت پر کئی بار حادثات واقع ہونے کی وجہ سے (جس کی تفصیلات پچھلے صفحات میں آپ نے ملاحظہ کیں) توریت کے نسخوں کا تواتر (سند متصل) ختم ہو گیا پھر ہر ایک فرقہ نے اپنے اپنے مفادات اور نظریات کے مطابق توریت میں کمی بیشی کی علاوہ ازیں توریت کی اصل زبان "عبرانی" تھی ایک عرصہ کے بعد یہودیوں کی زبان "آرامی" ہو گئی اس تبدیلی زبان سے بھی توریت میں کمی بیشی ہونا لازمی تھی اسماعیل علیہ السلام اور ان کی اولاد سے بنی اسرائیل کو نفرت اور دشمنی تھی اس وجہ سے انہوں نے "بنی اسماعیل" کے بارے میں حقارت اور توہین آمیز واقعات توریت میں بڑھا دیئے۔ یہودیوں کی "عبرانی بائبل"[1] صرف

محافظین توریت

قارئین پچھلے صفحات کے اندر آپ کے سامنے توریت 'خداوند کے عہد کا صندوق اور

[1] [illegible] یہودیوں کی بائبل صرف توریت کی پانچ کتابوں پر مشتمل عہد قدیم پر

قوم بنی اسرائیل کے مختلف اَدوار کا جائزہ پیش کیا گیا جس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ بنی اسرائیل کے بارے میں خداوند اور موسیٰ علیہ السلام کی توقعات پوری ہوئیں (استثناء 31:14 تا 29) اور واقعی شریعت سے منہ موڑ کر اپنے آپ کو بگاڑتے ہوئے بت پرستی جیسے گھناؤنے جرم کا بار بار ارتکاب کرنے کی وجہ سے قوم بنی اسرائیل سزاؤں کی مستحق بنی جس کی وجہ سے وہ توریت اور خداوند کے عہد کے صندوق کی صحیح معنوں میں حفاظت کرنے سے قاصر رہی

اب ہم "لاوی" قبیلہ کے نبیوں اور کاہنوں کا جائزہ آپ کے سامنے رکھتے ہیں کہ جن لاویوں کو موسیٰ علیہ السلام نے توریت اور عہد کا صندوق سپرد کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ عہد کا صندوق اٹھائیں گے دینی خدمات سرانجام دیں گے برکتیں دیں گے (استثناء 10:8) مگر توریت کے یہ سب سے بڑے اور سب سے زیادہ محافظ و نگران بھی موسیٰ علیہ السلام کی توقع کے مطابق (استثناء 31:24 تا 27) باغی اور گردن کشی کرنے والے نکلے۔

کاہن عیلی اور اس کے بدکار بیٹے

قارئین موسیٰ علیہ السلام کے بعد "یشوع" کا دور تو کچھ بہتر گزرا لیکن قاضیوں کے عہد میں خداوند کی ہیکل کے کاہن عیلی (نمبر1 سموئیل 1:9) کے کاہن بیٹوں (نمبر1 سموئیل 3:1) کی یہ حالت تھی کہ لوگوں کا مال زبردستی لے لیتے (نمبر1 سموئیل 2:12 تا 17) خیمہ اجتماع کے دروازہ پر خدمت کیلئے مخصوص عورتوں سے بدکاری کرتے تھے لیکن عیلی کاہن نے اپنے کاہن بیٹوں کو ہلکی سی سرزنش کے سوا اور کچھ نہ کیا (نمبر1 سموئیل 2:22 تا 25) جس پر عیلی کاہن کو خداوند کی بجائے اپنے لالچی اور بدکار کاہن بیٹوں کی عزت کرنے کی وجہ سے سزا کی وعید سنائی گئی وعید سنانے والے مردِ خدا نے خداوند کا پیغام

سنایا کہ میں اپنے لیئے ایک وفادار کاہن برپا کروں گا (نمبر1 سموئیل 2:27تا35) لہٰذا سموئیل نبی کے ذریعے عیلی کے بدکار گھرانے کی بربادی کا فیصلہ سنایا گیا (نمبر1 سموئیل 11:3تا14) تب چالیس برس تک بنی اسرائیل کا قاضی بنا رہنے والا اٹھانوے برس کا "عیلی کاہن" فلستیوں کے مقابلے میں قوم سمیت شکست کھا گیا دونوں بدکار کاہن بیٹے بھی مروا بیٹھا خداوند کا صندوق "فلستی" چھین کر لے گئے اس صدمے سے "عیلی" خود بھی کرسی سے گر کر گردن ٹوٹنے کی وجہ سے مرگیا (نمبر1 سموئیل 10:4تا18) اور سموئیل کو نبوت ملی (نمبر1 سموئیل 19:3تا۲۰)

سموئیل نبی کے لالچی بیٹے

جب سموئیل نبی نے اپنے دونوں بیٹوں کو اسرائیلیوں کیلیئے قاضی مقرر کیا تو وہ دونوں بھی لالچی، رشوت خور اور بے انصاف بن گئے (نمبر1 سموئیل 1:8تا3)

چار سو جھوٹے نبی

خداوند نے چار سو نبیوں کے پاس اس لیئے ایک روح کو بھیجا تاکہ وہ چار سو نبی بیک وقت اپنے منہ سے جھوٹ بولیں (نمبر1 سلاطین باب نمبر22= نمبر2 تواریخ باب نمبر18)

یسعیاہ کا اعلان

"زمین اپنے باشندوں سے نجس ہوئی کیونکہ انہوں نے شریعت کو عدول کیا، آئین سے منحرف ہوئے، عہد ابدی کو توڑا" (یسعیاہ 5:24)"کاہن اور نبی بھی نشہ میں چُور اور مَے میں غرق ہیں وہ نشہ میں جھومتے ہیں وہ رویا میں خطا کرتے اور عدالت میں لغزش کھاتے ہیں"(یسعیاہ 7:28)

یرمیاہ کا اعلان

"خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنا ہاتھ اس ملک کے باشندوں پر بڑھاؤں گا اس لیئے کہ چھوٹوں سے بڑوں تک سب کے سب لالچی ہیں اور نبی سے کاہن تک ہر ایک دغاباز ہے" (یرمیاہ 12:6 تا 13) "تب تو ان سے کہنا خداوند یوں فرماتا ہے کہ دیکھو میں اس ملک کے سب باشندوں کو ہاں ان بادشاہوں کو جو داؤدؑ کے تخت پر بیٹھتے ہیں اور کاہنوں اور نبیوں اور یروشلم کے سب باشندوں کو مستی سے بھردوں گا اور میں ان کو ایک دوسرے پر یہاں تک کہ باپ کو بیٹوں پر دے ماروں گا خداوند فرماتا ہے میں نہ شفقت کروں گا نہ رعایت اور نہ رحم کروں گا کہ ان کو ہلاک نہ کروں" (یرمیاہ 13:13 تا 14)

"نبیوں کی بابت میرا دل میرے اندر ٹوٹ گیا میری سب ہڈیاں تھرتھراتی ہیں....... یقیناً زمین بدکاروں سے پُر ہے لعنت کے سبب سے زمین ماتم کرتی ہے میدان کی چراگاہیں سوکھ گئیں کیونکہ ان کی روش بُری اور ان کا زور ناحق ہے کہ نبی اور کاہن دونوں ناپاک ہیں ہاں میں نے اپنے گھر کے اندر ان کی شرارت دیکھی....... اور میں نے سامریہ کے نبیوں میں حماقت دیکھی ہے انہوں نے بعل (دیوتا) کے نام سے نبوت کی اور میری قوم اسرائیل کو گمراہ کیا میں نے یروشلم کے نبیوں میں بھی ایک ہولناک بات دیکھی وہ زناکار' جھوٹ کے پیرو اور بدکاروں کے حامی ہیں یہاں تک کہ کوئی اپنی شرارت سے باز نہیں آتا وہ سب میرے نزدیک "سدوم" کی مانند اور اس کے باشندے "عمورہ" کی مانند ہیں اس لیئے رب الافواج نبیوں کی بابت یوں فرماتا ہے کہ دیکھ میں ان کو ناگدونا کھلاؤں گا اور اندرائن کا پانی پلاؤں گا کیونکہ یروشلم کے نبیوں ہی سے تمام ملک میں بے دینی پھیلی ہے رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ ان نبیوں کی باتیں نہ سنو جو تم سے نبوت کرتے ہیں وہ تم کو بطالت کی تعلیم دیتے ہیں وہ اپنے دلوں کے الہام بیان کرتے ہیں نہ کہ خداوند کے منہ کی

باتیں"(یرمیاہ 23:9تا16)

"خداوند فرماتا ہے میں نے سنا جو نبیوں نے کہا جو میرا نام لے کر جھوٹی نبوت کرتے اور کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا میں نے خواب دیکھا کب تک یہ نبیوں کے دل میں رہے گا کہ جھوٹی نبوت کریں؟ ہاں وہ اپنے دل کی فریب کاری کے نبی ہیں جو گمان رکھتے ہیں کہ اپنے خوابوں سے جو ان میں سے ہر ایک اپنے پڑوسی سے بیان کرتا ہے میرے لوگوں کو میرا نام بھلادیں جس طرح ان کے باپ دادا "بعل" کے سبب سے میرا نام بھول گئے تھے(یرمیاہ 23:25تا27)"خداوند فرماتا ہے دیکھ میں ان کا مخالف ہوں جو جھوٹے خوابوں کو نبوت کہتے اور بیان کرتے ہیں اور اپنی جھوٹی باتوں سے اور لاف زنی سے میرے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں لیکن میں نے نہ ان کو بھیجا نہ حکم دیا اس لیئے ان لوگوں کو ان سے ہرگز فائدہ نہ ہو گا"(یرمیاہ 23:32)" تم نے زندہ خدا رب الافواج ہمارے خدا کے کلام کو بگاڑ ڈالا ہے"(یرمیاہ 23:36)"اس لیئے دیکھو میں تم کو بالکل فراموش کردوں گا اور تم کو اور اس شہر کو جو میں نے تم کو اور تمہارے باپ دادا کو دیا اپنی نظر سے دُور کردوں گا اور میں تم کو ہمیشہ کی ملامت کا نشانہ بناؤں گا اور ابدی خجالت تم پر لاؤں گا جو کبھی فراموش نہ ہو گی"(یرمیاہ 23:39تا40) الغرض نبیوں کے گناہوں اور کاہنوں کی بدکرداری کی وجہ سے یروشلم تباہ ہوا (نوحہ 4:12تا13)

حزقی ایل کا اعلان

قارئین بالکل اسی طرح "حزقی ایل نبی" نے کہا کہ "اور خداوند کا کلام مجھ پر نازل ہوا کہ اے آدم زاد اسرائیل کے نبی جو نبوت کرتے ہیں ان کے خلاف نبوت کر اور جو اپنے دل سے بات بنا کر نبوت کرتے ہیں ان سے کہہ خداوند کا کلام سنو خداوند خدا یوں فرماتا ہے

کہ احمق نبیوں پر افسوس جو اپنی ہی روح کی پیروی کرتے ہیں اور انہوں نے کچھ نہیں دیکھا اے اسرائیل تیرے نبی ان لومڑیوں کی مانند ہیں جو ویرانوں میں رہتی ہیں"(حزقی ایل 13:1تا4)"جس (زمین) میں اس کے نبیوں نے سازش کی ہے شکار کو پھاڑتے ہوئے گرجنے والے شیر ببر کی مانند وہ جانوں کو کھا گئے ہیں وہ مال اور قیمتی چیزوں کو چھین لیتے ہیں انہوں نے اس میں بہت سی عورتوں کو بیوہ بنادیا ہے اس کے کاہنوں نے میری شریعت کو توڑا اور میری مقدس چیزوں کو ناپاک کیا ہے انہوں نے مقدس اور عام میں کچھ فرق نہیں رکھا اور نجس و طاہر میں امتیاز کی تعلیم نہیں دی اور میرے سبتوں کو نگاہ میں نہیں رکھا اور میں ان میں بے عزت ہوا اس کے امراء اس میں شکار کو پھاڑنے والے بھیڑیوں کی مانند ہیں جو ناجائز نفع کی خاطر خون ریزی کرتے اور جانوں کو ہلاک کرتے ہیں اور اس کے نبی ان کیلئے کچی کہگل کرتے ہیں باطل رویا دیکھتے اور جھوٹی فا لگیری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوند خدا یوں فرماتا ہے حالانکہ خداوند نے نہیں فرمایا (حزقی ایل 22:25تا28) تقریباً" یہی باتیں "ہوسیع" نے کہیں (ہوسیع باب نمبر4=12:8) اور "میکاہ" نے بھی انہیں کو دہرایا (میکاہ باب نمبر3)

صفنیاہ کا اعلان

"اس سرکش وناپاک و ظالم شہر پر افسوس اس نے کلام کو نہ سنا وہ تربیت پذیر نہ ہوا اس نے خداوند پر توکل نہ کیا اور اپنے خدا کی قربت کی آرزو نہ کی اس کے امراء اس میں گرجنے والے ببر ہیں اس کے قاضی بھیڑیئے ہیں جو شام کو نکلتے ہیں اور صبح تک کچھ نہیں چھوڑتے اس کے نبی لاف زن اور دغاباز ہیں اس کے کاہنوں نے پاک کو ناپاک ٹھہرایا اور انہوں نے شریعت کو مروڑا ہے"(صفنیاہ 1:3تا4)

ملاکی کا اعلان

"اور اب اے کاہنو تمہارے لیئے یہ حکم ہے رب الافواج فرمایا ہے اگر تم شنوانہ ہوگے (اگر تم نہ سنوگے) اور میرے نام کی تمجید کو مدنظر نہ رکھو گے تو میں تم کو اور تمہاری نعمتوں کو ملعون کروں گا بلکہ اس لیئے کہ تم نے اسے مدنظر نہ رکھا میں ملعون کر چکا ہوں دیکھو میں تمہارے بازو بے کار کردوں گا اور تمہارے منہ پر نجاست یعنی تمہاری قربانیوں کی نجاست پھینکوں گا اور تم اسی کے ساتھ پھینک دیئے جاؤ گے اور تم جان لوگے کہ میں نے تم کو یہ حکم اس لیئے دیا ہے کہ میرا عہد "لاوی" کے ساتھ قائم رہے رب الافواج فرماتا ہے اس کے ساتھ میرا عہد زندگی اور سلامتی کا تھا اور میں نے اسے زندگی اور سلامتی اس لیئے بخشی کہ وہ ڈرتا رہے چنانچہ وہ مجھ سے (شروع شروع میں) ڈرا اور میرے نام سے ترسان رہا سچائی کی شریعت اس کے منہ میں تھی اور اس کے لبوں پر ناراستی نہ پائی گئی وہ میرے حضور سلامتی اور راستی سے چلتا رہا اور وہ بہتوں کو بدی کی راہ سے واپس لایا کیونکہ لازم ہے کہ کاہن کے لب معرفت کو محفوظ رکھیں اور لوگ اس کے منہ سے شرعی مسائل پوچھیں کیونکہ وہ رب الافواج کا رسول ہے پر تم (اے کاہنو اب میری) راہ سے منحرف ہوگئے تم شریعت میں بہتوں کیلئے ٹھوکر کا باعث ہوئے تم نے "لاوی" کے عہد کو خراب کیا رب الافواج فرماتا ہے پس میں۔ نے تم کو سب لوگوں کی نظر میں ذلیل اور حقیر کیا کیونکہ تم میری راہوں پر قائم نہ رہے بلکہ تم نے شرعی معاملات میں رو رعایت (روگردانی) کی" (ملاکی 2:1تا9)

مسیح کی گواہی

قارئین مسیح علیہ السلام نے یروشلم سے آئے ہوئے فریسیوں اور فقیہوں سے کہا "پس تم

نے اپنی روایت سے خدا کا کلام باطل کر دیا اے ریا کارو "یسعیاہ" نے تمہارے حق میں کیا خوب نبوت کی کہ یہ امت زبان سے تو میری عزت کرتی ہے مگر ان کا دل مجھ سے دور ہے اور یہ بے فائدہ میری پرستش کرتے ہیں کیونکہ انسانی احکام کی تعلیم دیتے ہیں" (انجیل متی 15:1 تا 9)

انبیاء صغریٰ اور انبیاء کبریٰ

قارئین مندرجہ بالا دلائل پڑھنے کے بعد شاید کوئی کہے کہ یہ بگاڑ اور بدکرداری تو چھوٹے نبیوں اور کاہنوں کے اندر موجود تھی لیکن بڑے بڑے انبیاء کرام ان خرافات اور بے دینی والی باتوں اور کاموں سے پاک صاف تھے تو گزارش یہ ہے کہ ہم اہل اسلام کا تو ایمان ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء اور رسول علیہم السلام باکردار اوصاف کے حامل تھے جیسا کہ ہم نے اس مقالہ کے باب چہارم "قرآن اور ناموس رسالت" کے زیر عنوان دلائل کے ساتھ واضح کر دیا ہے لیکن بائبل نے ان "انبیاء کبریٰ" کے ایمان اور کردار کے بارے میں جو توہین آمیز واقعات بیان کیئے ہیں انہیں آپ اس مقالہ کے باب سوم "بائبل اور توہین رسالت" میں پڑھ ہی چکے ہیں جن سے معلوم ہوا کہ انبیاء صغریٰ اور انبیاء کبریٰ شریعت کی نافرمانی میں ایک جیسے ہی تھے

قارئین شریعت کی کتاب "توریت" جسے ساتویں برس سب اسرائیلیوں کو جمع کر کے چھٹکارے کے طور پر سنانے کا حکم تھا اس میں خداوند کی ناراضگی میں گرفتار' بے وفا' زانی' بدکاروں کے حمایتی' ناپاک' بے دینی پھیلانے والے' دغاباز' ابدی عہد کو توڑنے والے' نشہ میں چور' لومڑیوں کی مانند اور چھوٹوں سے لے کر بڑوں تک سب کے سب لالچی' رشوت خور' بے انصاف' جھوٹ بولنے والے' فریب کاری کے نبیوں اور کاہنوں نے

اسمانی صحائف میں دغابازی ' جعل سازی 'مکاری اور لالچ وحرص کے سبب بہت سے کلمات و آیات ربانی کے ناحق قتل جیسے گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا جبکہ خداوند کے کلام کو بگاڑنے ' رد کرنے اور باطل کرکے انسانی احکامات کی تعلیم دینے کی گواہی بائبل خود دے چکی ہے توان کا ہنوں اور نبیوں نے اگر بالفرض شریعت کی کتاب "توریت" کی حفاظت کی بھی ہو تو ان بدکاروں اور بت پرستوں (قضاۃ 2:10تا14 = ہوسیع باب نمبر4) کی حفاظت کا کیا اعتبار ہے کیونکہ یہود کی حق فروشیوں کے کاروبار کااعتراف تو "سینٹ پال پولس" نے بھی کیا ہے" یہ لوگ ناجائز نفع کی خاطر ناشائستہ باتیں سکھا کر گھر کے گھر تباہ کر دیتے ہیں"(ططس 11:1)

پادریوں کا ایک مغالطہ

پادری حضرات کبھی قرآن مجید کے مختلف حضرات کے تراجم پیش کر کے کہتے ہیں کہ بتلایئے کون سا قرآن صحیح ہے ؟

مگر یہ ان لوگوں کی بڑی چالاکی ہے کیونکہ ہم نے کبھی بھی ترجمہ کو قرآن نہیں کہا' ہمارے ہاں اللہ کے فضل سے اصل متن قرآن جو عربی میں ہے من و عن محفوظ ہے۔ پادریوں کو کھلی چھٹی ہے جس زمانہ کا بھی نسخہ لے آئیں جس علاقے کا لے آئیں یا کسی علاقہ کے حفاظ لے آئیں اور موازنہ کر کے دیکھ لیں ایک لفظ کا فرق نہ نکلے گا۔ نہ کوئی آیت غائب ہو گی پھر یہ بھی مقابلہ کر لیں کہ ہم ان کی بائبلوں میں فرق دکھلاتے ہیں

باب ششم

بائبل کا اعتراف تحریف

قارئین اگر آپ مکمل بائبل کا مطالعہ کریں تو آپ پر یہ انکشاف ہو گا کہ پوری کی پوری بائبل میں "توریت" نام کی کتاب سرے سے موجود ہی نہیں ہے بس صرف یہ کہا جاتا ہے کہ "عہد نامہ عتیق" کی پہلی پانچ کتابیں مثلاً "پیدائش" خروج، احبار، گنتی اور استثناء ہی موسیٰ علیہ السلام کی تصانیف ہیں اور انہیں پانچ کتابوں کو "توریت" تصور کر لیا گیا ہے گویا کہ یہ وہ "توریت" نہیں ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالٰی کی طرف سے نازل ہوئی تھی لیکن قارئین اگر ان پانچ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایک اور انکشاف ہو گا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی تصانیف بھی نہیں بلکہ آپ کی وفات کے بعد کسی نے ان کو تصنیف کیا ہے اور اس میں کئی باتوں کا اضافہ بھی کر دیا مثلاً "کتاب "استثناء" میں یہ حوالہ حقائق سے بالکل پردہ اٹھا دیتا ہے کہ "پس خداوند کے بندہ موسیٰؑ نے خداوند کے کہے کے موافق وہیں موآب کے ملک میں وفات پائی اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں "بیت فغور" کے مقابل دفن کیا پر آج تک کسی کو اس کی قبر معلوم نہیں اور موسیٰؑ اپنی وفات کے وقت ایک سو بیس برس کا تھا اور نہ تو اس کی آنکھ دھندلانے پائی اور نہ اس کی طبعی قوت کم ہوئی اور بنی اسرائیل موسیٰؑ کیلئے موآب کے میدانوں میں تیس دن تک روتے رہے پھر موسیٰؑ کیلئے ماتم کرنے اور رونے پیٹنے کے دن ختم ہوئے اور نون کا بیٹا یشوع دانائی کی روح سے معمور تھا کیونکہ موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ اس پر رکھے تھے اور بنی اسرائیل اس کی بات مانتے رہے اور جیسا خداوند نے موسیٰؑ کو حکم دیا تھا انہوں نے ویسا ہی کیا اور اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰؑ کی مانند جس سے خداوند نے

رُوبروباتیں کیں نہیں اٹھا" (استثناء 34:5تا10)

قارئین مندرجہ بالا حوالہ کو پڑھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے والے موسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے بلکہ یہ باتیں اس وقت لکھی جارہی ہیں جب موسیٰ علیہ السلام کو وفات پائے ہوئے اتنا عرصہ گزر جاتا ہے کہ کسی کو ان کی قبر بھی معلوم نہیں رہتی اور بنی اسرائیل کب کے موسیٰ علیہ السلام کیلئے ماتم کرنے اور رونے پیٹنے سے فارغ بھی ہو چکے تھے اور تو اور موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد سے ان پانچ کتابوں کی تصنیف تک بنی اسرائیل میں کئی نبیوں کے ادوار گزرجانے کا اشارہ بھی آخری متن میں موجود ہے قارئین کیا اب بھی کوئی یقین سے کہہ سکتا ہے کہ "توریت" کے نام سے منسوب پانچ کتابیں موسیٰ علیہ السلام ہی کی تصانیف ہیں اور ان میں اضافہ بالکل نہیں ہوا؟

اضافہ کا ثبوت

"شاہ یہوداہ" یہو یقیم بن یُوسیاہ" کے چوتھے برس میں یہ کلام خداوند کی طرف سے یرمیاہ پر نازل ہوا کہ کتاب کا ایک طومار لے اور وہ سب کلام جو میں نے اسرائیل اور یہوداہ اور تمام اقوام کے خلاف تجھ سے کیا اس دن سے لے کر جب سے میں تجھ سے کلام کرنے لگا یعنی یوسیاہ کے ایام سے آج کے دن تک اس میں لکھ...... تب یرمیاہ نے "باروک بن نیریاہ" کو بلایا اور "باروک" نے خداوند کا وہ سب کلام جو اس نے یرمیاہ سے کیا تھا اس کی زبانی کتاب کے اس طومار میں لکھا" (یرمیاہ 36:1تا4)" اور وہ بادشاہ کے پاس صحن میں گئے لیکن اس طومار کو "الیسمع منشی" کی کوٹھری میں رکھ گئے اور وہ باتیں بادشاہ کو کہہ سنائیں تب بادشاہ نے یہودی کو بھیجا کہ طومار لائے اور وہ اسے "الیسمع منشی" کی کوٹھری میں سے لے آیا اور یہودی نے بادشاہ اور سب امراء کو جو بادشاہ کے حضور کھڑے تھے

اسے پڑھ کر سنایا اور بادشاہ زمستانی محل میں بیٹھا تھا کیونکہ نواں مہینہ تھا اور اس کے سامنے انگیٹھی جل رہی تھی اور جب یہودی نے تین چار ورق پڑھے تو اس نے اسے منشی کے قلم تراش سے کاٹا اور انگیٹھی کی آگ میں ڈال دیا یا یہاں تک کہ تمام طومار انگیٹھی کی آگ سے بھسم ہو گیا" (یرمیاہ 36:20 تا 23)

"اور جب بادشاہ طومار اور ان باتوں کو جو "باروک" نے یرمیاہ کی زبانی لکھی تھیں جلا چکا تو خداوند کا یہ کلام یرمیاہ پر نازل ہوا کہ تو دوسرا طومار لے اور اس میں وہ سب باتیں لکھ جو پہلے طومار میں تھیں جسے شاہ یہوداہ "یہویقیم" نے جلا دیا" (یرمیاہ 36:27 تا 28) "تب یرمیاہ نے دوسرا طومار لیا اور "باروک بن نیریاہ" منشی کو دیا اور اس نے اس کتاب کی سب باتیں جسے شاہ یہوداہ "یہویقیم" نے آگ میں جلایا تھا یرمیاہ کی زبانی اس میں لکھیں اور ان کے سوا ویسی ہی اور بہت سی باتیں ان میں بڑھا دی گئیں" (یرمیاہ 36:32) قارئین اس حوالہ کے آخر میں "بائبل کے اندر اضافہ" کا ثبوت آپ نے ملاحظہ کر لیا

گمشدہ کتب بائبل

قارئین مندرجہ کتابیں ایسی ہیں جن کا ذکر بائبل میں کیا گیا ہے مگر وہ مندرجہ کتابیں بائبل میں موجود نہیں ہیں چنانچہ ان کتابوں کے نام بمعہ حوالہ جات ہم درج کرتے ہیں نمبر1 عہد نامہ موسیٰ (یہ توریت ملنے سے پہلے کا ہے) (خروج 24:7) نمبر2 جنگ نامہ خداوند (گنتی 21:14) نمبر3 کتاب آشر (یشوع 10:13) نمبر4 کتاب یاشر (نمبر2 سموئیل 1:18) نمبر5 کتاب قوانین سلطنت (نمبر1 سموئیل 10:25) نمبر6 تواریخ جادغیب بین (نمبر1 تواریخ 29:29) نمبر7 تواریخ سموایل غیب بین (نمبر1 تواریخ 29:29) نمبر8 تواریخ ناتن نبی (نمبر1 تواریخ

(29:29) نمبر9 کتاب ناتن نبی (نمبر2 تواریخ 29:9) نمبر10 کتاب رویت عید دغیب بین (نمبر2 تواریخ 29:9) نمبر11 تفسیر عیدوغیب بین (نمبر2 تواریخ 22:13) نمبر12 تواریخ عیدوغیب بین (نمبر2 تواریخ 15:12) نمبر13 تواریخ سمعیاہ نبی (نمبر2 تواریخ 15:12) نمبر14 کتاب آفات بابل (یرمیاہ 51:59تا64) نمبر15 نغمات سلیمانؑ (تعداد ایک ہزار پانچ) (نمبر1 سلاطین 32:4) نمبر16 امثال سلیمانؑ (تعداد تین ہزار) (نمبر1 سلاطین 32:4) نمبر17 تواریخ ہوزئی (نمبر2 تواریخ 19:33)

قارئین موجودہ بائبل میں عہد نامہ عتیق کی کتاب امثال کے اکتیس ابواب میں تقریباً ایک ہزار امثال ہیں جب کہ باقی دو ہزار غائب ہیں غزلیں بھی صرف آٹھ ہی ہیں جب کہ نوسو ستانوے غزلیں غائب ہیں اور وہ بھی سلیمان علیہ السلام کی نہیں ہو سکتیں بلکہ کسی آوارہ اور عاشق مزاج کھلنڈرے کی معلوم ہوتی ہیں جو اپنی معشوقہ کو بیوی بھی کہتا ہے اور بہن بھی کہتا ہے (غزل الغزلات یعنی نشید الاناشید باب نمبر4-5) گویا کہ اس نے اپنی بیوی کو بہن یا بہن کو بیوی بنا کر رکھا ہوا تھا (تفصیلات ملاحظہ کریں اسی مقالہ کے باب سوم "بائبل اور توہین رسالت" بعنوان بائبل کے فحش مضامین)

پروٹسٹنٹ بائبل کتاب مقدس

قارئین سولہویں صدی عیسوی میں پروٹسٹنٹ کلیسا کے بانی اور سابقہ رومن کاتھولک پادری "مارٹن لوتھر" نے بائبل کا جرمن زبان میں ترجمہ کیا اور تقریباً" ڈیڑھ ہزار سال سے مستند مانی جانے والی بائبل کی چھ کتابوں کے متعلق اس نے دعویٰ کیا کہ یہ کتابیں (یعنی عہد نامہ عتیق میں سے نمبر1 طوبیاہ نمبر2 یہودیت نمبر3 حکمت نمبر4 یشوع بن سیراخ نمبر5 باروک نمبر6 مکابیئین کی دوکتابیں علاوہ ازیں کتاب استیر کے چھ باب اور دس

آیات) الہامی نہیں ہیں بلکہ بعد میں بائبل کے اندر شامل کردی گئی ہیں لہٰذا "مارٹن لوتھر نے ان چھ کتابوں آٹھ ابواب اور دس آیات کو اپنی مترجم بائبل میں شامل نہیں کیا بنتیجتاً دو بائبل وجود میں آگئیں ایک تو پروٹسٹنٹ کلیسا کی بائبل بنام "کتاب مقدس" جو صرف چھیاسٹھ کتابوں کا مجموعہ ہے اور دوسری رومن کاتھولک کلیسا کی پرانی مروّجہ بائبل بنام "کلام مقدس" جو بہتر(72) کتابوں کا مجموعہ ہے

کاتھولک بائبل کلام مقدس

قارئین دو بائبلیں وجود میں آجانے کے بعد "کاتھولک ٹُرتھ سوسائٹی لاہور" کی شائع شدہ کتاب "مسیحی تعلیم" صفحہ نمبر15تا16 میں مسیحیوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ "وہ اس بائبل کا مطالعہ نہ کریں جو کلیسا کی منظوری کے بغیر چھاپی جاتی ہے کیونکہ اس میں اکثر ایسی غلطیاں ہوتی ہیں جو کاتھولک ایمان کو نقصان پہنچاتی ہیں اب ان غلطیوں میں سے ایک غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے کاتھولک اردو بائبل "کلام مقدس" کے عہد جدید میں "قرنتیوں اول" کے باب نمبر11 اور آیت نمبر27 کے تحت حاشیہ میں روحانی کلیسائی سرداروں کی صدر مجلس نے روح القدس کی رہنمائی اور یسوع مسیحؑ کے اَبدی ساتھ کی روشنی سے یہ فیصلہ کیا کہ "کھائے یا"یونانی میں لفظ یا ہے یہاں پر بعض بدعتی مترجموں نے متن کو بگاڑ کر "یا" کی بجائے اور کردیا ہے"(کلام مقدس عہد جدید صفحہ نمبر227) اس لیئے بائبل کے طالبعلموں کو خبروار کرتے ہوئے ہدایت دی کہ "جو کہ نیا یا پرانا عہد نامہ پڑھتا ہے اس کو چاہیئے کہ رسولوں کی روایتوں اور کلیسیا کے قانون کو اپنا رہنما ٹھہرائے کیونکہ رسولوں نے مقدس کتابیں اور ان کی تفسیر کلیسیا کو سونپی"(ایضاً صفحہ 284) کیونکہ "اختیار اور رسالت کے بغیر انجیل سنانا یا الٰہی بھیدوں کی خدمت کرنا

اور کتاب دانیال کے آخری دو باب

نہایت بڑا گناہ ہے یہ اختیار اور رسالت مسیحؑ نے اپنے رسولوں کو ان کے قائم مقاموں یعنی کلیسیا کے اسقفوں (پوپ اور بشپوں) کو بخشا پس یہ اختیار اور رسالت وہ دروازہ ہے جس سے جو بھیڑخانہ میں داخل نہیں ہوتا چرواہا نہیں مگر چوراور بٹ مار ہے" (ایضا صفحہ نمبر 207) قارئین کیا یہ ہدایات بذات خود بائبل میں ہونے والی "تحریفات" کا واضح ثبوت نہیں؟

نظریہ لاخطا کلیسیا

قارئین رومن کاتھولک کلیسیا نے اپنے دفاع کیلئے ایک نظریہ متعارف کرایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ رومن کاتھولک کلیسیا اور "پوپ" گناہوں اور غلطیوں سے پاک ہیں اب ظاہر ہے کہ اعتراضات اور تنقید سے بچنے کیلئے اور اپنی من مانیاں کرنے کیلئے اس نظریہ کو بہترین ہتھیار کے طور پر اختیار کیا گیا تھا لہٰذا پروٹسٹنٹ کلیسیا اور اس کے بانی "مارٹن لوتھر" کی طرف سے اس نظریہ کی دھجیاں بکھیر دینے کے باوجود اس کا دفاع اس طرح کیا گیا کہ "کلیسیا ایک عمارت ہے جس کا بانی خداوند یسوع مسیحؑ ہے پطرس اس کی بنیاد ہے اور خداوند یسوع مسیحؑ نے اپنی کلیسیا کو اس پر ایسا مضبوط بنایا کہ نہ شیطان اور نہ تمام دنیا اس کو برباد کر سکے اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ کلیسیا جو پطرس پر بنائی گئی اور جس میں پطرس اپنے قائم مقام کی معرفت سرداری کرتا رہتا ہے بت پرستی اور بدعت میں کبھی نہیں گر سکے گی" (کاتھولک بائبل کلام مقدس مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما 1958ء عہد جدید حاشیہ صفحہ نمبر25)

"دیکھو کہ خداوند یسوع مسیحؑ اپنے رسولوں کو اور ان کے قائم مقاموں کو کیسا اختیار اور حکم دیتا ہے اس نے باپ سے آسمان اور زمین کا سارا اختیار پایا اور اسی اختیار کے ساتھ

جیسا کہ وہ آپ بھیجا گیا رسولوں کو بھیجتا ہے تاکہ اس کی خدمت کے وسیلے نجات کا کام جو یسوع مسیح سے ہوا سب لوگوں تک پہنچے اور تاکہ مسیح کی بادشاہت زمین پر یعنی اس کی کلیسا ایمان کی راہ سے بھٹک نہ جائے اس نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا تین چار سو برس تک نہیں بلکہ ہر روز دنیا کے آخر تک کیونکہ مسیح کے رسول اپنے قائم مقاموں میں ہمیشہ زندہ ہیں تو کبھی یہ نہ ہو گا کہ کلیسا مسیح سے جدا ہو جائے یا کہ مسیح کلیسا کو چھوڑ دے"(ایضا" صفحہ نمبر45)"پولوس کی تعلیم کے مطابق کلیسا ہمیشہ مسیح کی تابع ہے اور اس لئے جھوٹے ایمان اور نالائق پرستش کا گناہ کبھی نہیں کر سکتی بلکہ آخر تک بے عیب اور بے بدل رہے گی"(ایضا"صفحہ نمبر257)"چونکہ کلیسا سچائی کا ستون اور بنیاد ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وہ کبھی سچے ایمان کو چھوڑ دے نالائق پرستش کرے یا بت پرستی میں گرے"(ایضا" صفحہ نمبر278)

"دیکھو کہ صدر مجلسوں کے فیصلے اور قانون روح القدس کے فیصلے اور قانون ہیں کیونکہ وہ صدر مجلسوں میں کلیسا کے بزرگوں یعنی اسقفوں (بشپوں) کو روشنی اور فضل دیتا ہے ایسا کہ ان کے فیصلے اور قانون ہمیشہ سچائی اور راستی کے موافق ہوں"(ایضا" صفحہ نمبر175)"اس سے صاف ظاہر ہے کہ انسان اپنی ہی عقل سے مقدس کتابوں کی تفسیر نہیں کر سکتا کیونکہ روح القدس کا کلام ہے اس لیئے اس کی صحیح تفسیر صرف روح القدس کی مدد سے ہو سکتی ہے پس مسیح نے روح القدس رسولوں کو اور ان کی معرفت کلیسا کو بخشا تاکہ وہ انہیں ساری سچائی سکھائے اس سبب سے جو اشخاص کلیسا سے جدا ہو کر مقدس کتابوں کی تفسیر اپنی ہی عقل سے کرنے لگتے ہیں روزبروز نئی تفسیر اور نئی تفسیر کے ساتھ نیا ایمان ظاہر کرتے ہیں"(ایضا" صفحہ نمبر316)

کاتھولک بائبل کا دفاع

قارئین کاتھولک اردو بائبل "کلام مقدس" کے دیباچہ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ "کلام مقدس" ان کتابوں کا مجموعہ ہے جو روح القدس کی رہنمائی سے لکھی گئی ہیں اور بدیں وجہ (اسی وجہ سے) الہامی مانی جاتی ہیں "مترجم آگے چل کر لکھتا ہے کہ" کلیسیا نے رسولوں کی وساطت سے کلام مقدس حاصل کیا لہٰذا اس کا فرض ہے کہ اس کی حفاظت کرے اور اس کی صحیح تفسیر کرے تاکہ لوگ ایمان کی سچائیوں کا صحیح مطلب جانیں اور درست چال چلن اختیار کریں کلام مقدس ہمیں کلیسیا کی طرف سے مل چکا ہے"مارٹین لوتھر" خود اس حقیقت کو مقدس یوحنا کی انجیل کے سولہ باب کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ ہم نے کتاب مقدس رومی کلیسیا سے حاصل کی ہے اور مجھے یہ بھی تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اگر رومی کلیسیا اس دنیا میں نہ ہوتی تو کتاب مقدس کا ایک لفظ بھی ہمارے پاس نہ ہوتا کیونکہ ہم نے کتاب مقدس کو صرف رومی کلیسیا ہی سے حاصل کیا ہے (COMM.ON ST.JOHN CH.16) عہد عتیق کی تمام کتابیں عبرانی زبان میں لکھی گئیں سوائے حکمت اور مکابیوں کی دوسری کتاب کے جن کی زبان یونانی ہے اور عزرا' دانیال اور ارمیاہ کے چند حصوں کے جن کی زبان ارامی تھی عہد جدید کی کتابیں سوائے مقدس متی کی انجیل کے جو ارامی زبان میں لکھی گئی (باقی کتابیں) یونانی زبان میں لکھی گئیں تمام کتابیں برابر الہامی ہیں گو کئی کتابوں کی بابت کئی جگہوں میں ان کے الہامی ہونے کی بابت شک رہا لیکن کلیسیا کے فیصلے نے اس شک کا ازالہ کر دیا تمام کتابوں کی کل تعداد بہتر(72) ہے جن میں سے پینتالیس (45) عہد عتیق میں اور ستائیس (72) عہد جدید میں شامل ہیں "(دیباچہ کلام مقدس ایڈیشن 1958ء مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال لا

تحریف پر کاتھولک بائبل کی گواہی

قارئین ابھی آپ نے پڑھا کہ کاتھولک اردو بائبل کی رُو سے عہد عتیق میں پینتالیس اور عہد جدید میں ستائیس کتابیں ہیں یعنی کہ کل "72" کتابیں کاتھولک بائبل میں پائی جاتی ہیں لیکن اگر آپ اس کلام مقدس کی فہرست والے صفحات (ف اورق) پر نگاہ ڈالیں تو عہد عتیق کے نام سے درج شدہ کتب کی گنتی کرنے پر پینتالیس کی بجائے آپ کو چھیالیس کتب کے نام ملیں گے گویا کہ ایک کتاب اور بڑھ گئی جس سے کاتھولک بائبل میں موجود کتابوں کی تعداد "72" کی بجائے "73" ہوگئی ہے جب کہ اس کلام مقدس کے آغاز میں دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ "کلام مقدس کا عہد عتیق وجدید مغربی پاکستان کے اسقف صاحبان کی ہدایت و اجازت سے بمطابق اصلی متن ترجمۂ مُصَحَّحہ مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما 1958ء اور اس سے پہلے صفحے پر لکھا ہے "روحانی سرداروں کی اجازت بلامزاحمت فادر اگیزو پیٹر۔او۔ایف۔ایم کپ۔وکر جنرل۔لاہور یکم اگست 1958ء چھاپنے کی اجازت ہے جوزف کو رڈیرو ۔ آرچ بشپ آف کراچی ۔ 24، اگست 1958ء

قارئین آپ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ رومن کاتھولک کلیسیا کے بقول جس کی عمارت کا بانی یسوع مسیح ہے پطرس کو بنیاد بنا کے کلیسیا کو اس پر ایسا مضبوط بنا دیا گیا ہے کہ شیطان اور تمام دنیا بھی اسے برباد نہ کر سکے پھر اس کلیسیا پر پطرس اپنے قائم مقام کی معرفت سرداری بھی کرتا رہتا ہے یسوع مسیح بھی دنیا کے آخر تک کلیسیا کے ساتھ ہے علاوہ ازیں روح القدس بھی صدر مجلسوں میں کلیسیا کے بزرگوں (اسقفوں) کو روشنی اور

فضل دے کر صحیح فیصلے کراتا ہے لیکن ان سب کے باجود روح القدس کی رہنمائی سے لکھی گئی اور الہامی مانی جانے والی کتابوں کے مجموعہ "کلام مقدس "(جس کی صحیح تفسیر روح القدس کی مدد کے ساتھ صرف کلیسیا کو کرنے کا حق ہے) میں ایک کتاب بڑھ جائے کیا یہ بائبل میں ہونے والی "تحریفات" کا واضح ثبوت نہیں؟

شاید کوئی یہ کہہ کر اس تحریف پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرے کہ عہد عتیق میں "مکابیئین" کی کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کرکے لکھ دیا گیا ہے ورنہ اصل میں یہ دونوں حصے مل کر "مکابیئین" کی ایک ہی کتاب شمار ہوتے ہیں لہٰذا عہد عتیق کی پینتالیس کتابیں مکمل ہیں اور ایک کتاب بڑھ جانے کا شور وغوغافضول ہے؟ قارئین اگر دو حصوں میں تقسیم کرکے لکھی گئی کتاب کو حقیقتاً ایک کتاب شمار کیا جائے تو اس اصول کو سامنے رکھتے ہوئے سموئیل کی دو کتابیں 'ملوک (سلاطین) کی دو کتابیں ' اخبار (تواریخ) کی دو کتابیں بھی چھ کتابوں کے بجائے حقیقتاً تین کتابیں بنتی ہیں بلکہ اگر اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھیں تو عہد جدید میں قرنتیوں (کرنتھیوں) کے نام پولوس رسول کے دو خط ' تسالونیکیوں (تھسلنیکیوں) کے نام دو خط ' تیموتاؤس (تیمتھیس) کے نام دو خط ' پطرس کے دو خط اور یوحنا کے تین خط بھی گیارہ کتابوں کی بجائے حقیقتاً پانچ کتابیں بنتی ہیں لہٰذا اگر کاتھولک بائبل میں ان اُنیس (19) کتابوں کو حقیقتاً ان کی نو (9) کتابوں میں ہی شمار کیا جائے تو پھر کل کتابوں کی تعداد "72" کی بجائے کم ہو کر بہتر (62) ہو جائے گی جب کہ دعویٰ "72" کتابوں کا کیا گیا ہے اس لیئے تحریف بائبل پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کرنے والے کو یقیناً خود ساختہ اصول سے دستبردار ہو کر یہ ماننا پڑے گا کہ کاتھولک بائبل میں ایک کتاب کا مزید اضافہ ہو گیا ہے

جائزہ کتب عہد عتیق

قارئین کاتھولک اردو بائبل "کلام مقدس" مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما 1958ء میں کتب عہد عتیق کے آغاز سے پہلے اکثر ان کتابوں سے متعلق"تعارفی نوٹ "بھی شائع کیئے گئے ہیں لامحالہ یہ"تعارفی نوٹ"بھی کلیسیا کے روحانی سرداروں اور بزرگوں نے روح القدس کی رہنمائی سے صدر مجلسوں میں کیئے گئے صحیح اور الہامی فیصلوں کے بعد ہی شائع کیئے ہوں گے لیکن قارئین ان "تعارفی نوٹس" میں بھی کتب عہد عتیق میں تحریف اور ان کی استناوی حیثیت مشکوک ہونے کا اقرار موجود ہے

اسفار خمسہ

مثلاً" کلام مقدس کی پہلی پانچ کتابوں (توریت) کے بارے میں لکھاہے کہ "یہودی اور مسیحی روایت کے مطابق ان پانچ کتابوں کا مصنف خود موسیٰ ہے اور خود خداوند یسوع مسیح اور رسولوں نے ان کی اصلیت تسلیم کی"(کاتھولک اردو بائبل صفحہ نمبر1) لیکن قارئین اس دعوٰی کے باوجود موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا ذکر توریت میں ملتاہے جس کی تفصیل آپ نے ابھی چند صفحے پہلے "بائبل کا اعتراف تحریف" کے شروع میں "توریت" کے زیر عنوان پڑھ لی ہے

یوشع

اس کتاب کے بارے میں لکھا ہے "کتاب ہٰذا کا مصنف عام روایت کے مطابق ایک نبی ہے جس کا نام نامعلوم ہے اور جس نے کتاب لکھتے وقت یوشع کی تحریروں سے کام لیا"(ایضاً" صفحہ نمبر254) قارئین جب مصنف کے نام کا ہی پتہ نہیں تو عام روایت کا سہارا لے کرنامعلوم نبی سے منسوب کر دیا لیکن اگر بات نہ بھی بنے تو پھر پردہ ڈالنے کیلئے

روح القدس کے الہام کی چادر اوپر ڈال دی جاتی ہے تاکہ بھرم قائم رہے

قضات

اس کتاب کے بارے میں بھی لکھا ہے "کتاب ہذا کا مصنف نامعلوم ہے لیکن بعضوں کی رائے ہے کہ سموئیل نبی نے اسے قلم بند کیا" (ایضا" صفحہ نمبر285) قارئین گویا اس کتاب کا حال بھی کتاب یوشع کی طرح ہے اور سموئیل نبی کے بارے میں بھی یقینی بات نہیں ہے کہ اس کتاب کو انہوں نے ہی قلم بند کیا ہے

راعوت

داؤدؑ اور خداوند یسوع مسیحؑ کے نسب نامہ (جس نسب نامے کی تفصیل اس مقالہ کے باب چہارم "قرآن اور ناموس رسالت" میں "مسیحؑ کا بائبل میں شجرہ نسب" کے زیر عنوان بیان ہو چکی ہے) سے آگاہ کرنے والی اس کتاب کے بارے میں بھی لکھا ہے "اس کا مصنف نامعلوم ہے" (ایضا" صفحہ نمبر320)

سموئیل

اس کے دو حصوں کے بارے میں لکھا ہے "سموئیل کی پہلی اور دوسری کتاب شروع میں صرف ایک ہی کتاب تھی وہ عبرانی میں سموئیل کی کتاب کہلاتی تھی پرانے مترجمین اسے عام طور پر مملکت کی پہلی اور دوسری کتاب کہتے تھے...... یہ بھی ثابت ہے کہ وہ رحبعام کے زمانہ میں لکھی گئی "(ایضا" صفحہ نمبر325) قارئین شروع سے چلی آنے والی ایک کتاب کو بعد میں دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا لیکن نام بدل دیا گیا مگر بعد میں نیا نام بدل کے پھر سابقہ نام سے موسوم کر دیا گیا جب کہ یہ کتاب تصنیف بھی سموئیل نبی کے کافی عرصہ بعد سلیمانؑ کے بیٹے رحبعام کے زمانہ میں ہوئی لیکن مصنف اس کا بھی نامعلوم ہے

ملوک

اس کتاب کے دو حصوں کے بارے میں لکھا ہے "ملوک کی دو کتابیں شروع میں ایک کتاب پر مشتمل تھیں "(ایضا" صفحہ نمبر403)گویا کہ اس کا حال بھی سموئیل کی دو کتابوں کی طرح کا ہے

اخبار

ان دو کتابوں کے بارے میں بھی لکھا ہے "اخبار کی پہلی اور دوسری کتاب ابتدا میں یہ کتابیں ایک ہی کتاب پر مشتمل تھیں جو "اخبار ایام" کہلاتی تھی یونانی مترجمین نے ان کو "پرالپو منون" یعنی محذوفات کی پہلی اور دوسری کتاب کہا ہے کیونکہ ان کا خیال تھا کہ ان میں ان واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جو "سموئیل اور ملوک" کی کتابوں میں حذف (نکال باہر) کئے گئے ہیں در حقیقت یہ "عہد عتیق کی کتابوں" کا ایک قسم کا ضمیمہ یا خلاصہ ہے یعنی آدمؑ سے لے کر کورش بادشاہ تک جس نے عبرانیوں کو اپنے ملک میں واپس جانے کی اجازت دی تھی ان کا مصنف کوئی لاوی سمجھا جاتا ہے جو داؤدؑ کے گھرانہ اور یہوواہ کی بادشاہی کی دینی تواریخ پیش کرتا اور شریعت کے احترام و اختلاف کا نتیجہ دکھاتا ہے "(ایضا" صفحہ نمبر482) قارئین گویا کہ "سموئیل اور ملوک" کی کتابوں سے جو حصے نکال دیئے گئے تھے ان کو بھی "الہامی" سمجھ کر ضمیمے اور خلاصے کے بہانے عہد عتیق میں شامل کردیا گیا ہے جب کہ مصنف ان کتابوں کا بھی نامعلوم ہے لیکن کسی "لاوی" کو سمجھ کے طفل تسلی کا سامان پیدا کردیا گیا ہے

عزرا اور نحمیاہ

"عزرا اور نحمیاہ کی کتابیں ابتدا میں ایک ہی کتاب پر مشتمل تھیں جو عزرا کی کتاب کہلاتی

تھی ان کا مصنف وہی "لاوی" تھا جس نے "اخبار" کی کتاب تالیف کی" (ایضا" صفحہ نمبر562) قارئین اس سے معلوم ہوا کہ جیسے "اخبار" کی دو کتابوں کا مصنف کسی لاوی کو سمجھ لیا گیا تھا اسی طرح "عزرا اور نحمیاہ" کی دو کتابیں بھی اسی نامعلوم "لاوی" کے کھاتے میں ڈال دی گئیں

طوبیاہ

"مفسرین کی رائے کے مطابق یہ کتاب کسی سامی زبان میں تصنیف کی گئی حالانکہ اسی سبب سے یہ کتاب فلسطینی فہرست کتب الہامی میں درج نہیں ہوئی تو بھی اس کا الہامی ہونا آبائی روایت اور کلیسیائی ہدایت سے صاف ظاہر ہے"(ایضا"صفحہ نمبر592) قارئین فلسطینی "فہرست کتب الہامی" مرتب کرنے والوں نے تو اسے الہامی نہ سمجھا مگر کلیسیا نے "سامی زبان" اور "آبائی روایت" کا پردہ ڈال کے آخر کار اس کتاب کو الہامی مان لیا جبکہ مصنف پھر بھی نامعلوم ہے پروٹسٹنٹ اس کتاب کو جعلی کہتے ہیں

یہودیت

"ایک دیندار یہودی نے اس کتاب کو اپنی مادری زبان میں اس مقصد سے تالیف کیا کہ یہودی دینداری کا ایک خاص نمونہ پیش کرے اور یوں اپنے ہم قوموں کو ابھارے کہ شریعت اور احکام الہٰی کے پابند رہیں حالانکہ (اس کتاب کا) اصلی متن ہمارے پاس موجود نہیں تو بھی اس کتاب کے الہامی ہونے کے بارے میں کوئی شک نہیں بلکہ آبائی روایت اور کلیسیا کی ہدایت سے صاف ظاہر ہے"(ایضا" صفحہ نمبر605) قارئین آپ نے غور کیا؟ کہ اس کتاب کا اصلی متن پاس نہ ہونے کے باوجود محض آبائی روایت اور کلیسیائی ہدایت کے بل بوتے پر اسے کس طرح الہامی مان لیا گیا ہے جب کہ دیندار یہودی مصنف

کے نام کا پتہ بھی نہیں اور پروٹسٹنٹ اس کتاب کو بھی جعلی کہتے ہیں

استیر

"کتاب کے دو متن موجود ہیں ایک عبرانی اور دوسرا یونانی مفسرین جدید کی رائے غالبا" یہ ہے کہ اصلی عبرانی متن موجودہ یونانی متن کے برابر تھا جس سے وہ حصے علیحدہ کیئے گئے جن میں خداوند تعالٰی کا ذکر ہے (تاکہ) ایسا نہ ہو کہ جب یہ کتاب "عید فوریم" کی دنیوی خوشیوں کے دوران پڑھ کر سنائی جائے تو نام مبارک کی بے عزتی ہو مقدس جیروم نے ان آیات محذوف (جو عبرانی متن سے علیحدہ کردی گئی تھیں) کو یونانی میں ترجمہ کرکے حاشیہ میں درج کیا" (ایضا" صفحہ نمبر622) قارئین گویا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اصلی عبرانی متن (جس کے مصنف کےنام کا بھی پتہ نہیں) میں سے جب کسی نے چاہا کچھ حصے علیحدہ کر دیئے اور جب کسی نے چاہا کچھ حصے شامل کر دیئے اور اس بات کی بھی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ آیا جتنے حصے متن سے علیحدہ کیئے گئے ہیں دوبارہ اس متن میں وہی محذوف حصے ہی شامل کیئے جارہے ہیں یا اس سے ہٹ کر اپنی طرف سے کچھ اور کم یا زیادہ شامل کیا جارہا ہے

اس کتاب کے نوباب اور تین آیات لکھنے کے بعد حاشیئے میں یہ لکھا گیا ہے "یہاں مقدس جیروم پڑھنے والے کو آگاہ کرتا ہے کہ جو کچھ (چھ باب اور دس آیات) مابعد (اس کے بعد) آتا ہے وہ عبرانی متن میں نہیں مگر یونانی نسخے سبعینیہ میں پایا جاتا ہے جس کو بہتر(72) مترجموں نے عبرانی سے ترجمہ کیا یا روح القدس کے الہام سے اسے شامل کیا" (ایضا" صفحہ نمبر632) قارئین اسی لیئے مارٹن لوتھر نے بھی پروٹسٹنٹ بائبل کتاب مقدس میں کتاب استیر کے آخری چھ باب اور دس آیات اضافی کہہ کر درج نہیں کیئے

ایوب

"اس کتاب کا مصنف غالبا" ہجرارون کاایک دیندار اور بزرگ عبرانی تھا جس نے چھٹی صدی قبل المسیح کے آخر میں کتاب تالیف کی لیکن ہم اس کے نام سے ناواقف ہیں"(ایضا" صفحہ نمبر638) قارئین حیرت ہے کہ روح القدس سے الہام پانے کا دعوٰی کرنے والی لاخطا کلیسیا کی صدر مجلس کو روح القدس بھی "مصنفین کتب عہد عتیق" کے نام نہ بتا سکا

مزامیر

"مزامیر کی کتاب ان پانچ دیوانوں کا جملہ ہے جن میں ہر طرح کے مذہبی گیت یعنی حمد وشکر گزاری کے ترانے ۔ مناجات ۔ مراثی (مرثیے) ۔ استغفارہ اور مناظم مندرج (نظمیں درج) ہیں ان مزامیر کا شمار عموما" ایک سو پچاس دیا جاتا ہے لیکن چونکہ کہیں دو مزامیر دراصل ایک اور ایک مزمور دراصل دو یا تین مزامیر پر مشتمل ہیں اور کئی ایک مزامیر بالتمام (کلی طور پر) یا جزوا" کتاب مزامیر میں دو مرتبہ پائے جاتے ہیں اس لیئے عبرانی متن میں اور مترجمین اور مفسرین کے ہاں شمار کے لحاظ سے فرق پایا جاتا ہے حسب ذیل ترجمہ اس نئے لاطینی ترجمہ کے مطابق مرتب کیا گیا ہے جو 1945ء میں پاپائے اعظم کے حکم سے شہر روما میں شائع ہوا عبرانی متن کا شمار خطوط ہلالی کے مابین دیا گیا
بہت سے مزامیر کے شروع میں چند الفاظ مصنف مزمور کے نام یا موقع و مقصد تصنیف اور گانے بجانے کے طریقے کی طرف اشارہ کرتے ہیں گو عنوان الہامی نہیں ہیں تاہم کافی قابل غور واعتبار سمجھے جاتے ہیں کیونکہ یہ اس قدر پرانے ہیں کہ یونانی مترجمین ہفتاد سے بھی بعض کے معنی پوشیدہ رہے انہی سے اور روایت سے بھی صاف ظاہر ہے کہ داوًد

بادشاہ بہت سے مزامیر کا مصنف تھا دیگر مزامیر متفرق الہامی شعراء کی تصنیف ہیں" (ایضا" صفحہ نمبر670)

قارئین مزامیر کی تعداد کا فرق اور غیر الہامی عنوانات کا متن کے ساتھ درج ہو جانا بلکہ "یونانی مترجمین ہفتاد" سے بھی بعض کے معنی کا پوشیدہ رہنا لیکن بعد میں لاخطا کلیسائی روحانی سرداروں پر ظاہر ہو جانا اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اس کتاب میں تحریف ہوئی ہے اور روح القدس سے الہام پا کر کتب بائبل کا لکھا جانا اور ان کی "صحت و حقانیت" کا دعوٰی باطل ہے جب کہ اس کتاب کی تصنیف کے بارے میں "داؤدؑ بادشاہ اور الہامی شعراء" کا نام لے کر اندھیرے میں تیر چلانے کی کوشش کی گئی ہے

امثال

"امثال کی کتاب جسے عبرانی میں امثال سلیمانؑ کہتے ہیں چوتھی صدی قبل المسیحؑ میں عبرانی زبان میں تالیف کی گئی اس میں سلیمانؑ بادشاہ کی امثال کے دو مجموعے مندرج ہیں (1:10،19:22 اور 1:25،27:29) اور مؤلف نے ان کے ساتھ متفرق زبانوں کے متفرق الہامی شعراء اور اپنے کلمات بھی داخل کیئے ہیں"(ایضا" صفحہ نمبر795) قارئین الہامی کتب میں اضافے کا اقرار ملاحظہ کریں حالانکہ صرف سلیمانؑ کی امثال کی تعداد بائبل نے تین ہزار بیان کی ہے (نمبر1 ملوک 32:4) جب کہ یہاں پر متفرق الہامی شعراء اور مؤلف کتاب کی طرف سے اپنے کلمات داخل کرنے کے باوجود "امثال" کا مجموعہ بمشکل ایک ہزار امثال تک پہنچتا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب میں تو صرف "امثال سلیمانؑ" کے دو مجموعے درج ہیں بقایا "امثال سلیمانؑ" روح القدس اور کلیسیا کے روحانی سرداروں کی صدر مجلس کی نگاہوں سے کیوں غائب ہیں مصنف کتاب کے نام کا بھی پتہ

جامع

"جامع کی کتاب کے الہامی مصنف (جس کے نام کا پتہ نہیں) نے تیسری صدی قبل المسیحؑ میں سلیمانؑ بادشاہ کے نام سے یہ کتاب اس مقصد سے تالیف کی........ اخلاق اور قیامت اور آخرت کے بارے میں مصنف کے خیالات ہنوزنا مکمل ہیں ان سوالات کے تسلی وہ جواب پورے طور سے عہد جدید کے مسیحی الہام کے ذریعہ سے دیئے جائیں گے"(ایضا" صفحہ نمبر828) قارئین الہامی مصنف ہونے کے باوجود اس کے خیالات کو نامکمل کہا گیا ہے تو پھر الہام کا فائدہ تو نہ ہوا

نشید الاناشید

"نشید الاناشید یا غنائے سلیمانیؑ کا الہامی مصنف صوفیانہ طور پر دلہے اور دلہن کی عشقیہ گفتگو کی تمثیل سے خداوند متعال اور امت اسرائیل کے عقد روحانی کی بحالی کا بیان کرتا ہے اور اسی میں کنایتا" مسیحؑ اور کلیسیا کے عمدہ اتفاق کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے"(ایضا" صفحہ نمبر838) قارئین مصنف کا نام یہاں بھی نامعلوم ہے پھر نغمات سلیمانؑ کی تعداد بائبل نے ایک ہزار پانچ بیان کی ہے (نمبر1 ملوک 32:4) لیکن یہاں کتاب میں صرف آٹھ غزلیں ہیں باقی غائب ہیں اب ان غزلوں میں ہے کیا؟ اسے آپ اس مقالہ کے باب سوم "بائبل اور توہین رسالت" میں "بائبل کے فحش مضامین" کے زیر عنوان پڑھ چکے ہیں

حکمت

"حکمت کی کتاب دوسری صدی قبل المسیحؑ میں بزبان یونانی سلیمانؑ بادشاہ کی شخصیت میں

لکھی گئی......... اس کتاب کا الہامی ہونا کلیسیائی روایت اور تعلیم سے صاف ظاہر ہے بلکہ اس سے بھی کہ اس کی چند ایک آیات کا عہد جدید میں اور خصوصاً" مقدس پولوس کے خطوط میں اقتباس پایا جاتا ہے"(ایضا" صفحہ نمبر847) قارئین اس کتاب کا مصنف بھی نامعلوم ہے اور کتاب کو صرف اس لیئے "الہامی" مان لیا گیا ہے کہ کلیسیا نے تائید کر دی ہے اور اس کے اقتباسات عہد جدید اور خصوصا" سینٹ پال پولوس کے خطوط میں پائے جاتے ہیں یاد رہے کہ پروٹسٹنٹ اس کتاب کو جعلی کہتے ہیں اب اس کتاب کے اقتباسات کو اپنے خطوط میں ذکر کرنے والے "سینٹ پال پولس" نے عیسٰی علیہ السلام کے سچے اور کھرے دین کو کس طرح بدل دیا اور پھر کیسے کیسے حیلوں اور طریقوں سے اس نئے ایجاد کردہ "سینٹ پالی مسیحی مذہب" کو غیر اسرائیلی قوموں میں پھیلانے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ان تفصیلات کیلئے ہمارے مقالہ " نجات کا منصوبہ اسلام یا سینٹ پالی مسیحیت" کا مطالعہ کریں

یشوع بن سیراخ

"اُنیسویں صدی کے اختتام تک اس کتاب کا صرف یونانی ترجمہ موجود تھا لیکن 1896ء اور 1900ء کے درمیان اور 1931ء میں عبرانی متن کی دوتہائی مل گئی جو یونانی ترجمہ سے متفق ہے یشوع بن الی عازار بن سیراخ یروشلمی نے اس کتاب کو تقریبا" 200 قبل مسیح میں بزبان عبرانی تالیف کیا اور اس کے پوتے نے اس کا یونانی زبان میں ترجمہ کیا........ پہلے زمانے میں یہ کتاب نومریدوں (نئے مسیحیوں) کو دی جاتی تھی تاکہ اسے پڑھ کر ہر مسیحی نیکی پر عمل کرنے کا طریقہ سیکھ جائے اور اسی سبب سے یونانی اور لاطینی زبانوں میں "اِکلیسیا سِٹکس" یعنی کلیسیا کی خاص کتاب کہلاتی ہے"(ایضا" صفحہ

نمبر867) قارئین اس کتاب کے مصنف کا نام بڑے یقین کے ساتھ بتایا گیا ہے لیکن کلیسیا کی اس بنیادی اور خاص کتاب کے مقدمہ میں مصنف کے پوتے نے لکھا ہے کہ "میرے دادا یشوع نے شریعت اور صحائف انبیاء اور ان باقی کتابوں کو جو ہمارے اجداد نے ہمیں روایت کیں بہت محبت اور جانفشانی سے پڑھا تھا اور ارادہ کیا کہ تعلیم اور حکمت کے متعلق خود بھی کچھ لکھے (قارئین الہامی کتب میں اپنی طرف سے الفاظ لکھ کر داخل کرنے کا اقرار ملاحظہ کریں) تاکہ جو ان باتوں کو سیکھنا چاہتے ہیں وہ ان کی تربیت پاکر شریعت کے مطابق زندگی گزرانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ترقی کرتے جائیں اس لیئے میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ مہربانی سے آؤ اور غور سے پڑھو اور ان باتوں کیلئے ہمیں معاف کرو جن کی تصنیف میں تمہیں کوئی لفظی نقص معلوم ہوتا ہو حالانکہ ہم حکمت کی تصویر کی تقلید کرتے ہیں کیونکہ عبرانی الفاظ کا وہی زور نہیں رہتا جب وہ کسی اور زبان میں ترجمہ کیئے جائیں اور علاوہ اس کے خود شریعت اور صحائف انبیاء اور باقی کتابوں میں کافی فرق ہوتا ہے جب کہ وہ اصلی زبان میں پڑھی جائیں" (ایضاً" صفحہ نمبر867 مقدمہ یشوع بن سیراخ) "یشوع بن الی عازار بن سیراخ پروشلمی نے عقل اور علم کی تاذیب اس کتاب میں لکھی ہے اس نے اپنے دل سے حکمت کو ظاہر کیا" (یشوع بن سیراخ 29:50) قارئین جب مترجم پوتے نے اس کتاب کو اپنے دادا یشوع کی ذاتی کاوش بتایا اور اقرار کیا کہ عبرانی الفاظ کا کسی دوسری زبان میں ترجمہ کرنے سے الفاظ کا زور ختم ہو جاتا ہے اسی لیئے مترجم نے اس تصنیف میں "لفظی نقص" کی پیشگی معافی مانگ لی اور شریعت "صحائف انبیاء اور باقی کتابوں کے فرق کو تسلیم کیا لیکن ان سب وضاحتوں کے ظاہر ہوجانے کے باوجود رومن کاتھولک کلیسیا کی صدر مجلسوں کے روحانی سرداروں نے روح القدس کی

رہنمائی اور فضل کی روشنی سے خداوند یسوع مسیحؑ کے اَبدی ساتھ کے (بزعم خود) دعوے کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا کہ یہ کتاب بھی روح القدس کے الہام سے لکھی گئی الہامی کتاب ہے جب کہ پروٹسٹنٹ اس کتاب کو جعلی کہتے ہیں

اشعیا

"اشعیا یہودیوں کی روایت کے مطابق شاہان یہودہ کی نسل میں سے تھا....... اس کی نبوت کی کتاب شاہ حزقی یاہ کے عہد سلطنت کے چودھویں برس میں شائع ہوئی(ایضا" صفحہ نمبر931) قارئین اس کتاب کے مصنف کے بارے میں کوئی وضاحت نہیں کہ اسے "اشعیا" نے خود تصنیف کیا یا کسی اور نے اسے تصنیف کیا تھابہرحال کلیسیا نے اسے الہامی مان لیا ہے

ارمیا

"ارمیا کاہن بنیامین کے قبیلے میں سے اور شہر عناتوت کا باشندہ تھا........ اس کی نبوتوں کی کتاب عبرانی اور یونانی زبان میں دستیاب ہے لیکن ان کی ترتیب میں فرق ہے "(ایضا" صفحہ نمبر993) قارئین مصنف نامعلوم ہے عبرانی اور یونانی نسخوں کی ترتیب میں فرق کا اقرار بھی صاف موجود ہے گویا روح القدس کے الہام سے کتابوں کے لکھے جانے کا دعویٰ باطل ثابت ہوا ورنہ ترتیب میں فرق نہ ہوتااس کے علاوہ اس کتاب میں باب نمبر51 تک "ارمیا" کا کلام ختم ہو جاتا ہے (ارمیا 51:64) لیکن باب نمبر52 مکمل طور پر "تواریخی ضمیمہ" کے نام سے کتاب ارمیا میں اضافی طور پر شامل کردیا گیا ہے کیا یہ تحریف کا منہ بولتا ثبوت نہیں؟

مرثیئے

"جب اسرائیل اسیری میں گیا اور یروشلم برباد کی گئی تو ارمیاہ نے یروشلم پر روتے اور نوحہ کرتے ہوئے نہایت غمگین دل سے آہ بھر کر کہا" (ایضا" صفحہ نمبر1066) قارئین مصنف اس کتاب کا بھی نامعلوم ہے

باروک

"باروک بن نیریاہ ارمیاہ کا ساتھی اور کاتب تھا........ وہ پہلے مصر اور بعد ازاں بابل گیا جہاں اس نے اپنی کتاب لکھی" (ایضا" صفحہ نمبر1078) اس کتاب کو پروٹسٹنٹ نے جعلی کہہ کر رد کر دیا ہے

حزقیال

"حزقیال بن بوزی کاہنوں کی نسل میں سے تھا........ حزقیال کی کتاب رویتوں (خوابوں) اور تمثلوں (تمثیلوں) سے بھری ہوئی ہے جن کی سمجھ اکثر اوقات مشکل ہے" (ایضا" صفحہ نمبر1088) قارئین یسوع مسیح کے ابدی ساتھ اور روح القدس کی رہنمائی کے بلند بانگ دعوے بالکل باطل ثابت ہو جاتے ہیں جب اس کتاب کو سمجھنے میں اکثر اوقات مشکل پیش آنے کا اقرار کر لیا گیا

دانیال

"دانیال شاہان یہودہ کی نسل میں سے تھا........ گو یہودی عموما" اس کو انبیاء میں شمار نہیں کرتے کیونکہ وہ شاہی دربار میں اعلیٰ دنیوی رتبہ پر تھا تاہم اگر ہم اس کے آئندہ واقعات کی صاف پیشین گوئیوں پر لحاظ کریں تو معلوم کریں گے کہ نبی کہلانے کیلئے کسی اور کا اس سے بہتر حق نہیں علاوہ اس کے ابن خدا نے خود اس کو نبی کہا (ملاحظہ ہو انجیل متی باب

نمبر24 لوقاباب نمبر13 لوقاباب نمبر21)"(ایضا" صفحہ نمبر1151) قارئین سلیمان علیہ السلام اور زکریا علیہ السلام کو نبی نہ ماننے والوں نے "دانیال" کو یہودیوں کے انکار کے باوجود نبی مان لیا مگر اسی اصول کے تحت سلیمان اور زکریا کو نبی ماننے کیلئے تیار نہیں

انبیاء صغریٰ

"یہ (بارہ نبیوں کی) کتابیں عبرانی اور یونانی قانون میں شامل ہیں گو ترتیب میں فرق ہے ہمارے کلام مقدس میں عبرانی ترتیب درج ہے"(ایضا" صفحہ نمبر1181)وہ بارہ نبی یہ ہیں"ہوسیع 'یوئیل 'عاموس 'عوبدیاہ 'یونس 'میکا 'نحوم ' حبقوق ' صفن یاہ 'حجائی ' زکریاہ اور ملاکی" ان کی نبوتیں یا تحریریں شروع ہی سے ایک ہی کتاب میں شامل ہیں جس کو "وودیکا پرو فیٹوں" یعنی بارہ انبیاء کی کتاب کہا جاتا تھا"(ایضا" صفحہ نمبر1181) قارئین اس ایک کتاب کو کاتھولک کلیسا نے بارہ کتابوں میں تقسیم کر دیا ہے بمعہ فرق ترتیب

مکابیین

"مکابیین کی کتابیں دراصل چار ہیں لیکن ان میں سے صرف دو الہامی مانی جاتی ہیں پہلی کتاب میں متت یاہ اور اسکے بیٹوں کی تواریخ قلمبند کی گئی ہے اس میں اسرائیلی قوم کے وہ حالات بیان کیئے گئے ہیں جو 135 ق م کے درمیان وقوع میں آئے یہ کتاب عبرانی زبان میں لکھی گئی ہے دوسری کتاب میں 175 ق م اور 161 ق م کے درمیان کے واقعات کاذکر ہے....... یہ کتاب یونانی میں لکھی گئی ہے مکابیین کی دونوں کتابیں 125 ق م اور 100 ق م کے درمیان لکھی گئیں"(ایضا" صفحہ نمبر1243) قارئین مکابیین کی چار کتابوں میں سے دو کو الہامی مان کے باقی دو کو غیر الہامی مان کر رد کر دینا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ بائبل سے منسوب کچھ کتابیں جعلی بھی تیار کی جاتی تھیں یاد رہے کہ

خط کشیدہ حوالہ جات بھی بائبل میں موجود نہیں باب نمبر13-14 کو مارٹن لوتھر نے اضافی کہہ کر بائبل سے خارج کر دیا(ایضا صفحہ نمبر1175) [2] 175ق م اور

پروٹسٹنٹ مکا بیتین کی الہامی مانی گئی دو کتابوں کو بھی جعلی کہتے ہیں

قارئین کتاب "تحقیق بائبل" جو پروفیسر داوز ڈی ڈی کے لیکچروں سے مرتب ہوئی اور اسے "ریلیجس بک سوسائٹی لاہور" نے شائع کیا تھا اس میں لکھا ہے "ہاں بائبل میں ایسی کتابیں ہیں جن کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی نبی یا رسول یا مقرر کیئے ہوئے شخص نے لکھی ہوئی تھیں مثلاً" پہلی اور دوسری تواریخ 'آستر' یعقوب' واعظ کوئی نہیں جانتا کہ ان کتابوں کو کس نے لکھا" (تحقیق بائبل صفحہ نمبر38)

جائزہ اناجیل اربعہ

قارئین کلام مقدس کے عہد جدید کے دیباچہ میں لکھا ہے "انجیل کا نام ان کتابوں کو دیا گیا ہے جن میں خاص طور پر خداوند یسوع مسیح کی زندگی۔ تعلیم اور معجزات مندرج ہیں اور جنہیں الہامی تسلیم کیا گیا ہے یہ کتابیں تعداد میں چار ہیں اور اپنے مصنفین کے نام سے مشہور ہیں....... تین اناجیل سن باسٹھ سے پہلے لکھی گئیں اور مقدس یوحنا کی انجیل پہلی صدی کے اختتام سے پہلے لکھی گئی مقدس متی نے ارامی زبان میں اپنی انجیل لکھی (جو کہ ارامی زبان میں کرۂ ارضی پر کہیں بھی نہیں ملتی) جو بعد ازاں یونانی زبان میں ترجمہ کی گئی دیگر کتابیں یونانی زبان میں لکھی گئیں چونکہ مقدس یوحنا اور مقدس متی رسول تھے اس لیئے یہ خداوند یسوع مسیح کی علانیہ زندگی کے چشم دید گواہ ہیں مقدس مرقس مقدس پطرس رسول کا شاگرد تھا اور اس نے رومیوں کی خواہش پوری کرنے کیلیئے اپنے استاد کی تعلیم قلم بند کی اور پطرس رسول نے اس کی کتاب منظور و قبول کی انجیل نویسوں نے ایک خاص مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اپنی کتاب تصنیف کی اس لیئے انہوں نے خداوند یسوع مسیح کی زندگی کے صرف ان واقعات کو چن لیا جو اس مقصد کو ثابت

کرنے کیلئے زیادہ موزوں تھے یعنی ان کا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ خداوند یسوع مسیحؑ کی مکمل زندگی بیان کریں ملاحظہ ہو (انجیل یوحنا 25:21) یہ بھی یاد رکھنا مفید ہوگا کہ انجیل کے لکھے جانے سے پہلے خداوند یسوع مسیحؑ کی منادی تقریباً" تمام معلومہ دنیا پر کی جاچکی تھی" (کلام مقدس دیباچہ عہد جدید)

لوقا نے بھی اپنی انجیل میں خود یہ اعتراف کیا ہے کہ "چونکہ اکثروں نے یہ کوشش کی ہے کہ ان باتوں کو باترتیب بیان کریں جو ہمارے درمیان واقع ہوئیں جس طرح کہ انہوں نے ہم سے روایت کی جو شروع ہی سے خود شاہد اور کلام کے خادم رہے اس لیئے اے معزز تاوؑ فیلس میں نے بھی مناسب سمجھا کہ سب کچھ شروع ہی سے ٹھیک ٹھیک دریافت کرکے باترتیب تیری خدمت میں تحریر کروں" (انجیل لوقا 1:1 تا 3 کلام مقدس) یوحنا لکھتا ہے کہ "مگر اور بھی بہت سے کام ہیں جو یسوع نے کیئے اور اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں سما نہ سکتیں" (انجیل یوحنا 25:21 کلام مقدس) قارئین مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ چاروں اناجیل مسیح علیہ السلام کی سوانح حیات (لائف ہسٹری) کے طور پر بعد میں لکھی گئی ہیں اور وہ بھی اتنی مختصر کہ بقول یوحنا اگر مکمل سوانح حیات پر مشتمل کتابیں لکھی جاتیں تو وہ دنیا میں سما بھی نہ سکتی تھیں

انجیل مسیحؑ

گویا کہ موجودہ چاروں اناجیل وہ "انجیل" نہیں ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے آخری عہد نامہ "قرآن مجید" نے کیا ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل" (نامی کتاب اللہ) سے نوازا گیا تھا (سورۃ حدید 27) انجیل قرآن مجید کے نزول سے پہلے بنی اسرائیل کیلئے موجب

ہدایت تھی (آل عمران 3تا4) مسیح ابن مریم علیہ السلام اپنے سے پہلے نازل ہونے والی تورات کی تصدیق کرتے تھے اور بنی اسرائیل کو تورات اور انجیل کی تعلیم دیتے تھے (آل عمران 48۔50) جب کہ بائبل کے عہد جدید سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کی پہلی زمینی زندگی میں بھی ایک انجیل موجود تھی جو بطور سوانح حیات لکھی جانے والی انجیلوں سے ہٹ کر بالکل علیحدہ ایک "انجیل مسیح" تھی مثلاً" مسیح علیہ السلام نے اپنی گرفتاری سے قبل ایک عورت سے اپنے سر میں عطر ڈلواتے ہوئے شاگردوں سے کہا "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تمام دنیا میں جہاں کہیں اس انجیل کی منادی ہوگی یہ بھی جو اِس نے کیا اس کی یادگاری کیلئے کہا جائے گا" (انجیل متی 13:26 کلام مقدس) اسی طرح رفع آسمانی سے قبل مسیح علیہ السلام نے اپنے شاگردوں سے کہا "اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جا کر ساری خلقت کو انجیل کی منادی کرو" (انجیل مرقس 15:16 کلام و کتاب مقدس) رسولوں کے اعمال کتاب کے تعارفی نوٹ میں بھی لکھا ہے" اس کتاب کا مصنف وہی مقدس لوقا ہے جس نے انجیل کی کتاب تحریر کی وہ بیان کرتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کے صعود (رفع آسمانی) کے بعد رسولوں نے یروشلم سے روما تک "پاک انجیل" کی تبلیغ کی" (کلام مقدس عہد جدید 152)

قارئین ان تمام دلائل کے باوجود سینٹ پالی مسیحی عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی کتاب "انجیل" کے نزول سے ہی انکاری ہو گئے چنانچہ کٹر سینٹ پالی مسیحی بنیاد پرست رسالہ "کلام حق" نے اعلان کردیا کہ "خداوند مسیح پر کلام کے نزول کا مسئلہ مسیحیوں کے ایمان میں شامل نہیں مسیحی ہرگز نہیں مانتے کہ آپ پر کوئی انجیل یا کلام نازل ہوا تھا نیز یہ کہ مسیحیوں کا یہ دعویٰ ہرگز نہیں کہ خداوند مسیح پر" انجیل"

ارامی ' یونانی یا کسی اور زبان میں نازل ہوئی یہ سوال ہی غلط ہے"(وکلف اے سنگھ بحوالہ کلام حق گوجرانوالہ جون۔جولائی 1979ء صفحہ نمبر13) قارئین غور کریں کہ سینٹ پالی مسیحیوں نے اپنے طور پر کتنا بہترین حل نکالا ہے کہ شریعت کے احکامات سے سرکشی اور بغاوت کی وجہ سے قوم بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزائیں ملتی رہی ہیں لہٰذا ہم سینٹ پالی مسیحی بھی مسیح علیہ السلام پر نازل ہونے والی شریعت کی کتاب "انجیل" پر عمل نہ کر سکیں گے کیونکہ بت پرستی اور شریعت سے بغاوت جسم میں رچ بس چکی ہے اس لیئے بہتر یہی ہے کہ مسیح علیہ السلام پر نازل ہونے والی انجیل کے نزول کا ہی سرے سے انکار کر دو. تاکہ سینٹ پال پولس کی طرف سے شریعت کو لعنت قرار دینے والے فارمولے پر عمل ہو جائے چنانچہ کاتھولک اردو بائبل کلام مقدس کے عہد جدید میں (رومیوں 4:7) کے حاشیہ میں روحانی کلیسیائی سرداروں نے لکھا کہ "مسیحؑ نے اپنے بدن میں موت اٹھا کر شریعت کو منسوخ کیا ہم بھی جو بپتسمہ کے وسیلے سے مسیحؑ میں شریک ہوئے شریعت کی نسبت سے مر گئے یعنی ہمارے لیئے بھی شریعت منسوخ ہو گئی"(ایضاً صفحہ نمبر202) قارئین اسی لیئے اب سوانح حیات کے طور پر مسیحؑ کے رفع آسمانی کے بعد لکھی گئی انجیلوں پر گزارہ کرتے ہیں تاکہ "اہل کتاب" کے زمرہ میں شامل رہیں جس سے انہوں نے معاملے کو تحریف سے آگے بڑھا کے "انکار انجیل مسیحؑ" تک پہنچا دیا

پولوس کے خطوط

"مقدس پولوس کے خطوط پڑھتے وقت بالخصوص مقدس پطرس کی آگاہی کی بابت خیال کرنا چاہیے ہمارے خداوند کا صبر کرنا اپنی نجات جانو چنانچہ ہمارے پیارے بھائی پولوس نے بھی اس دانائی کے موافق جو اسے دی گئی تمہیں لکھا ہے اور تمام خطوط میں ان باتوں

کا ذکر کیا ہے ان میں بعض باتیں ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جو جاہل اور بے قیام ہیں وہ ان کے معنوں کو دوسرے نوشتوں کی طرح اپنی ہلاکت کیلئے بدلتے ہیں"(دیباچہ رسولوں کے خطوط کلام مقدس عہد جدید صفحہ نمبر194) قارئین روح القدس کی رہنمائی اور یسوع مسیح کے ابدی ساتھ کے باوجود پولوس کے الہامی خطوط میں سمجھ میں نہ آنے والی بعض مشکل باتوں کا پایا جانا اور تحریف معنوی کا اقرار ملاحظہ کریں اس کے علاوہ سینٹ پال پولوس نے خود بھی اقرار کیا کہ "باقیوں سے میں ہی کہتا ہوں نہ کہ خداوند"(نمبر1 قرنتیوں 12:7)"کنواریوں کے حق میں خداوند کا کوئی حکم میرے پاس نہیں لیکن دیانتدار ہونے کیلئے جیسا مجھ پر خداوند کی طرف سے رحم ہوا ہے ویساہی میں صلاح دیتا ہوں"(نمبر1 قرنتیوں 25:7) قارئین یہ عبارات ظاہر کرتی ہیں کہ سینٹ پال اپنے خطوط میں اپنی طرف سے باتیں لکھ رہا ہے نہ کہ الہام کے تحت لکھ رہا ہے مگر پھر بھی ارباب کلیسا نے انہیں الہامی خطوط مان لیا ہے

باقی خطوط

قارئین جب پولوس کے خطوط کا یہ حال ہے تو پطرس کے دو خطوط کا کیا اعتبار رہ جاتا ہے کہ جس پطرس کو مسیح علیہ السلام نے شیطان' ٹھوکر کا باعث' لوگوں کی باتوں کا بجائے خدا کی باتوں کے خیال رکھنے والا کہا(متی 23:16) مسیح علیہ السلام کی گرفتاری کے وقت ساتھ دینے کی بجائے اُلٹا ان پر قسمیں کھا کر لعنتیں جس نے کیں ہوں (متی 72:26تا74 مرقس 70:14تا71 لوقا 54:22تا61)وہ پطرس تو خود توریت کے حکم کے مطابق واجب القتل تھا(احبار 11:24تا15) اس پطرس کے دو خطوط' یعقوب کا ایک خط' یوحنا کے تین خطوط اور یہوداہ کا ایک خط قطعاً" قابل اعتبار نہیں ہیں جب کہ

پطرس کو پولوس نے ملامت کے لائق اور ریا کار منافق (غلاطیوں 2:11تا14) تک کہہ دیا تھا مسیح علیہ السلام کے حواریوں کے بارے میں سینٹ پال پولس کے ریمارکس ہمارے مقالہ ”نجات کا منصوبہ اسلام یا سینٹ پالی مسیحیت“ کے پہلے باب میں ملاحظہ کریں

مکاشفہ

”اس کتاب کا مصنف مقدس یوحنا رسول ہے......... اس کتاب کو سمجھنا نہایت ہی مشکل ہے“(تعارفی نوٹ کتاب مکاشفہ کلام مقدس صفحہ نمبر329)

بائبل کے تراجم

قارئین کاتھولک اردو بائبل کلام مقدس ایڈیشن 1958ء کے صفحہ ”س“ پر دیباچہ میں لکھا ہے ”تیسری اور پہلی صدی قبل مسیحؑ کے درمیان اسکندریہ میں عہد عتیق کی کتابوں کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا گیا اور اس ترجمہ کا نام سپتواجنتا(ترجمہ ہفتاد) رکھا گیا جو بعدازاں لاطینی زبان میں بھی ترجمہ ہوا مقدس جیروم نے 380ء اور 420ء کے درمیان پاپائے اعظم کے فرمان کے مطابق کلام مقدس کا مکمل ترجمہ لاطینی زبان میں کیا عہد عتیق کی کتابوں کا ترجمہ قانون اول سے یعنی عبرانی زبان سے ہوا اور عہد جدید کا ترجمہ اصلی یونانی نسخہ جات سے ہوا یہ ترجمہ لاطینی و لگیٹ کے نام سے مشہور ہے اور اس کا استعمال کلیسیا میں رفتہ رفتہ عام ہوگیا گزشتہ صدی کے آخر تک کلام مقدس کا ترجمہ لاطینی و لگیٹ کے مطابق کیا جاتا تھا لیکن آج کل کلیسیا کے سرداروں کی اجازت سے ہر زبان میں اصلی نسخہ جات سے ترجمہ کیا جاتا ہے اس سے پاک کلام میں تبدیلی رونما نہیں ہوتی لیکن زبانوں کی ترقی کو مدنظر رکھتے ہوئے مترجمین یہ کوشش کرتے ہیں کہ کلام مقدس طرز تحریر میں عمدہ ہو اور ان الفاظ و محاورات کو جو متروک ہوگئے ہوں استعمال نہ کیا جائے

مترجمین کلام مقدس کا یہ نیا ترجمہ جو اصلی زبانوں کے مطابق اردو زبان میں کیا گیا ہے مومنین کے سامنے پیش کرتے ہیں اور ان کیلئے دعاگو ہیں کہ وہ اس سے پورا پورا روحانی فائدہ حاصل کریں اور اسی طرح کلام مقدس کے اصلی مصنف کے پاس پہنچ سکیں"

مختلف ورژن

قارئین اب ہم بائبل کے مختلف تراجم پر ایک نظر ڈالتے ہیں اکثر بائبل کے نسخوں پر "اتھارائزڈورژن" "ریوائزڈورژن" اور "ریوائزڈ اسٹینڈڈورژن" لکھا ہوتا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ "تصدیقی الفاظ" کس کی اتھارٹی سے کس کے حکم سے اور کیونکر لکھے گئے؟ عام سینٹ پالی مسیحیوں کو تو یہی یقین دلایا جاتا ہے کہ بائبل میں موجود کتب "خدا کے کلام" (ورڈ آف گاڈ) پر مبنی ہیں اور خدا روح القدس کے الہام ہی سے انہیں لکھا گیا ہے تو پھر جب یہ "کتب بائبل" خدا کی طرف سے ہیں تو بائبل کے نسخوں میں یہ ورژن کیسے؟ پھر اس کے ترجموں میں یہ کاٹ چھانٹ کیسی؟ اور اس کا مجاز کون ہے؟ اور کوئی کس طرح مجاز ہو سکتا ہے؟ اگر "کتب بائبل" خدا کی طرف سے ہیں تو خدا اور صرف خدا ہی اس کو ریوائز کر سکتا ہے اس کے علاوہ کوئی سینٹ پالی مسیحی خواہ وہ اپنے حلقہ مریدین میں کتنی ہی بڑی عظمت کا دعویدار ہو قطعی طور پر اس "تصدیقی سرٹیفکیٹ" کے جاری کرنے کا مجاز نہیں ہو سکتا

قارئین اگر ابتدا سے اب تک بائبل کے تراجم پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "خدا کی یہ کتاب" سینکڑوں مرتبہ "ریوائزڈ" ہو چکی ہے انسائیکلوپیڈیا کولیئرس جلد نمبر3 صفحہ نمبر398 ایڈیشن 1956ء میں یہ لکھا ہے "1948ء تک مکمل بائبل کے جو صرف انگلش زبان میں ترجمے ہوئے وہ پچاس سے زائد بار "ریوائزڈ" ہوئے ہیں

اور "عہد نامہ جدید" کے ترجمے کم از کم ایک سو دس بار "ریوائز" ہو چکے ہیں" قارئین یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر بار کی "ریویژن" میں ردوبدل ہوا ہے انسائیکلوپیڈیا کے مطابق مشہور تراجم بائبل کی تفصیل حسب ذیل ہے 1۔ترجمہ سبعینہ سپٹو جینٹ عبرانی سے یونانی زبان میں 250تا130 قبل مسیح (عہد نامہ قدیم) 2۔ ولگیٹ رومی زبان میں 382تا406ء 3۔ویکلف ورژن انگلش زبان میں 1384ء 4۔لوتھر کا ترجمہ جرمنی زبان میں 1522ء یاد رہے کہ مارٹن لوتھر نے عہد نامہ جدید 1522ء میں اور عہد نامہ قدیم کا ترجمہ 1523ء سے 1534ء تک کیا 5۔ولیم ٹائینڈیل کا ترجمہ انگلش میں 1525ء پہلا ایڈیشن۔اس ترجمہ پر نظرثانی 1534ء میں ہوئی 6۔اراسمس کا ترجمہ لاطینی زبان میں 1526ء اس کا ذکر انسائیکلوپیڈیا میں نہیں ہے بلکہ پادری خورشید عالم کی کتاب "تواریخ کلیسائے رومتہ الکبریٰ کے صفحہ نمبر180 پر موجود ہے 7۔ کاورڈیل کا ترجمہ انگلش میں 1535ء 8۔کروم ویل کا ترجمہ انگلش میں 1539ء اس کاذکر انسائیکلوپیڈیا میں نہیں ہے 9۔کرائمر کی بائبل 1540ء اس کا ذکر بھی انسائیکلوپیڈیا میں نہیں ہے 10۔جنیوا بائبل انگلش میں 1560ء 11۔بشپ بائبل انگلش میں 1568ء 12۔ریمزے اینڈ ڈوئے ۔ اس ترجمہ کو رومن کاتھولک نے تیار کرایا تھا 13۔کنگ جیمس ورژن یا اتھارائزڈ ورژن 1611ء 14۔ریوائزڈ ورژن 1881ء

قارئین اس کے علاوہ نجی طور پر بھی بائبل کے ترجمے ہوئے ہیں بیسویں صدی عیسوی اس معاملے میں بڑی زرخیز ثابت ہوئی اس صدی کے ترجموں کی تعداد نسبتاً" بہت زیادہ ہے 15۔وے ماوتھ 1902ء کئی مرتبہ "ریوائزڈ" کی گئی 16۔مولٹن کی ماڈرن

ریڈرز بائبل 1907ء اس کا ذکر انسائیکلوپیڈیا میں نہیں ہے 17۔مفت کا نیا ترجمہ 1925ء 18۔اسمتھ 1927ء 19۔ناکس کا ترجمہ 1944ء یہ رومن کاتھولک فرقہ کا ترجمہ ہے 20۔امریکن ریوائزڈاسٹینڈرڈورژن 1946ء 21۔فلپ کا ترجمہ1947ء تا 1958ء 22۔برطانوی محققین کا نیا ترجمہ 1961ء یاد رہے کہ 1947ء میں برطانوی محققین کے ایک کمیشن نے مکمل نئے ترجمہ کیلئے کام شروع کیا یہ ترجمہ 1961ء میں منظر عام پر آیا بحوالہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد سوم صفحہ نمبر580 23۔ایک اور ترجمہ 1966ء میں ہوا اس کو سینتالیس (47) محققین نے دس سال سے زائد عرصہ مصروف رہنے کے بعد مکمل کیا بحوالہ ریڈرس ایڈوائزر۔ وینی فریڈ صفحہ نمبر84 قارئین کنگ جیمس یا اتھارائزڈ ورژن کا ماخذ "ردی د لکیٹ" تھا اور یہ ترجمہ دو سو ستّر(270) سال تک مستند سمجھا جاتا رہا لیکن یہ ترجمہ اس وجہ سے ناقص ہو گیا تھا کہ دو قدیم نسخے یعنی نسخہ اسکندریہ اور نسخہ سینا اس ترجمہ کے بعد دستیاب ہوئے تھے ان نسخوں کے انکشاف کے بعد ترجمہ میں تبدیلی ضروری ہوگئی تھی چنانچہ ستائیس ارکان کی ایک خاص کمیٹی نے بڑی محنت سے 1881ء میں ایک جدید ترجمہ تیار کیا جو "ریوائزڈ ورژن" کے نام سے شائع کیا گیا

تحریف کا تازہ ترین شاہکار

قارئین انٹرنیشنل کونسل آف کرسچن چرچز کی جانب سے کچھ عرصہ پہلے ایک مقالہ شائع ہوا تھا اس کے پہلے صفحے پر یہ عبارت درج تھی "بائبل مقدس کے لیئے امریکی ترجمہ آر۔ ایس۔ وی (ریوائزڈاسٹینڈرڈورژن) پر تحقیقی مقالہ" مقالہ نگار پادری عنایت ایس۔ ل ایم اے کوٹ لکھپت لاہور شائع کندہ انٹرنیشنل کونسل آف کرسچن چرچز پاکستان پوسٹ

بکس نمبر68 گوجرانوالہ " مقالہ نگار پادری عنایت ایس ل صفحہ نمبر2 پر لکھتا ہے کہ "(زیر بحث) بائبل مقدس کے امریکی ترجمہ آر۔ایس۔وی کو پاکستان میں مندرجہ ذیل کلیساؤں اور اداروں کی سرپرستی حاصل ہے 1۔ کلیسائے پاکستان جس میں سابقہ انگلیکن چرچ۔ یونائیٹڈ میتھوڈسٹ چرچ۔ لوتھرن چرچ۔ سیالکوٹ چرچ کونسل (قدیم سکاچ مشن) شامل ہیں 2۔ امریکن مشن 3۔ پاکستان بائبل سوسائٹی 4۔ (ویسٹ) پاکستان کرسچن کونسل 5۔ گوجرانوالہ تھیولاجیکل سیمنری گوجرانوالہ مقالہ نگار نے مزید لکھا کہ " اس ترجمہ کے ذریعہ کلیسا میں بدعتی تعلیم رائج کی جارہی ہے کلام مقدس کی بیشتر آیات جو خداوند مسیحؑ کی الوھیت، کفارہ اور خداوند کے آسمان پر اٹھائے جانے سے متعلق ہیں اس نئی امریکی بائبل آر۔ایس۔وی سے کسی وجہ اور تشریح کے بغیر نکال دی گئی ہیں (ایضا" صفحہ نمبر3) قارئین اس کے بعد مقالہ نگار نے آر۔ایس۔وی سے نکالی گئی آیات کا حوالہ بھی دیا[1] سوال پیدا ہوتا ہے کہ امریکن ریوائزڈ اسٹینڈرڈ ورژن میں جو یہ تحریفات ہوئی ہیں جس پر غیر مسیحی تو کجا خود سینٹ پالی مسیحی بھی حیران اور پریشان ہیں[*] اور ان کے پاس اس کیلئے کوئی توجیہ نہیں کسی کو کیا جواب دیں؟ اور کیسے تسلی کرائیں؟ تو پھر بائبل میں کثرت سے تحریفات کے ثبوت کے باوجود اپنی آنکھیں اور کان بند کر کے پوری دنیا میں " عصمتہ التوراۃ والانجیل "(توریت شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت) اور صداقت بائبل کا ڈھنڈورا کیوں پیٹا جارہا ہے؟ تحریف پر پردہ ڈالنے کیلئے قدیم ترین نسخوں اور موجودہ بائبل میں "اتفاق" کا حوالہ دیا جاتا ہے تو آیئے اب ہم ان قدیم ترین نسخوں کا جائزہ لیتے ہیں تاکہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے

---

[*] بقیہ صفحہ 83 پر [1] ملاحظہ کریں ضمیمہ (E-A)

قدیم ترین نسخے

قارئین پاکستان کے مسیحی اشاعت خانہ (ایم۔ آئی۔ کے) 36۔ فیروز پور روڈ لاہور نے ایک پمفلٹ "غلط فہمی" شائع کیا اس میں بھی یہی دعویٰ کیا گیا ہے کہ "بائبل اپنی اصلی اور ابتدائی زبانوں عبرانی اور یونانی میں ٹھیک وہی "خدا کا کلام" ہے جو آج کے دن تک ہر زیر وزبر تک کی غلطی اور تبدیلی سے مبرا ہے...... ہر شخص جسے سفر کا مقدور ہو مغرب کے عجائب خانوں میں جاکر ان قدیم نسخوں کو دیکھ سکتا ہے جہاں بڑی احتیاط کے ساتھ یہ محفوظ ہیں" لیکن قارئین نہایت افسوس کی بات ہے کہ اصل "کلام خدا" کو عجائب خانہ کی زنیت بنا کر رکھ دیا گیا ہے سینٹ پالی مسیحی سرداروں کو چاہیئے تو یہ تھا کہ عجائب خانوں سے "کلام خدا" کے اصلی نسخوں کے متن کا عکس لے کر بائبل کے تراجم کے ساتھ ہی شائع کر دیتے تاکہ اصلی نسخوں کے متن اور مختلف تراجم کے درمیان کھرے کھوٹے کی پہچان کھل کر دنیا والوں کے سامنے آجاتی اور کروڑوں سینٹ پالی مسیحی عوام بھی "کلام خدا" کے اصلی نسخوں کی زیارت اور تلاوت سے محروم نہ رہتی اس کے علاوہ "کاتھولک بائبل" پروٹسٹنٹ بائبل اور امریکن بائبل (آر۔ ایس۔ وی) کے اختلافات بھی ختم ہوجاتے جس کے نتیجہ میں پوری دنیا کے سامنے "کلام خدا" کے اصلی نسخوں والی متفقہ "لاسٹ اسٹینڈرڈ بائبل" معرض وجود میں آجائے گی اور بائبل کو بار بار "ریوائز" کرکے نئے سے نئے "ورژن" دنیا کے سامنے پیش کرنے کا سلسلہ بھی تھم جائے گا لیکن آخر کیا وجہ ہے کہ بائبل کے ان قدیم ترین اصلی نسخوں کو شائع کرنے سے گریز کیا جارہا ہے؟ سینٹ پالی مسیحی مشنری ادارے جن قدیم نسخوں کے بارے میں یہ کہتے نہیں تھکتے کہ وہ "کتب مقدسہ کے سارے صحائف پر مشتمل ہے اور جو بائبل ہمارے درمیان رائج ہے

اپنی عبارتوں میں ان نسخوں سے کہیں بھی مختلف نہیں ہے"(توریت شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت از اسکندر جدید باب پنجم "قدیم نسخے")

قارئین اب ذرا ان قدیم قلمی نسخوں کی حقیقت بھی ملاحظہ کریں پیرس کی نیشنل لائبریری میں رکھا ہوا قلمی "نسخہ افرائیمی" برٹش میوزیم میں رکھا ہوا قلمی "نسخہ اسکندریہ" روم کے قریبی شہرو تیکان (ویٹی کن) میں پوپ کی لائبریری میں رکھا ہوا قلمی"نسخہ و تیکانی" برٹش میوزیم لندن میں ہی رکھا ہوا قلمی "نسخہ سینائی" (توریت شریف اور انجیل شریف کی صحت و حقانیت باب پنجم۔ پمفلٹ "غلط فہمی" ایم آئی کے 36۔ فیروز پور روڈ لاہور) ان چاروں قدیم قلمی نسخوں میں کوئی ایک نسخہ بھی عبرانی زبان میں نہیں ہے بلکہ تمام تر یونانی زبانوں پر مشتمل ہیں گویا کہ اصل زبان اور اصل متن میں پھر بھی نہیں ہیں ان آخری تین نسخوں میں کوئی بھی ایک نسخہ نہ تو مکمل ہے اور نہ ہی مروّجہ بائبل سے مطابقت رکھتا ہے اس کے علاوہ یہ قدیم قلمی نسخے آپس میں بھی متفق نہیں بلکہ ان نسخوں کی اصل کیفیت یہ ہے کہ "نسخہ اسکندریہ" میں عہد جدید نامکمل ہے انجیل متی انجیل یوحنا اور کرنتھیوں کی دوسری کتاب نامکمل ہے "نسخہ و تیکانی" میں عہد جدید کے عبرانیوں کے باب نمبر9 کی آیت نمبر14 کے بعد کا حصہ، فلیمون اور مکاشفہ کی دونوں کتابیں شامل نہیں ہیں "نسخہ سینائی" میں بھی عہد جدید نامکمل ہے اور "برنباس کا خط" پرمس کا چرواہا" نامی کتب کابہت ساحصہ اس نسخے کے آخر میں موجود ہے جو موجودہ بائبل سے سینٹ پالی مسیحی سرداروں نے حذف کردیا ہے (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد نمبر2 صفحہ نمبر942 تا943) جب کہ قلمی "نسخہ افرائیمی" کی قدامت کے بارے میں صرف علماء کی رائے کو کافی سمجھ لیا گیا ہے (کہ اس نسخہ کی کتابت چار سو پچاس عیسوی کے لگ بھگ کی

ہے) ورنہ اس کے اصلی اور نقلی ہونے کے بارے میں کوئی تحقیق شائع نہیں کی گئی اور نہ ہی مصنف کے بارے میں کوئی علم ہے (مزید تفصیلات قاموس الکتاب صفحہ نمبر 126)

قارئین سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بالفرض مندرجہ بالا قدیم قلمی نسخوں کو ہی اصل مان لیا جائے تو ان نسخوں سے زائد حصے موجودہ بائبل میں کس نے اور کیوں شامل کر دیئے؟ اگر ان قدیم نسخوں اور موجودہ بائبل میں فرق ہے تو پھر یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ "یہ وہی ہے جو پیغمبر اسلامؐ کے زمانے میں اور اس زمانے سے بھی پہلے موجود تھا" دَور حاضر میں پرنٹنگ اور اشاعت کی جس قدر سہولتیں میسر ہیں وہ پہلے زمانے میں نہ تھیں جب پریس موجود ہیں طباعت کی ہر طرح کی سہولتیں موجود ہیں سینٹ پالی مسیحی مشنری اداروں کے پاس اربوں ڈالر کے صلیبی بجٹ موجود ہیں تو وہ اصل قدیم قلمی نسخوں کو شائع کیوں نہیں کرتے؟ آخر اصل کو چھوڑ کر صرف تراجم بلکہ مختلف تراجم پر ہی مسیحیت کا دارومدار کیوں رکھا گیا ہے؟ کیا اصل قدیم قلمی نسخوں کو شائع نہ کرنے کی یہ وجہ تو نہیں (جبکہ حقیقتاً یہی وجہ ہے) کہ اصل نسخوں اور موجودہ تراجم میں چونکہ زمین و آسمان کا فرق ہے اس لیئے جیسے ہی قدیم قلمی نسخے (جن کی اپنی حیثیت مشکوک ہے) شائع ہو کر دنیا کے سامنے آئیں گے تو سینٹ پالی مسیحیت کی بنیادیں ہی ہل جائیں گی اور اگر یہ بات نہیں (جبکہ حقیقتاً یہی بات ہے) تو پھر قدیم ترین قلمی نسخے خواہ کتنے بھی پرانے کیوں نہ ہوں خواہ اصلی زبان ہی میں کیوں نہ ہوں وہ دنیا کے کسی عجائب خانے کی زینت بن جانے سے محض سیاحوں کی دلچسپی کا باعث تو ہو سکتے ہیں مگر کوئی بھی شخص ان سے "صراط مستقیم" حاصل نہیں کر سکتا

روح القدس کے الہام کا بہانہ

قارئین تمام حقائق کو جاننے کے باوجود سینٹ پالی مسیحی مشنری اداروں نے آخر کار تھک ہار کے محرف بائبل کے دفاع میں یہ کہنا اور لکھنا شروع کر دیا ہے کہ "ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم اور الزام اور اصلاح اور راستبازی میں تربیت کرنے کیلئے فائدہ مند بھی ہے" (نمبر2 تیمتھیس 16:3) "اور پہلے یہ جان لو کہ کتاب مقدس کی کسی نبوت کی بات کی تاویل کسی کے ذاتی اختیار پر موقوف نہیں کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں ہوئی بلکہ آدمی روح القدس کی تحریک کے سبب سے خدا کی طرف سے بولتے تھے" (نمبر2 پطرس 20:1 تا 21) "میں ہر ایک آدمی کے آگے جو اس کتاب کی نبوت کی باتیں سنتا ہے گواہی دیتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی ان میں کچھ بڑھائے تو خدا اس کتاب میں لکھی ہوئی آفتیں اس پر نازل کرے گا اور اگر کوئی اس نبوت کی کتاب کی باتوں میں سے کچھ نکال ڈالے تو خدا اس زندگی کے درخت اور مقدس شہر میں سے جن کا اس کتاب میں ذکر ہے اس کا حصہ نکال ڈالے گا" (مکاشفہ 18:22 تا 19) لہٰذا بائبل میں تحریف کرنے کا نہ کوئی مسیحی سوچ سکتا تھا اور نہ ہی کسی مسیحی نے بائبل میں تحریف کرنے کی جرأت آج تک کی ہے اگر بالفرض مسیحی بائبل کے "عہد نامہ عتیق" کی کتب مقدسہ میں تحریف کرتے تو یہودی اپنی ان کتب مقدسہ کے دفاع کیلئے جان توڑ مقابلہ کرتے اور جان تک قربان کرنے سے دریغ نہ کرتے لیکن اگر بالفرض یہودی بائبل کے "عہد نامہ جدید" کی کتب مقدسہ میں تحریف کرتے تو مسیحی اپنی ان کتب مقدسہ کے دفاع کیلئے جان پر کھیل جاتے جب کہ نہ ایسا ہوا ہے نہ ہو سکتا ہے

قارئین اگر مندرجہ بالا دلائل کو بالفرض صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر کاتھولک کلیسا کی بائبل (ڈوئے ورشن) یعنی "کلام مقدس" میں ایک کتاب کا اضافہ کیوں ہو گیا؟ جن گمشدہ

کتب مقدسہ کا بائبل میں حوالہ دیا گیا ہے وہ مقدس کتب کہاں گم ہو گئیں؟ کاتھولک بائبل "کلام مقدس" میں بدعتی مترجمین کی طرف سے بائبل کے متن کو بگاڑنے کی شکایت کیوں کی گئی؟ سولہویں صدی عیسوی میں پروٹسٹنٹ کلیسا کے بانی اور سابقہ رومن کاتھولک پادری "مارٹن لوتھر" نے ڈیڑھ ہزار سال سے مستند تسلیم کی جانے والی بائبل سے چھ کتابیں آٹھ ابواب اور دس آیتیں آخر کس الہام کے تحت نکال دیں؟ جبکہ وہ رسول بھی نہ تھا اور نہ ہی اس نے الہام کا دعویٰ کیا تھا پھر کاتھولک بائبل "کلام مقدس" اور پروٹسٹنٹ بائبل "کتاب مقدس" کے ہوتے ہوئے امریکن بائبل (آر۔ ایس۔وی) میں کاٹ چھانٹ کیوں اور کس الہام سے کی گئی؟ روح القدس کے الہام سے تحریک ملنے کے بلند بانگ دعوے کے باوجود بائبل باربار "ریوائز" کیوں کی گئی؟ مختلف تراجم پر ہی انحصار کیوں کیا گیا؟ قدیم ترین قلمی نسخوں کو بائبل کے متن کے طور پر باترجمہ شائع کرنے سے گریز کیوں کیا گیا اور کیا جا رہا ہے؟ کاتھولک کلیسا کے دعوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے "کلام مقدس" میں سے چھ کتابیں آٹھ ابواب اور دس آیتیں نکال دینے والے "مارٹن لوتھر" اور مزید کاٹ چھانٹ کرکے مقدس آیتیں بائبل سے نکال کر امریکن بائبل (آر۔ ایس۔ وی) تیار کرنے والوں کا "زندگی کے درخت اور مقدس شہر" (مکاشفہ 19:22) میں سے حصہ نکل گیا جب کہ آخری دونوں فریقوں کے دعوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے "بائبل" میں اضافہ کرنے والی پوری "رومن کاتھولک کلیسا" خدا کی طرف سے آفتوں کے نزول کی مستحق ہے (مکاشفہ 18:22) اس کے علاوہ "یسوع مسیح" کا ابدی کلیسائی ساتھ اور "روح القدس" سے روشنی، فضل اور رہنمائی پانے کا دعویٰ بھی غلط ثابت ہوا ورنہ "سینٹ پالی مسیحیت" میں اتنے اختلافات پیدا ہی نہ ہوتے

دعوت فکر

قارئین مختلف زبانوں میں عمدہ کاغذ لگا کر اور گرد پوش سے مزین کرکے سنہری، رُوپہلی جلدیں چڑھا کر مختلف قسم کی "محرف ومبدل بائبلیں" دنیا کے سامنے پیش کرنے والوں کو ہم دعوت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ "قرآن مجید" کی تدوین و حفاظت کے تمام مراحل آپ نے اس مقالہ کے باب اول میں پڑھے باب دوم میں شکوک و شبہات اور مغالطے دور کردیئے گئے باب سوم میں بائبلن خداوند خدا "بائبل" کے توہین رسالت پر مبنی اور فحش مضامین بھی آپ کے سامنے رکھے گئے اور "قرآن مجید" نے انبیاء کرام علیہم السلام کے تقدس، عفت و عصمت اور مشن کو "بائبل" کے بالمقابل کس طرح اجاگر کیا وہ بھی باب چہارم میں آپ کے سامنے رکھ دیا گیا باب پنجم میں تدوین توریت، عہد کا صندوق، قوم بنی اسرائیل کی بداعمالیاں، سزائیں توریت کے محافظ کاہنوں اور نبیوں کا کردار "بقول بائبل" آپ نے پڑھے باب ششم میں بائبل کا اعتراف تحریف بھی آپ کے زیر مطالعہ آیا جس سے حقائق کھل کر آپ کے سامنے آئے اب ہم تحریف، تغیراور تبدیلی سے پاک "قرآن مجید" پر ایمان لانے کی سینٹ پالی مسیحیوں کو دعوت دیتے ہیں تاکہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کی سزا سے بچ جائیں ہمیشہ کی جنتوں کے وارث بنیں اور دوہرا اجر پائیں

ذیل میں انجیل مقدس کی وہ آیات پیش کی جاتی ہیں۔ جو اس ترجمہ میں انجیل مقدس سے نکال دی گئی ہیں تاکہ پاکستانی کلیسا حقیقت حال سے بخوبی واقف ہو جائے۔

"انٹرنیشنل کونسل آف کرسچین چرچیز جو تمام دنیا میں اس مذموم حرکت کے خلاف صف آرا ہے۔ اور پاکستان کی کلیسائیں بھی جو اس کونسل سے ملحق ہیں۔ اور جن میں یو پی سینٹر آف پاکستان ملیشن پیش ہے۔ اس ملک میں اس بدبختی ترجمہ کے خلاف کر رہے ہے

مقدس متی کی انجیل سے حذف کردہ آیات

باب	آیت	
۱۲	۴۷	کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔
۱۷	۲۱	لیکن یہ قسم دعا کے سوا اور کسی طرح نہیں نکل سکتی۔
۱۸	۱۱	کیونکہ ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔
۱۹	۹	اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ بیٹھے اور دوسری سے بیاہ کرے وہ زنا کرتا ہے۔ اور جو کوئی چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرلے وہ بھی زنا کرتا ہے۔ (خط کشیدہ جملہ آر۔ ایس۔ وی میں حذف کر دیا گیا ہے)
۲۱	۴۴	اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ لیکن جس پر وہ گرے گا

اسے پیس ڈالے گا (یہاں پتھر سے مراد خداوند یسوع ہے۔ لیکن آر۔ ایس۔ وی کے خیال میں یہ درست نہیں)

۲۳ ۱۴ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ ایک مرید کرنے کے لیئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مرید ہو چکتا ہے تو اسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔"

قارئین یہ وہ آیات ہیں جو صرف ایک انجیل سے نکال دی گئی ہیں۔ اور یہ بیسویں صدی کے روشن زمانہ میں ہوا ہے۔ ذرا تصور کیجیے کہ اس سے قبل یہ الہامی کتب کن کن مراحل سے گذری ہوں گی۔ یہ امر بھی ملحوظ خاطر رہے کہ یہ بات کوئی غیر نہیں بلکہ خود عیسائی کہہ رہا ہے۔

مقدس مرقس کی انجیل سے حذف کردہ آیات

باب	آیت	
۷	۱۶	اگر کسی کے سننے کے کان ہو تو وہ سن لے (حذف)
۹	۴۴	جہاں ان کا کیڑا نہیں مرتا اور آگ نہیں بجھتی (حذف)
۹	۴۹	کیوں کہ ہر شخص آگ سے نمکین کیا جائے گا۔ اور ہر ایک قربانی نمک سے نمکین کی جائے گی۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)
۱۰	۲۴	جو لوگ دولت پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا کیا ہی مشکل ہے (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)
۱۱	۲۶	اور اگر تم معاف نہ کرو گے تو تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے قصور بھی معاف نہ کرے گا۔ (ساری آیت حذف ہے)
۱۴	۶۸	اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں تو نہ جانتا ہوں اور نہ سمجھتا ہوں کہ تو کیا کہتی ہے پھر وہ باہر ڈیوڑھی میں گیا اور مرغ نے بانگ دی (خط کشیدہ جملہ حذف کیا گیا ہے)
۱۵	۲۸	تب اس مضمون کا وہ نوشتہ کہ وہ بدکاروں میں گنا گیا پورا ہوا۔ (ساری آیت حذف)
۱۶	۹ تا ۲۰	تمام آیات اس ترجمہ میں سے نکال دی گئیں

مقدس لوقا کی انجیل سے حذف شدہ آیات

باب	آیت	
۹	۵۵	مگر اس نے پھر کر انہیں جھڑکا اور کہا تم نہیں جانتے کہ تم کس روح کے ہو۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کیا گیا ہے)
۲۲	۱۹	پھر اس نے روٹی لی اور شکر کر کے توڑی۔ اور یہ کہہ کر ان کو دی کہ یہ میرا بدن ہے جو تمہارے واسطے دیا جاتا ہے۔ میری یادگاری کے لیے یہی کیا کرو۔ (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)
۲۲	۲۰	اور اسی طرح کھانے کے بعد پیالہ یہ کہہ کر دیا کہ یہ پیالہ میرے اس خون میں نیا عہد ہے جو تمہارے واسطے بہایا جاتا ہے (پوری آیت حذف کر دی گئی ہے)
۲۴	۳	مگر اندر جا کر یسوع کی لاش نہ پائی (خط کشیدہ الفاظ حذف)
۲۴	۶	وہ یہاں نہیں ہے بلکہ جی اٹھا ہے (ساری آیت حذف)
۲۴	۱۲	اس پر پطرس اٹھ کر قبر تک دوڑا گیا اور جھک کر نظر کی اور دیکھا کہ صرف کفن ہی کفن ہے اور اس ماجرے سے تعجب کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا (پوری آیت حذف کر دی گئی ہے)
۲۴	۴۰	اور یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے ہاتھ پاؤں دکھائے (پوری آیت حذف)
۲۴	۵۱	اور جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا تو ایسا ہوا کہ ان سے جدا ہو گیا اور آسمان پر اٹھایا گیا (خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا)
۲۴	۵۲	اور وہ اس کو سجدہ کر کے بڑی خوشی سے یروشلم کو لوٹ گئے (پوری آیت ہی حذف کر دی گئی)

مقدس یوحنا کی انجیل سے حذف شدہ آیات

باب	آیت	
۱	۱۴	اور کلام مجسم ہوا۔ اور فضل اور سچائی سے معمور ہو کر ہمارے درمیان رہا اور ہم نے اس کا ایسا جلال دیکھا جیسا کہ باپ کے اکلوتے کا جلال (لفظ اکلوتا حذف)
۳	۱۳	اور آسمان پر کوئی نہیں چڑھا۔ سوا اس کے جو آسمان سے اترا یعنی ابن آدم

جو آسمان میں ہے (آخری جملہ حذف کر دیا گیا)

۳	۱۶	کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے (لفظ اکلوتا حذف کیا گیا تاکہ کنواری سے پیدا ہونے کی حقیقت کو چھپایا جائے)
۵	۳	ان میں بہت سے بیمار اور اندھے اور لنگڑے اور پژمردہ لوگ جو پانی ہلنے کے منتظر ہو کر پڑے تھے (خط کشیدہ جملہ حذف)
۵	۴	کیونکہ وقت پر خداوند کا فرشتہ حوض پر اتر کر پانی ہلایا کرتا تھا۔ پانی ہلتے ہی جو کوئی پہلے اترتا سو شفا پاتا۔ اس کی جو کچھ بیماری کیوں نہ ہو (پوری آیت حذف ہے)
۸	۱ تا ۱۱	اس عورت کا قصہ جو زنا میں پکڑی گئی (پورا نکال دیا گیا ہے)
۹	۳۵	اور جب اس سے ملا تو کہا کیا تو خدا کے بیٹے پر ایمان لاتا ہے (خدا کے بیٹے کی جگہ "ابن آدم" لکھ دیا گیا ہے)

رسولوں کے اعمال

۸	۳۷	پس فلپس نے کہا کہ اگر دل و جان سے ایمان لائے تو بپتسمہ لے سکتا ہے اس نے جواب میں کہا میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے (ساری آیت حذف)
۲۸	۲۹	جب اس نے یہ کہا تو یہودی آپس میں بہت بحث کرتے چلے گئے (ساری آیت حذف)

رومیوں کے نام خط

۵	۲	جس کے وسیلے سے ایمان کے سبب اس فضل تک ہماری رسائی بھی ہوئی (لفظ ایمان حذف)
۱۶	۲۴	ہمارے خداوند یسوع مسیح کا فضل تم سب کے ساتھ ہو۔ (ساری آیت حذف)

کرنتھیوں کے نام پہلا خط

۱۱ ۲۹ کیونکہ جو کھاتے پیتے وقت خداوند کے بدن کو نہ پہچانے وہ اس کھانے پینے سے
سزا پائے گا (لفظ خداوند حذف)

عبرانیوں کے نام خط

۲ ۷ تو نے اسے فرشتوں سے کچھ ہی کم کیا تو نے اس پر جلال اور عزت کا تاج رکھا اور
اپنے ہاتھوں کے کاموں پر اسے اختیار بخشا (خط کشیدہ جملہ حذف)

مقدس یوحنا پہلا خط عام

۴ ۹ جو محبت خدا کو ہم سے ہے وہ اس سے ظاہر ہوئی کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو
دنیا میں بھیجا تاکہ ہم اس کے سبب زندہ رہیں (لفظ اکلوتا حذف)

عہد نامہ عتیق سے حذف کردہ آیات

زبور

۲ ۱۲ بیٹے کو چومو ایسا نہ ہو کہ وہ قہر میں آئے (یہاں بیٹے کو چومو کی بجائے اس کے پاؤں
چومو لکھ دیا ہے)

۴۵ ۶ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔
(خط کشیدہ جملہ حذف)

یسعیاہ

۷ ۱۴ لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا
ہوگا (کنواری کی جگہ جوان عورت لکھا گیا ہے)

زکریاہ

۹ ۹ اے بنت صیہون تو نہایت شادمان ہو اے دختر یروشلم خوب للکار۔ کیوں کہ دیکھ
تیرا بادشاہ تیرے پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے۔ اور نجات اس کے ہاتھ میں ہے۔
(خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا گیا ہے)

عالم اسلام کو 2025ء تک مغلوب کرنے کی مسیحی سازش

870ارب ڈالر مختص 70 لاکھ پرچارک اور 10 ہزار مواصلاتی چینل کام کریں گے : 360 زبانوں میں کتب شائع ہونگی۔

لاہور (نوائے وقت رپورٹ) اسلام کو 2025ء تک مغلوب کرنے کے مسیحی منصوبہ کا انکشاف ہوا ہے اس منصوبہ کے لئے 70 لاکھ مبلغین اور 870 ارب ڈالر مختص کیے گئے ہیں اور اس کے لئے دس ہزار مواصلاتی چینل کام کریں گے ہفت روزہ ندائے ملت کی ایک رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کی بین الاقوامی تنظیموں نے آئندہ صدی کے پہلے پچیس سال تک کے لئے منصوبہ بندی کر رکھی ہے اس خوفناک منصوبے میں دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہزاروں عیسائی تنظیمیں اربوں ڈالر، کروڑوں انجیل اور دوسری مذہبی کتابیں پرچارک فوج 24 ملین بچوں پر 360 زبانوں میں ترجمہ کر کے عیسائیت سے متعلق لٹریچر بھیجا جائے گا ہر سال اس موضوع پر نو لاکھ مختلف کتابیں شائع ہوں گی اس تسلسل کے ساتھ 65 ہزار 571 مختلف کتابیں صرف "مسیح علیہ السلام" کی حیات کے بارے میں ہوں گی ڈاکٹر ڈیوڈ کے حوالے سے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت دنیا میں تقریباً 51 لاکھ 51 ہزار افراد خدمات انجام دے رہے ہیں ہالینڈ کی ایک عیسائی تنظیم کا کام صرف تارکین وطن کے فلیٹوں اور گھروں میں جا کر "مسیح کا پیغام" سناتا ہے۔

روزنامہ نوائے وقت ملتان 10 جنوری 1998

عالم اسلام کو 2025ء تک مغلوب کرنے کی مسیحی سازش

870 ارب ڈالر مختص

70 لاکھ پرچارک اور 10 ہزار مواصلاتی چینل کام کریں گے

360 زبانوں میں کتب شائع ہوں گی

لاہور (نوائے وقت رپورٹ) اسلام کو 2025ء تک مغلوب کرنے کے مسیحی منـ
کا انکشاف ہوا ہے اس منصوبہ کے لئے 70 لاکھ مبلغین اور 870 ارب ڈالر مختص
گئے ہیں اور اس کے لئے دس ہزار مواصلاتی چینل کام کریں گے ہفت روزہ ندا
ملت کی ایک رپورٹ کے مطابق عیسائیوں کی بین الاقوامی تنظیموں نے آئندہ صـ
کے پہلے پچیس سال تک کے لئے منصوبہ بندی کر رکھی ہے اس خوفناک منصوبے
دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہزاروں عیسائی تنظیمیں اربوں ڈالر، کروڑوں انجیل اور دو
مذہبی کتابوں پر چارک فوج 24 ملین پتوں پر 360 زبانوں میں ترجمہ کر کے عیسا
سے متعلق لٹریچر بھیجا جائے گا ہر سال اس موضوع پر نو لاکھ مختلف کتابیں شائع ہو
گی اس تسلسل کے ساتھ 65 ہزار 571 مختلف کتابیں صرف "مسیح علیہ السلام"
حیات کے بارے میں ہوں گی ڈاکٹر ڈیوڈ کے حوالے سے رپورٹ میں بتایا گیا ہے
اس وقت دنیا میں تقریباً 51 لاکھ 51 ہزار افراد خدمات انجام دے رہے ہیں حالیـ
ایک عیسائی تنظیم کا کام صرف تارکین وطن کے فلیٹوں اور گھروں میں جا کر "مسیـ
السلام کا پیغام" سنانا ہے

روزنامہ نوائے وقت ملتان 10 جنوری 1998ء